JĀMI'-UL-QAVĀNĪN.

جامع القوانین

مؤلفۂ

روورنڈ ایڈورڈ سیل صاحب بی ڈی
فلو آف دی مدراس یونیورسٹی و ممتحن عربی و فارسی و اردو

استعمالِ طالبانِ اردو و افادۂ تلامیذ یونیورسٹی کیلئے

دفعۂ ہفتم

مطبع نظام المطابع مدراس مین طبع ہوئی
ماہ سپتمبر سنہ ۱۹۰۱ع

قیمت یک …

… جلد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ چند اصطلاحات ضروری مین

قانون وہ علم ہی جس سے تحریر
اور تقریر درست ہوتی ہی۔
لغت۔ اصل زبان کو کہتے ہین
اصطلاح۔ وہ ہی جو چند آدمی
ملکر ایک بات ٹھہرالین۔
محذوف۔ جو لفظ دور کیا جاتا ہی
مقدر۔ جو لکھا نہ جاوے لیکن اسکے
معنی لئے جاوین جیسے لکھ یعنی تو لکھ
مرادف وہ الفاظ جن کے معنے
ایک ہون۔ جیسے کرسی اور چوکی
مشترک وہ لفظ جو کئی معنون کے واسطے کہا
جاتا ہی جیسے چاند ماہتاب اور سر کو کہتے ہین

صیغہ لفظ کو ...
معنی جو چیز کہ ... م سے
سمجھی جاتی ہی۔
تعریف کسی چیز کے معنی اس طرح
بیان کرنا کہ مخاطب اسے وہی چیز سمجھے
اشتقاق۔ ایک کلمے سے
دوسرے کو نکالنا۔ اول کو مشتق منہ
اور دوسرے کو مشتق کہتے ہین
اردو۔ کا معنی لشکر ہی پس جو بولی کہ شاہجہان
کے لشکر مین مستعمل تھی اوسکو اردو کہتے ہین
اور چونکہ اس لشکر مین ہر طرح کے آدمی تھے
اسیواسطے ہر طرح کے الفاظ سے مرکب ہوئی

باب اول صرف مین

صرف۔ وہ علم ہی جس سے بنانا ایک لفظ کا دوسرے سے اور گردان اور تبدیل اسکی اور حذف اور زیادتی حروف کی اور کلمے کی شناخت اور اسما و افعال کی تعریف و اقسام معلوم ہو۔ اور موضوع اسکا کلمہ ہی

بیان کلمہ کا

کلمہ۔ وہ لفظ ہی جو موضوع ہو واسطے معنی مفرد کے۔ اور کلمے کی تین قسمین ہین۔ اسم۔ فعل۔ حرف

فصل پہلی حرف کے بیان مین

حرف۔ وہ لفظ ہی کہ بغیر ملانے دوسرے لفظ کے اسکا معنی سمجھ مین نہ آوے اور نہ اس مین کوئی زمانہ پایا جاوے۔ جیسا سے اور تک وغیرہ کہ انکے معنے کچھ نہ سمجھے گئے مگر جب کہ کہین کلکتے سے پشاور تک تار برقی لگایا گیا ہی تو معلوم ہوا کہ سے کے معنے ابتدا کے ہین اور تک کے معنے انتہا کے۔ اور حرف کی دو قسم ہین۔ حرف ہجی۔ اور حروف معنوی

حروف ہجی وے ہین جن سے کلمات بنتے ہین جیسے ا ب پ ت ٹ ث ج چ ح خ د ڈ ذ ر ڑ ز ژ س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق ک گ ل م ن و ہ ی۔ ان مین چار حرف پ چ ژ گ خاص فارسی کے ہین کہ زبان عربی مین نہین آتے۔ اور آٹھ حرف ث ح ص ض ط ظ ع ق

فقط زبانِ عربی مین آتے ہین فارسی مین نہین آتے۔ چنانچہ وے سب اِس مصرع
مین جمع ہین **مصرعہ** ثا و حا و صاد و ضاد و ظا و عین و قاف ۔ اور تین حرف
ٹ ڈ ڑ ہندی زبان کے حرف ہین کہ عربی اور فارسی مین نہین آتے باقی سب حرف — حروفِ ہندی
تینون زبانون مین مشترک ہین۔ اور اُن مین سے حروفِ و ا ے یعنی الف اور واو
اور یا کو **حروفِ علّت** کہتے ہین۔ اگر کسی حرف پر زبر زیر یا پیش ہو تو اُس حرف — حروفِ علّت
کو متحرک بولتے ہین مثلاً بَ بِ بُ اور جس حرف پر سکون ہو یعنی کوئی حرکت نہو
اسکو **ساکن** بولتے ہین۔ جیسا بد کی دال۔ اور کسی لفظ کا آخر ساکن ہو اور اُسکے آگے — ساکن
کا حرف بھی ساکن ہو تو اخیر حرف کو **موقوف** کہتے ہین جیسا شور مین ر — موقوف
موقوف ہی۔ اور جو حرف ایک لکھا جاوے اور دو بار پڑہا جاوے اسکو
مُشدّد کہتے ہین۔ اور علامت حرفِ مُشدد کی سین کا سر حرف پر ہوتا ہی اِس — مشدّد
شکل پر ّ اسکو تشدید کہتے ہین۔ اور **تنوین** نونِ ساکن کو کہتے ہین جو لفظ کے — تنوین
آخیر پڑہنے مین آوے اور لکھنے مین نہ آوے۔ علامت اسکی دو زبر یا دو زیر یا
دو پیش ہین جیسا تً تٍ تٌ۔ جب کسی لفظ کے آخر حرف کو دو زبر ہو تو
اسکے آخر ا زیادہ کر دیتے ہین بشرطیکہ اخیر حرف ت یا ہمزہ نہو جیسا مثلاً قصداً
سہواً خیراً اور الف کی دو قسمین ہین ممدودہ اور مقصورہ **الف** ممدودہ وہ ہی جو — الفِ ممدودہ
پڑہنے مین دراز پڑہا جاوے اور دو الف معلوم ہون جیسا آم اور آس اور اسپر مد لکھتے ہین اسطرح
ٓ ۔ اور الفِ مقصورہ وہ کہ ایسا نہو یعنے پڑہنے مین دراز نہووے جیسا کہ — الفِ مقصورہ

اَبْ اور انار۔ نون غنہ وہ ہی جو ناک مین بولا جاوے جیسے نون انیٹ کا۔ | نعدن غنہ
اور واو ساکن دو قسم کی ہوتی ہین معروف اور مجہول واو معروف وہ ہی | واو معروف
جسکے ماقبل کو ضمہ ہو اور خوب صاف باریک بولی جاوے جیسا واو مزدور
کی اور واو مجہول وہ ہی جو صاف اور باریک پڑہی جاوے بلکہ تلفظ مین موٹی | واو مجہول
معلوم ہو جیسا واو شور کی۔ واو معدولہ وہ ہی جو لکھنے مین آوے اور پڑہنے | واو معدولہ
مین نہ آوے جیسا واو خوش کی۔ ہ کی دو قسمین ہین ہاے مختفی اور ہاے مخلوط۔
ہاے مختفی وہ ہی جسکا تلفظ ظاہر نہو بلکہ اظہار حرکت کے واسطے لفظ کے آخر مین | مختفی ہے ہی
آوے جیسے خامہ اور نامہ۔ اور ہاے مخلوط وہ ہی جو دوسرے حرف کے ساتھ | مخلوط
ملکر ایک ساتھ بولا جاوے مثلاً پھاڑنا۔ اور ی ساکن کی بھی دو قسمین ہین معروف | ے ہی
و مجہول یای معروف وہ ہی کہ جسکے ماقبل کو کسرہ ہو اور خوب ظاہر اور باریک | یای معروف
پڑہی جاوے جیسا ی قوی کی اور اُسکو سیدھی اور گول لکھتے ہین (ی) اور
یای مجہول وہ ہی جو صاف اور باریک پڑھی جاوے جیسای وے اور مجھے | یای مجہول
کی اور وہ الٹی لکھی جاتی ہی (ے) اور چونکہ بعضے حروف آپس مین شباہت رکھتے
ہین اس لئے انکو ایک لقب دیتے ہین تا آپس مین فرق ہو مثلاً ب کو بای موحدہ
اور ت کو تای فوقانی اور ث کو ثای مثلثہ اور ی کو یای تحتانی اور ح کو حای حطی اور
ہ کو ہای ہوز کہتے ہین۔ اور ح د ر س ص ط ع کو مہملہ یا غیر منقوطہ اور خ ذ
ز ش ض ظ غ کو معجمہ یا منقوطہ نام رکھتے ہین۔ اور ب ج ز ک کو عربی یا تازی

سے موصوف کرتے ہین۔ اور پ چ ژ گ کو فارسی یا عجمی سے اور ٹ ڈ ڑ کو ہندی سے منسوب کرتے ہین۔ اور کبھی حروفِ ہجی کو بجاے عدد کے مقرر کرتے ہین اور تاریخ بولتے ہین اسکی ترتیب اس طور سے ہی

اَبْجَدْ هَوَّزْ حُطِّی کَلِمَنْ سَعْفَصْ
قَرِشَتْ ثَخَذْ ضَظَغْ

ا	ب	ج	د	ه	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن	س	ع
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰

ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰

ابجد سے حطی تک اکائیان ہین مگر حرف ی دہائیون مین داخل ہی اور کلمن سے سعفص تک دہائیان۔ اور قرشت سے ضظغ تک سیکڑے ہین مگر حرف غ کے ہزار عدد ہین۔ چنانچہ کسی کے تولد کی تاریخ یہہ مصرعہ ہی ع طالع مہر درخشان سدا مبارک ہو۔ اگر اسکے اعداد کو موافق قاعدہ ابجد کے جمع کرین تو سنہ ۱۸۵۳ عیسوی معلوم ہوتا ہی۔ اور تاریخ کسی اسکول کی تعمیر کی یہہ جملہ ہی ع کیا خوب ہی یہہ مدرسہ دار القرار علم۔ اور اُس سے سنہ ۱۸۵۵ عیسوی معلوم ہوتا ہی۔ اور حروفِ معنوی وے حروف ہین جو صرف واسطے ربطِ معنی کے آتے ہین جیسے سے۔ تک۔ تلک۔ ہین۔ پر۔ کو۔ لئے۔ کا وغیرہ

سے

سے۔ واسطے ابتداءِ فاصلے کے آتا ہی جیسے سیر کی مین نے بصرے سے کوفے تک۔

اور کبھی حرفِ سے بیان ماقبل کے واسطے آتا ہی جیسا اسکو کپاکمی ہی روٹیے
کھانے سے کپڑے سے۔ اور کبھی بعض کے معنی مین جیسا زید قومِ مسلمان سے ہی
یعنے مسلمانون مین ایک زید بھی ہی۔ اور کبھی سبب کے معنی مین جیسا تمھاری
آواز سے کان پھٹے جاتے ہین۔ اور کو کے معنی مین جیسا اس سے کہو۔ اور مدد کے
معنی مین جیسا دو توپون سے قلعہ لے لیا۔ اور کبھی واسطے تحسین کلام کے جیسا
بہت سے لوگ لٹے۔ اور ساتھ کے معنی مین جیسے تم سے سامان سے آئے
اور علامت اسم تفضیل کی مثلاً زید احمد سے خوب ہی اور علامت مفعول کی جیسا اس سے کہو

تک ۔ تلک

تک اور تلک واسطے انتہاے فاصلے کے آئے ہین جیسے دلی تک اور تک پاس کے
معنی مین جیسے مجھ تک آؤ اور بھی کے معنی مین جیسے تم تک نہ چھوڑی یعنے تم بھی

مین

حرفِ مین ظرفیت کے معنی مین آتا ہی جیسا زید گھر مین ہی۔ اور کبھی یہہ حرف مقدر
رہتا ہی جیسا مین مدرسہ گیا یعنے مدرسے مین۔ اور کبھی بیانِ ماقبل کے واسطے
جیسا تم کس چیز مین کم ہو زور مین یا زر مین۔ اور سے کے معنی مین جیسا درخت
مین باندھو۔ اور پر کے معنی مین جیسا کپڑا بدن مین ہی۔ اور عوض کے معنی مین
جیسے یہہ کتاب کتنے مین پڑی۔ اور کبھی ایک جملے مین مکرر واسطے ابتدا
اور انتہا کے آتا ہی جیسا مجھہ مین اور تجھہ مین کیا فرق یعنے مجھہ سے تجھہ تک۔

پر

حرف استعلا

استعلا یعنے بلندی کے معنی کے واسطے آتا ہی۔ خواہ بلندی حقیقت مین ہو جیسا مین گھوڑے پر ہون۔ یا مجازاً جیسے مجھ پر قرض ہی۔ اور کبھی لیکن کے معنی مین جیسے پڑتا ہی پر دہیان نہین رکھتا۔ اور ظرفیت کے معنی پر جیسا کتاب گھر پر ہی اور تم سیر گھر پر آؤ۔ اور پیچھے کے معنی مین جیسا دوپہر پر دو بجے آؤ یعنے دوپہر کے بعد۔ اور عوض کے معنی مین جیسا وہ چیز تم کو کتنے پر پڑی۔ اور علامت مفعول کی جیسا ہم پر رحم کرو۔

کو کیتئین ۔ سے ۔ سی ۔ پر

حروف علامت مفعول

یہہ علامتین مفعول کی ہین جیسا اُسنے زید کو مارا۔ اور لفظ کو کبھی ظرفیت کا معنی دیتا ہی جیسا گھر کو جاؤ۔ اور کبھی عوض کے معنی مین جیسا یہہ گھوڑا کتنے کو دوگے یعنے کس قیمت کی عوض اور کبھی سبب اور واسطے کا معنی دیتا ہی جیسا زید علم سیکھنے کو ہندوستان گیا۔

لئے ۔ واسطے ۔ کیونکہ ۔ مارے

حروف سبب

واسطے خصوصیت اور سبب کے آتے ہین۔ جیسا یہہ تمھارے لئے ہی۔ یا اِس واسطے کہتا ہون۔ زید مارے ڈر کے بھاگ گیا۔

ساتھہ

حروف معیت

یہہ حرف ہمراہی اور اتفاق کے معنی دیتا ہی جیسے مین زید کے ساتھہ حیدرآباد چلا گیا۔

کا ۔ کی ۔ کے ۔ را ۔ ری ۔ رے ۔ نا ۔ نی ۔ نے

حروف اضافت

علامتین اضافت کی ہین اور ہمیشہ مضاف الیہ کے بعد آتی ہین جیسا زید کا گھر

ہندہ کی کتاب یا کتابین خالد کے گھوڑے ف اِن تمام حروف کو جو آگے مذکور ہوے حروفِ جر کہتے ہین۔ اور فارسی اور عربی کے حروف جر بھی اُردو مین آتے ہین وے یہ ہین۔ بہ ازبرای بر بے تا۔ اور فی مِنْ علیٰ۔ الیٰ حتیٰ

	لیکن - پر	

حروفِ اِستدراک ہین جو واسطے دفع کرنے شک اور توہّم کلام سابق کے آتے ہین جیسا زید اپنے گھر گیا لیکن شام تک آجاویگا۔ اور کبھی مگر کے معنی سے آتے ہین جیسے سب آئے لیکن زید نہ آیا۔

	کہ - جو۔	

واسطے بیانِ ماقبل کے آتے ہین جیسا صاحب نے فرمایا کہ کل ہم ولایت جائینگے۔ میرے گھوڑے نے جو چالاک تھا شرط جیتی۔

	و - اور - پھر - بھی	

حروف عطف کے ہین اور یہہ دو کلمون کے درمیان واقع ہوکر ان دونو کو ایک حکم مین کردیتے ہین۔ جو کلمہ اور جملہ اِن حروف کے آگے آتا ہے اُسکو معطوف علیہ کہتے ہین اور جو پیچھے آتا ہی اُسکو معطوف جیسا زید اور بکر نے سبق پڑہا۔ اور کبھی حرف اور فوراً اور معاً کے معنی سے آتا ہی جیسا تم اُٹھے اور خرابی آئی یعنے معاً تمھارے اُٹھنے کے۔ اور کبھی ایک چیز کے ساتھہ رہنے اور لزوم کے واسطے جیسے مین ہون اور تم ہو یعنے تمھارا ساتھ

حروفِ جر

حروفِ استدراک

حروفِ بیان

حروفِ عطف

نہ چھوڑونگا۔ اور دوسرے کے معنی مین جیسے سوال اور جواب اور۔ اور کبھی انکار اور جمع نہونے کے معنی مین جیسے مین اور سستی کرون یعنے مین اور سستی دونون ایک جا نہین ہوسکتے۔

حروف تردید

یا۔ نہین تو۔ خواہ۔ چاہو

حروف تردید ہین۔ جب یہہ دو کلمون کے درمیان واقع ہوتے ہین دونون مین سے ایک مراد ہوتا ہی جیسا یہہ کتاب ہی یا لکڑی۔ یعنے دونون مین سے ایک ہی۔ یہان رہو خواہ چلے جاؤ وغیرہ۔

حروف نفی فعل

نہ۔ نہین۔ مت

حرفِ نہ اور نہین ہر فعل کے نفی کو آتے ہین جیسا زید نہ آیا۔ وہ نہین پڑہتا ہی۔ اور لفظِ مت صرف امر حاضر پر آتا ہی۔ اور اُسکو نہی کردیتا ہی جیسا مت کھیل

حروف نفی اسم

نا۔ بے۔ غیر۔ ن۔ اَن۔ نر

یہ حروف اسما کی نفی کے لئے آتے ہین۔ پہلے تین حرف فارسی اور اُردو مین بولے جاتے ہین اور پچھلے تین اکثر ہندی مین بولے جاتے ہین جیسے نادان۔ بیہوش۔ غیر ذی روح۔ ندر۔ انجان۔ نرمل۔

حروف ندا

ای۔ اے۔ اجی۔ او۔ یا۔ ا۔ ارے۔ اورے۔ ابے۔ ہوت۔ بے اور رے

یہہ حروفِ ندا ہین ندا کا معنی پکارنا۔ اور جسکو پکارتے ہین اُسکو منادیٰ کہتے ہین اور جو کچھ بعد پکارنیکے کہتے ہین وہ جوابِ ندا ہی۔ ان مین چھہ حروف

اردو مین بہت مستعمل ہین جیسے اِی صاحب۔ اے لڑکے۔ او بھاگنے والے۔ اجی میان۔ یا اللہ۔ خدایا۔ مگر پچھلے چارون حرف فُصحا کم استعمال کرتے ہین اور صرف حقارت یا پیار کے لئے بولے جاتے ہین جیسا ابے مردک۔ ارے میان وغیرہ اور اُن مین۔ ا۔ ہوٗت اور ے۔ اسما کے پیچھے آتے ہین جیسے ساقیا میاں ہوٗت۔ زید رے اور اَی۔ اے۔ یا واسطے ندا قریب کے ہین۔ اور اوٗ اور ہوٗت۔ دور کے پکارنیکے لئے آتے ہین۔

والا - ہارا - ہار

یہہ حروف علامتین اسم فاعل کی ہین جیسے لکھنے والا۔ کہنے ہارا۔ مرن ہار مگر اخیر کے دونون فصیح نہین۔

یو

یہہ حرف امر واحد کے اخیر مین کبھی فائدہ دُعا یا بددعا کا دیتا ہی جیسے۔ جیتے رہیو۔ یا مریو۔

ک - چہ

فارسی حروفِ تصغیر ہین جیسا مردک۔ صندوقچہ۔ لیکن ک جاندار کی تصغیر کے لئے آتا ہی۔ اور چہ بیجان کی تصغیر کے واسطے۔

مردک تصغیر اور تحقیر ۱۲ چھوٹا صندوق

کر

کبھی فعل کے آخر آکر عطف کا فائدہ دیتا ہی جیسا زید مار کر چلا گیا۔ اور کبھی ساتھہ کے معنے مین آتا ہی جیسا مصرعہ گھر ہمارا خانۂ اللہ کر مشہور تھا۔ یعنے

ساتھ گھر اللہ کے۔ اور کبھی ہندی اسموں کے ساتھ ملکر اسم فاعل کا معنی دیتا ہی جیسا شُکر۔ خوشی کرنے والا۔ اور دن کر۔ دن کرنے والا یعنے آفتاب

جیسا۔ ایسا۔ ویسا۔ سا۔ انہ

حروفِ تشبیہ

حروف تشبیہ ہیں۔ جس چیز کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہی اسکو مُشَبَّہ بہ کہتے ہیں اور جسکو مُشابہ کرتے ہیں اُسکو مُشبہ بولتے ہیں جیسا زید شیر سا ہی۔ یہاں زید مُشبَّہ ہی۔ اور شیر مُشبہ بہ۔ حروفِ تشبیہ مُشبّہ کے موافق بولے جاتے ہیں۔

پہر۔ سوائے۔ مگر۔ اِلّا۔ بجز۔ بغیر۔ بدون۔ چھوٹ

حروفِ استثنا

حروف استثنا ہیں۔ ایک چیز کو دوسری میں سے نکالنے کو اِستثنا کہتے ہیں جس اسم کو نکالتے ہیں اُسکو مستثنیٰ کہتے ہیں۔ اور جس میں سے کسی اسم کو نکالتے ہیں اسکو مستثنیٰ منہ کہتے ہیں۔ اور اسکے دو قسم ہیں متصل اور منقطع متصل وہ ہی کہ مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ ایک جنس کے ہوں جیسا سب لوگ آئے مگر زید۔ اِس مثال میں لوگ مستثنیٰ منہ اور زید مستثنیٰ ہی اور دونوں ایک جنس ہیں اور منقطع وہ ہی جو مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ ایک جنس کے نہووین جیسا سب مرد آئے مگر گھوڑے یہاں مرد مستثنیٰ منہ اور گھوڑے مستثنیٰ ہیں اور دونوں ایک جنس کے ہیں۔

اگر

حروفِ شرط و جزا

حرفِ شرط ہی اور حرف تو و پس جزا جیسا اگر تم یہاں آؤ تو یا پس تم کو تین روپے دیونگا۔ اگرچہ۔ جو۔ اور اسماے موصول۔ والا۔ ورنہ بھی شرط کے واسطے آتے ہیں۔

اور کبھی لفظ تو زائد ہوتا ہی جیسا مصرعہ صاف تو کہہ کہ میاں تم تو ہوے اہل نصاب

حروف ایجاب

ہان - اچھا - جی - ہون

حروف ایجاب اور اقرار کے ہین جیسا کوئی پوچھے کہ تم دریا گئے تھے اور اسکے جواب مین تم کہو کہ ہان -

حروف تاکید

البتہ - ہرگز

حروف تاکید ہین۔ البتہ واسطے تاکید اثبات اور نفی کے آتا ہی جیسے البتہ حیدرآباد جاؤنگا یا البتہ تمھین نہ جانے دونگا۔ اور لفظ ہرگز واسطے تاکید نفی ہی کے آتا ہی جیسا ہرگز نہ دونگا۔ اور مصدر منفی کے بعد لفظ کا زیادہ کرنے سے معنے ہرگز کے حاصل ہوتے ہین بشرطیکہ وہ مصدر کسی کا مضاف الیہ نہو جیسا مین نہین جانے کا یعنے ہرگز مین نہ جاؤنگا۔

حروف حصر و تخصیص

ہی

حصر اور خصوصیت اور تاکید کا معنی دیتا ہی جیسا زید ہی آوے - وہ ہی جاوے - یہی دو

حروف مفاجات

اچانک - یکایک - ناگاہ

حروف مفاجات کہلاتے ہین جیسا یکایک شہر مین آگ لگ گئی -

حروف ندبہ

حروف ندبہ

یعنے رونے اور پیٹنے کے لئے یہہ حروف ہین ہاے - واے آہ - آہ رے - واے رے اور فارسی و عربی کے کلمات افسوس - واویلا - واحسرتا - وافریادا - وامصیبتا - وریغ

وریغا۔ وردا۔ جسکو روتے ہین اسکو مندوب کہتے ہین۔		
	حروف تعجب	
یہہ ہین۔ آہا۔ اوہو۔ واہ واہ۔ کیا خوب۔ چہ خوش۔ سبحان اللہ		
	فصل دوسری فعل کے بیان مین	

حروف تعجب

تعریف فعل

فعل وہ کلمہ ہی جسکا معنی مستقل ہو اور تین زمانون سے ایک زمانہ پایا جاوے زمانے تین ہین۔ ماضی یعنے گذرا ہوا۔ اور حال یعنے زمانۂ موجود۔ اور مستقبل یعنے آنیوالا۔ جاننا چاہیئے کہ مصدر سے چھہ قسم کے فعل نکلتے ہین۔ ماضی۔ مضارع۔ حال۔ مستقبل۔ امر۔ نہی۔

مصدر وہ ہی جس سے فعل اور اسم مشتق بنائے جاوین۔ علامت مصدر کی آخر مین لفظ نا ہی جیسے لکھنا۔ پڑہنا۔ کھانا۔ پینا۔ وغیرہ۔

	تعریف افعال	

تعریف افعال

فعل ماضی وہ فعل ہی کہ جسمین گذرا ہوا زمانہ معلوم ہو۔ اسکی چھہ قسم ہین۔ ماضی مطلق ماضی قریب۔ ماضی بعید۔ ماضی شکیہ۔ ماضی استمراری یا ناتمام۔ ماضی شرطیہ یا تمنائی۔

ماضی مطلق وہ ہی جسمین گذرا ہوا زمانہ پایا جاوے اور اسمین کچھہ قید قریب یا بعید وغیرہ کی نہووے جیسا زید آیا۔ اس سے یہہ معلوم نہوا کہ گذرے زمانے مین کب آیا۔

ماضی قریب وہ ہی جس مین گذرا زمانہ پایا جاوے جو گذر کر تھوڑا ہی عرصہ ہووے جیسا زید آیا ہی۔ اس سے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ اگر تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔

ماضی بعید وہ ہی جسمین گذرا زمانہ پایا جاوے اور اسکو گذرے ہوے زیادہ عرصہ ہوا ہو جیسا زید آیا تھا۔ اُس سے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ زید آکر بہت عرصہ ہوا۔

ماضی شکیہ وہ ہی جسمین گذرا زمانہ سمجھا جاوے اور اسکے ہونے مین شک ہو جیسا زید آیا ہوگا۔ اُس سے یہہ دریافت ہوتا ہی کہ آنے والے کو زید کے آنے کا حال خوب تحقیق معلوم نہوا۔

ماضی استمراری وہ ہی جو گذرے ہوے زمانے سے علاقہ رکھے اور کرنیوالا کام بہ تکرار کرتا ہوا اُسکو ماضی ناتمام بھی کہتے ہین جیسا زید آتا تھا اُس سے یہہ مفہوم ہوتا ہی کہ زید زمانہ گذشتہ مین بارہا آیا کرتا تھا۔

ماضی تمنائی اسکو کہتے ہین جسمین گذرا ہوا زمانہ ہو اور کرنیوالا کام تمام نکیا ہو مگر کرنیکی آرزو رکھتا ہو۔ اسکو ماضی شرطی بھی کہتے ہین جیسا وہ پڑھتا تو خوب ہوتا۔

مضارع وہ فعل ہی جسمین زمانہ حال اور آیندہ دونون ہوسکتے ہون یعنے کبھی اُس سے زمانۂ حال سمجھا جاوے اور کبھی مستقبل جیسا زید آوے۔ اس سے معلوم ہوا کہ زید خواہ ابھی آوے یا زمانۂ آیندہ مین آوے۔

حال وہ فعل ہی جسمین زمانۂ موجود پایا جاوے جیسا زید آتا ہی یعنے اسیوقت آتا ہی

مستقبل وہ فعل ہی جو زمانۂ آیندہ سے علاقہ رکھے مثلاً زید آویگا۔ یعنے ابتک نہین آیا مگر زمانۂ آیندہ مین آنیکا ارادہ رکھتا ہی۔

امر وہ فعل ہی کہ جسمین حکم کسی کام کے کرنیکا ہووے جیسا تم آؤ۔

نہی وہ فعل ہی کہ جسمین کام کے نکرنے کا حکم پایا جاوے۔ جیسا مت آؤ
اور ہر ایک ان تمامی فعلون سے دو قسم پر ہی معروف اور مجہول۔
معروف اسکو کہتے ہین کہ کرنیوالا اُس فعل کا معلوم ہو جیسا زید مارا۔ اور
مجہول وہ ہی کہ کرنیوالا کام کا معلوم نہو جیسا زید قتل کیا گیا۔ واضح ہو کہ فعل
مجہول فعل لازم سے نہین آتا۔ پھر ہر ایک فعل سوا امر و نہی کے دو قسم پر ہی مثبت اور منفی
مثبت وہ ہی کہ فعل فاعل سے ظاہر ہو اور اسمین حرف نفی نہ آوے جیسا کیا۔ کرتا ہی۔ کریگا۔ اور
منفی وہ ہی کہ فعل فاعل سے ظاہر نہو اور اُسمین حرف نفی یعنے نہ یا نہین آوے
جیسا زید نہ آیا۔ جاننئے کہ جس فعل پر علامت نفی یعنے نہ اور نہین لاوے وہی
صیغہ نفی کا ہو جائیگا جیسا زید مارا۔ یہہ صیغہ ماضی مطلق کا ہی اگر اُس پر
نہ یا نہین زیادہ کرکے بولین کہ زید نہین مارا یا زید نہ مارا تو صیغہ نفی ماضی مطلق کا
ہو جاویگا۔ اور حرف نفی کو فعل کے اول مین لانا فصیح ہی۔

مصدر سے فعلون کو بنانے کے قواعد

جاننا چاہئے کہ اول صیغہ واحد مذکر غائب کا بنایا جاتا ہی پھر اس سے باقی پانچ
صیغے بنالیتے ہین **مصدر** کی علامت لفظ **نا** دور کرنے سے صیغۂ واحد امر حاضر
بنجاتا ہی جیسا کرنا سے **کر**۔ **ف** کبھی مصدر بھی معنی امر حاضر مین مستعمل ہوتا ہی جیسا
یہہ کتاب لانا یعنے لاؤ۔ اور اسمین واحد و جمع برابر ہین۔ **امر حاضر** کے اول لفظ مت
علامت نہی زیادہ کرنے سے فعل نہی حاصل ہوتا ہی جیسا **مت کر**۔ امر کے آخر اگر الف یا

واو ہو تو ا ۔ زیادہ کرنے سے فعل ماضی مطلق بنتا ہی وگرنہ یا بڑہانے سے مثلا
مارسے مارا۔ کہاسے کہایا سوسے سویا۔ لیکن اگر علامت مصدر کے پہلے حرف
کا ماقبل متحرک ہو تو اسکو ساکن کرتے ہین جیسا سرکنا اور لچکنا سے سرکا اور لچکا
بسکون را و چیم کہتے ہین ف چند ماضی اس قانون کے خلاف ہین جیسا جانا سے
گیا تب بھی مرکب کرنے مین اگر جایا بولتے ہین جیسا مین جایا چاہتا ہون اسیطرح
کرنا سے کیا اور مرنا سے موا۔ اگرچہ کرا اور مرا بھی رایج ہی۔ اور ہونا سے ہوا بجا ہویا
کے بولا جاتا ہی۔ ایسے خلاف قاعدہ افعال کو فعل غیر صحیح کہتے ہین وگرنہ فعل صحیح
اور ماضی مطلق کے اخیر لفظ ہی زیادہ کرنے سے فعل ماضی قریب ہوتا ہی جیسا
مارا ہی۔ کہایا ہی۔ ماضی مطلق کے اخیر لفظ تھا بڑہانے سے فعل ماضی بعید بنجاتا ہی۔
جیسا مارا تھا۔ اور اسی ماضی مطلق کے اخیر لفظ ہوگا زیادہ کرنے سے ماضی تشکی بنجاتا ہی
جیسا مارا ہوگا۔ امر کے آخر لفظ تا زیادہ کرنے سے ماضی تمنائی بنجاتا ہی اسکو
ماضی شرطی بھی کہتے ہین جیسا مارتا۔ اور ماضی تمنائی کے اخیر لفظ تھا زیادہ کرنے
سے ماضی استمراری ہوتا ہی۔ جیسا مارتا تھا۔ اور اسی ماضی تمنائی کے اخیر لفظ ہی
زیادہ کرنے سے فعل حال بنجاتا ہی جیسا مارتا ہی۔ اور امر کے اخیر ے مجہول بڑہانے
سے مضارع ہوتا ہی۔ جیسا مارے۔ اور جس امر کے اخیر حروف علت ہو تو آگے
یاے مضارع کے کبھی واو یا ہمزہ زیادہ کرتے ہین جیسا کھاوے۔ پیوے۔ اور سووے۔ یا کھائے
پیئے۔ اور سوئے۔ فعل مضارع کے آخر لفظ گا زیادہ کرین تو مستقبل ہوتا ہے جیسا مارے گا۔

فعل معطوف

جانئے سوائے ان فعلون کے اور ایک قسم کا فعل ہی اسکو فعل معطوف بولتے ہین اسکے بنانے کا طور یہہ ہی کہ امر واحد کے آخر لفظ کر یا کے زیادہ کرکے دوسرا فعل اسکے بعد لاتے ہین۔ پس پہلا فعل زمانہ مین دوسرے فعل کا ساتھی ہی یعنے دوسرا فعل ماضی ہو تو پہلا بھی ماضی ہوگا۔ اور مضارع ہو تو مضارع جیسے مار کر گیا۔ اسکا معنی یہہ ہی کہ مارا اور گیا۔ یا مار کر جاویگا۔ یعنے ماریگا۔ اور جاویگا۔ پس یہان کر۔ اور کے۔ اور کے معنی سے مستعمل ہین۔ واضح ہو کہ ہر فعل کو باعتبار وحدت اور جمعیت اور تذکیر و تانیث کے سوا مضارع اور امر اور نہی کے بارہ بارہ صیغے آتے ہین چھ مذکر کو اور چھ مونث کو اور فعل کی تذکیر اور تانیث اور وحدت و جمعیت فاعل یا مفعول کے اعتبار سے ہوتی ہی مگر مضارع اور امر و نہی مین مذکر و مونث ایکسان ہی۔ واسطے آسانی ہتدیون کے ایک گردان لکھی جاتی ہی اس سے تذکیر و تانیث اور وحدت و جمعیت ہر ایک فعل کی صاف ظاہر ہوگی۔

نقشہ صرف کبیر مصدر کرنا کا		
ماضی مطلق		
قسم فاعل یعنے شخصیت فاعل	فعل کی جنس و عدد کے لئے نے کا قاعدہ دیکھیے	
غائب	اسنے یا اُنہون نے	کیا۔ یا کئے۔ یا کی یا کین
مخاطب	تونے یا تم نے	
متکلم	مین نے یا ہم نے	

قسم فاعل		ماضی قریب
غائب	اُسنے یا انہون نے	کیا ہی - یا کئے ہین - یا کی ہی - یا کی ہین
مخاطب	تونے یا تم نے	
متکلم	مین نے یا ہم نے	
		ماضی بعید
غائب	اسنے یا انہون نے	کیا تھا - یا کئے تھے - یا کی تھی - یا کی تھین
مخاطب	تونے یا تم نے	
متکلم	مین نے یا ہم نے	
		ماضی شکی
غائب	اُسنے یا انہون نے	کیا ہوگا - یا کئے ہونگے - یا کی ہوگی یا کی ہونگی
مخاطب	تونے یا تم نے	
متکلم	مین نے یا ہم نے	

نے کا استعمال نہو سو صورت مین

ماضی مطلق

قسم فاعل	مذکر		مونث	
	واحد	جمع	واحد	جمع
غائب	وہ کیا	وے کئیے	وہ کی	وے کین

فعل معروف کی گردان

قسم فاعل	مذکر		مونث	
مخاطب	تو کیا	تم کئے	تو کی	تم کین
متکلم	مین کیا	ہم کئے	مین کی	ہم کین
	ماضی قریب			
غائب	وہ کیا ہی	وے کئے ہین	وہ کی ہی	وے کی ہین
مخاطب	تو کیا ہی	تم کئے ہو	تو کی ہی	تم کئی ہو
متکلم	مین کیا ہون	ہم کئے ہین	مین کئی ہون	ہم کئی ہین
	ماضی بعید			
غائب	وہ کیا تھا	وے کئے تھے	وہ کئی تھی	وے کئی تھین
مخاطب	تو کیا تھا	تم کئے تھے	تو کئی تھی	تم کئی تھین
متکلم	مین کیا تھا	ہم کئے تھے	مین کئی تھی	ہم کئی تھین
	ماضی مشکی			
غائب	وہ کیا ہوگا	وے کئے ہونگے	وہ کئی ہوگی	وے کئی ہونگی
مخاطب	تو کیا ہوگا	تم کئے ہونگے	تو کئی ہوگی	تم کئی ہوگی
متکلم	مین کیا ہونگا	ہم کئے ہونگے	مین کئی ہونگی	ہم کئی ہونگی
	ماضی تمنائی			
غائب	وہ کرتا	وے کرتے	وہ کرتی	وے کرتین
مخاطب	تو کرتا	تم کرتے	تو کرتی	تم کرتین

قسم فاعل	مذکر		مونث	
متکلم	مین کرتا	ہم کرتے	مین کرتی	ہم کرتین
		ماضی استمراری		
غائب	وہ کرتا تھا	وے کرتے تھے	وہ کرتی تھی	وے کرتی تھین
مخاطب	تو کرتا تھا	تم کرتے تھے	تو کرتی تھی	تم کرتی تھین
متکلم	مین کرتا تھا	ہم کرتے تھے	مین کرتی تھی	ہم کرتی تھین
		فعل حال		
غائب	وہ کرتا ہی	وے کرتے ہین	وہ کرتی ہی	وے کرتی ہین
مخاطب	تو کرتا ہی	تم کرتے ہو	تو کرتی ہی	تم کرتی ہو
متکلم	مین کرتا ہون	ہم کرتے ہین	مین کرتی ہون	ہم کرتی ہین

فعل مضارع

مذکر یا مونث

قسم فاعل	واحد	جمع
غائب	وہ کرے	وے کرین
مخاطب	تو کرے	تم کرو
متکلم	مین کرون	ہم کرین

فعل مستقبل

غائب	وہ کریگا	وے کرینگے	وہ کریگی	وے کرینگی

قسم فاعل	مذکر		مونث	
مخاطب	تو کریگا	تم کروگے	تو کریگی	تم کروگی
متکلم	مین کرونگا	ہم کرینگے	مین کرونگی	ہم کرینگی
	امر حاضر		نہی حاضر	
	مذکر یا مونث		مذکر یا مونث	
مخاطب	کر	کرو	مت کر	مت کرو

یہہ گردان فعلِ معروف کی تھی جب اسکو مجہول بنانا چاہین تو اُسکا قاعدہ یہہ ہی جو صیغہ کسی مصدرِ متعدی کا ہووے وہی صیغہ مصدرِ جانا سے بناکر اُس مصدرِ متعدی کے ماضیٔ مطلق کے بعد لاوین تو اُس صیغہ کا مجہول بن جاویگا مثلاً کھاوے کا مجہول کھایا جاوے۔ اور لانا کا مجہول لایا جانا۔ اور لکھا کا مجہول لکھا گیا۔ اور کرتا ہی کا مجہول کیا جاتا ہی۔ اور مار یگا کا مجہول مارا جایگا اور مار کا مجہول مارا جا۔ چنانچہ اِس گردان سے صاف ظاہر ہوگا۔

		مصدر مجہول کیا جانا		
		ماضیٔ مطلق		
	مذکر		مونث	
قسم فاعل	واحد	جمع	واحد	جمع
غائب	وہ کیا گیا	وے کئے گئے	وہ کی گئی	وے کی گئین
مخاطب	تو کیا گیا	تم کئے گئے	تو کی گئی	تم کی گئین

قسم فاعل	مذکر		مونث	
متکلم	مین کیا گیا	ہم کئے گئے	مین کی گئی	ہم کی گئین
		ماضی قریب		
غائب	وہ کیا گیا ہی	وے کئے گئے ہین	وہ کی گئی ہی	وے کی گئی ہین
مخاطب	تو کیا گیا ہی	تم کئے گئے ہو	تو کی گئی ہی	تم کی گئی ہو
متکلم	مین کیا گیا ہون	ہم کئے گئے ہین	مین کی گئی ہون	ہم کی گئی ہین
		ماضی بعید		
غائب	وہ کیا گیا تھا	وے کئے گئے تھے	وہ کی گئی تھی	وے کی گئی تھین
مخاطب	تو کیا گیا تھا	تم کئے گئے تھے	تو کی گئی تھی	تم کی گئی تھین
متکلم	مین کیا گیا تھا	ہم کئے گئے تھے	مین کی گئی تھی	ہم کی گئی تھین
		ماضی شکی		
غائب	وہ کیا گیا ہوگا	وے کئے گئے ہونگے	وہ کی گئی ہوگی	وے کی گئی ہونگی
مخاطب	تو کیا گیا ہوگا	تم کئے گئے ہونگے	تو کی گئی ہوگی	تم کی گئی ہوگی
متکلم	مین کیا گیا ہونگا	ہم کئے گئے ہونگے	مین کی گئی ہونگی	ہم کی گئی ہونگی
		ماضی تمنائی		

قسم فاعل	مذکر		مونث	
	واحد	جمع	واحد	جمع
غائب	وہ کیا جاتا	وے کئے جاتے	وہ کی جاتی	وے کی جاتین

قسم فاعل	مذکر		مونث	
مخاطب	تو کیا جاتا	تم کئے جاتے	تو کی جاتی	تم کی جاتین
متکلم	مین کیا جاتا	ہم کئے جاتے	مین کی جاتی	ہم کی جاتین
	ماضی استمراری			
غائب	وہ کیا جاتا تھا	وے کئے جاتے تھے	وہ کی جاتی تھی	وے کی جاتی تھین
مخاطب	تو کیا جاتا تھا	تم کئے جاتے تھے	تو کی جاتی تھی	تم کی جاتی تھین
متکلم	مین کیا جاتا تھا	ہم کئے جاتے تھے	مین کی جاتی تھی	ہم کی جاتی تھین
	حال			
غائب	وہ کیا جاتا ہی	وے کئے جاتے ہین	وہ کی جاتی ہی	وے کی جاتی ہین
مخاطب	تو کیا جاتا ہی	تم کئے جاتے ہو	تو کی جاتی ہی	تم کی جاتی ہو
متکلم	مین کیا جاتا ہون	ہم کئے جاتے ہین	مین کی جاتی ہون	ہم کی جاتی ہین
	مضارع			
	مذکر یا مونث			
غائب	وہ کیا جاوے		وے کئے جاوین	
مخاطب	تو کیا جاوے		تم کئے جاؤ	
متکلم	مین کیا جاؤن		ہم کئے جاوین	
	مستقبل			
غائب	وہ کیا جاویگا	وے کئے جاوینگے	وہ کی جاویگی	وے کی جاوینگی

قسم فاعل	مذکر		مونث	
مخاطب	تو کیا جاویگا	تم کئے جاؤگے	تو کئی جاویگی	تم کئی جاوگی
متکلم	مین کیا جاؤنگا	ہم کئے جاوینگے	مین کئی جاؤنگی	ہم کئی جاوینگی
		امر حاضر		
	واحد مذکر و مونث		جمع مذکر و مونث	
مخاطب	کیا جا یا کئی جا		کئے جاؤ یا کئی جاؤ	
		نہی حاضر		
مخاطب	مت کیا جا یا مت کئی جا		مت کئے جاؤ یا مت کئی جاؤ	

لازمی و متعدی کا بیان

فعل لازمی
فعل متعدی

جاننے کہ فعل کے اور دو قسمین ہین لازمی اور متعدی

فعل لازمی وہ ہی جو صرف فاعل پر تمام ہو جاوے جیسا زید آیا۔ اور **فعل متعدی** وہ ہی جو فاعل پر تمام نہوے بلکہ مفعول کی خواہش کرے جیسا زید نے باندی کو مارا۔ بعض فعل متعدی اور لازمی دونون ہوتے ہین فعل لازمی جیسا ہتھیلی کھجلاتی ہی۔ اور متعدی جیسا زید اپنی ہتھیلی کھجلاتا ہی۔ یا کھجاتا ہی۔

پھر متعدی کے دو قسمین ہین۔ متعدی بیک مفعول۔ اور متعدی بدو مفعول — اور متعدی بیک مفعول وہ کہ ایک مفعول کو چاہے جیسا اسنے زید کو مارا۔ اور متعدی بدو مفعول وہ ہی کہ دو مفعولون کی خواہش کرے جیسا اُس نے زید کو کتاب دی۔ یاد لائی۔ پھر اگر متعدی بغیر واسطے کسی حرف زائد کے ہو تو اُسکو

متعدی بنفسہٖ کہتے ہین جیسا دیا اور پڑھا۔ اور اگر کسی حرف وعلامت کی زیادتی سے بنا ہو تو اُسکو متعدی بالواسطہ کہتے ہین۔ خواہ فعل لازم کو متعدی بنائے ہون یا کسی متعدی بیک مفعول کو متعدی بدو مفعول کئے ہون

متعدی بالواسطہ بنانے کا طریقہ

جاننا چاہئیے کہ متعدی بالواسطہ بنانے کے تین قاعدے ہین۔

پہلا قاعدہ

مصدر کے پہلے حرف کی حرکت کو اتنا بڑہا وین کہ کوئی حرف علّت پیدا ہو جاوے یعنے فتحہ سے الف اور ضمّہ سے واوِ مجہول اور کسرہ سے یاے معروف یا مجہول ہو جاوے جیسا دَبنا کے پہلے حرفِ دال پر فتحہ ہے جب اسکو کھینچکر الف کردئے تو دابنا ہوا۔ اسیطرح ٹلنا سے ٹالنا۔ اور مرنا سے مارنا۔ اور کھلنا سے کھولنا۔ اور پِسنا سے پیسنا۔ اور چھِدنا سے چھیدنا۔ اور رِتنا سے ریتنا۔

دوسرا قاعدہ

آگے علامتِ مصدر کے ایا وایا لا زیادہ کرین اور متعدی بناوین جیسا ڈرنا۔ ڈرانا۔ دوڑنا۔ دوڑانا۔ سمجھنا۔ سمجھانا۔ یا سمجھوانا۔ بیٹھنا۔ بٹھانا۔ یا بٹھوانا یا بٹھلانا **ف** اگر کسی فعل مین ایسا حرفِ علّت ہو جسکی حرکتِ ماقبل موافق اسکے ہو تو وہ حرفِ علّت علامتِ متعدی بالواسطہ کے داخل ہونے سے گر جاتا ہے جیسا۔ رونا۔ رلانا۔ گانا۔ گوانا۔ سیکھنا۔ سکھانا۔ اور پانچ حرفی مصدر مین اگر کوئی حرف

علت سوائے مصدر کے آخر الف کے ہو اور پہلے دو حرف متحرک اور تیسرا ساکن ہو تو اُس فعل کے شروع کا دوسرا حرف ساکن اور تیسرا متحرک ہو جاتا ہی جیسا برسنا۔ برسانا چمکنا۔ چمکانا۔

قاعدہ تیسرا

کبھی قاعدۂ اول کے موافق ایک حرفِ علت بڑہا کر حرف صحیح کو جو علامت مصدر کے آگے ہی دوسرے کسی حرف سے بدلتے ہین جیسا بکنا۔ بیچنا۔ چھٹنا۔ پھاڑنا چھٹنا چھوڑنا ٹٹنا۔ توڑنا۔

فعلون کی وحدت وجمعیت اور تذکیر و تانیث کا بیان

واضح ہو کہ فعل متعدی مین ماضیٔ مطلق اور ماضیٔ قریب اور ماضیٔ بعید اور ماضیٔ شکی اور ماضیٔ تمنائی (جسکے ساتھ ماضیٔ مطلق کا صیغہ ہوتا ہی) کے فاعل کی علامت لفظ نے ہی بشرطیکہ متعدیٔ مذکور فعل لازم سے مرکب نہو جیسا مین نے کھایا ہی اور اُسنے مارا تھا۔ مگر بولنا۔ اور لانا۔ اور بھولنا۔ خارج ہین۔ یعنے باوجود متعدی ہونیکے انہین علامتِ فاعل نہین آتی جیسے وہ لایا۔ اور وہ بولا۔ اور تو بھولا۔ اسیطرح اگر کوئی متعدی فعل لازم سے مرکب ہو اور جزاول متعدی اور ثانی لازمی ہو تو نے غیر مستعمل ہی جیسا مین لے گیا۔ وہ دے بیٹھا۔ تو کھا چکا۔ مین لے سکا وغیرہ۔ اگر جزاول لازمی اور ثانی متعدی ہو تو نے استعمال کرینگے لیکن فعل واحد مذکر رہیگا جیسے مین نے رو دیا۔ اور ہم نے ہنس دیا۔ اگر دونون جزمتعدی ہون تو وہی حکم ہی جو مفرد کا ہی جیسے مین نے روٹی کھالی۔ اور ہم نے گھوڑا لے لیا۔ اگر دونون جز مرکب ہو کر استمرار

اقسام بیان فعل

اور دوام کے معنے کرتے ہون تو نے نہین استعمال کرتے جیسے ہم شب بھر جہاگتے
کو ٹا کئے۔ اگر دو لفظ ملکر لازمی کا معنی کرین تو تب بھی اُسکا استعمال جائز نہین مثلاً
دکھائی دینا۔ بعض افعال اگرچہ مفعول نہین چاہتے لیکن نے اونکے ساتھ رہتا ہی
اور فعل واحد مذکر ہوتا ہی جیسے کوسنا۔ موتنا۔ اور دہارنا۔ مثلاً لڑکیون نے موتا اور
صاحبون نے کوسا۔ پس جن فعلون کے فاعلون کے ساتھ حرف نے مذکور نہین ہوتا وے
تذکیر و تانیث اور وحدت و جمعیت مین فاعل کے موافق بولے جاتے ہین خواہ وے لازمی
ہون یا متعدی خواہ اُنکے مفعولون کے ساتھ علامت مفعول ہووے یا نہووے جیسا زید آیا
ہندہ گئی۔ خالد لکھتا ہی۔ ہندہ پڑھتی ہی۔ زید ہندہ کو مارتا تھا۔ ہندہ زید کو
ستاتی تھی۔ لڑکے آئے۔ لڑکیان آئین۔ لڑکے کتابین پڑھتے ہین۔ جن فعلون کے فاعل کے
ساتھ لفظ نے علامتِ فاعل تو ہو مگر علامت مفعول یہ مطلقاً نہووے وے فعل مفعول کے
موافق بولے جائینگے۔ خواہ فاعل مذکر ہو یا مونث۔ واحد ہو یا جمع جیسے زید نے تختی
لکھی۔ ہندہ نے پانی پیا۔ لڑکون نے تختیان لکھین۔ عورتون نے شربت کے پیالے
پئے۔ جن فعلون کے فاعل اور مفعول دونون کے علامتین مذکور ہوتے ہین وے
فعل ہر حال مین واحد مذکر بولے جاتے ہین خواہ فاعل اور مفعول مذکر ہون یا مونث
واحد ہون یا جمع جیسا زید نے شاگرد کو پڑہایا۔ ہندہ نے شاگرد کو پڑہایا۔ استادون نے
اپنے شاگردون کو بلوایا۔ لڑکیون نے اپنے ماباپ کو پڑہایا۔ اور جب مفعول کسی فعل
کا جملہ واقع ہو تو بھی فعل واحد مذکر ہوگا جیسے لڑکی نے کہا مین کتاب پڑہتی ہون۔

لڑکون نے پوچھا تم کونسی کتاب پڑہتے ہو۔ وغیرہ۔ جو فعل دو مفعول چاہتا ہی ثانی کا تابع ہوتا ہی جیسے ہم نے لڑکے کو کتاب دی **ف** جب کئی اسم مذکر و مونث ایک فاعل کے تابع ہون تو فعل کو آخر اسم کے موافق لائینگے جیسے مرد عورت لڑکے لڑکی آئی

فعل مرکب کا بیان

فعل مرکب وہ ہی کہ اسکے دو جز ہون۔ وہ پانچ قسم پر ہی۔ فعل تاکیدی فعل اختیاری۔ اختتامی۔ استمراری۔ مستقبل قریب الوقوع۔

فعل تاکیدی وہ ہی جسمین تاکید بہ نسبت فعل مفرد کے پائی جاوے۔ امر واحد حاضر کے آخر یا مصدر چلنا کے ماضی مطلق کے آخر بعض جا اسکے بھی امر پر مصدر ڈالنا۔ دینا۔ جانا۔ وغیرہ کے صیغے بڑہانے سے فعل تاکیدی بنجاتا ہی جیسا مارڈالا۔ اور کہدیا۔ اور کھا گیا۔ چلا ڈالا۔ چلا دیا۔ چلا گیا۔ چلدیا **ف** بعضے مصدر اور انکے مشتقات کبھی صرف دوسرے مصدرون کے مدد کیلئے آتے ہین اونسے اور کچھ غرض نہین ہوتی ہی جیسے جانا۔ دینا۔ اور لینا مثلاً بیٹھہ جاؤ۔ بیٹھو کے معنے سے چھوڑ دیا۔ چھوڑا کے معنی سے اور کھا لیا۔ کھایا کے معنے سے یہان جاؤ اور دیا۔ اور لیا مدد کے لئے ہین انکے اصل معنون سے کچھ غرض نہین۔

فعل اختیاری وہ ہی جس کا کرنا فاعل کے اختیار مین ہو۔ امر مذکور کے آخر مصدر سکنا کے صیغے بڑہانے سے فعل اختیاری حاصل ہوتا ہی جیسا لکھہ سکتا ہی۔ پڑھ سکتا ہی۔

فعل اختتامی وہ ہی جس فعل کا تمام ہو جانا پایا جاوے۔ امر مذکور کے آخر مصدر چکنا کے صیغے زیادہ کرنے سے فعل اختتامی ہو جاتا ہی جیسا زید لکھ چکا۔ مین پڑھ چکا۔

فعل استمراری وہ ہی جسمین ہمیشگی اور کثرت کے معنے پائے جاوین فعل کے آخر کرنا جانا۔ رہنا۔ کے صیغے زیادہ کرنے سے فعل استمراری بن جاتا ہی جیسا سویا کر۔ بولتا جا۔ پڑھتا رہ۔ مگر کرنا اکثر بعد کسی ماضیٔ مطلق کے استعمال کیا جاتا ہی اور جانا۔ رہنا۔ بعد اسم حالیہ کے مستعمل ہوتے ہین جیسا آگے کے مثالون سے ظاہر ہی۔ اور کبھی امر استمرار کے آخر لفظ یو زیادہ کرتے ہین جیسا لکھتے رہیو۔ پڑھتے رہیو جیتے رہیو۔ ف

فعل مستقبل قریب الوقوع وہ ہی جسکا ہونا زمانۂ حال کے قریب معلوم ہووے۔ اسکا قاعدہ یہہ ہی کہ کسی مصدر یا فعل کے آخر لفظ چاہنا کے صیغے یا لفظ پر یا والا زیادہ کرتے ہین جیسا زید جایا چاہتا ہی۔ یا جانے پر ہی۔ یا جانیوالا ہی یعنے قریب ہی کہ زمانۂ آیندہ مین جاوے۔ مصدر کے آخر کے الف کو یاے مجہول سے بدل کر لفظ لگنا کے صیغے ملانے سے فائدہ شروع فعل کا ہوتا ہی۔ جیسا وہ پڑھنے لگا۔ یعنے شروع کیا۔ بعضے اسکو فعل مفرد کہتے ہین

ف مصدر کے آخر بنا یا پڑا زیادہ کرنے سے معنے ضرورت کے حاصل ہوتے ہین جیسا زید کو آنا بنا۔ اور کھانا پڑا یعنے زید کو آنا اور کھانا ضرور ہوا۔ اور کبھی اُن لفظون کے آخر لفظ ہی بھی فصاحت کے لئے زیادہ کرتے ہین جیسا زید کو جانا ہی بنا۔ اور آنا ہی پڑا یعنے بہت ضرور ہوا۔

ف امر واحد حاضر کے آخر تعظیم کے لئے اکثر لفظ یے یا ئیگا اور جئے یا جیگا زیادہ کرتے ہین جیسا آپ لئیے۔ یا آئیگا۔ یا آپ لیجئے۔ یا لیجیگا۔ اور کبھی ایسا امر مضارع کے معنے کو مفید ہوتا ہی جیسا باغ مین جاتے ہی میرے دل مین آیا کہ ایکی دفعہ انگور لگائیے یعنے

انگور لگاؤن اور کبھی فعل کو مکرر لاتے ہین تا فائدہ کثرت کا دیوے جیسا زید چلتے چلتے تھک گیا۔

فعل صحیح اور غیر صحیح کا بیان

جاننے کہ فعل کے اور دو قسمین ہین۔ صحیح۔ اور غیر صحیح۔

فعل صحیح وہ ہی جسکے حروف اصلی مین کچھ تبدیل یا حذف یا زیادتی حروف کی گردان کے وقت ہووے جیسا مارنا۔ بھاگنا۔ سمجھنا۔ وغیرہ اور **فعل غیر صحیح** وہ ہی جسمین گردان کے وقت کچھ تبدیل یا زیادتی حروف کی ہووے۔ جیسا کرنا۔ چاہیے کہ اسکا ماضی حسب قیاس کرا ہووے لیکن رکو ی کے ساتھ بدل کر کے کیا بنالئے ہین۔ اور ماضی مرنا کا چاہیے کہ مرا ہو لیکن رے کو واو سے بدل کر کے موا کہتے ہین۔ اسیطرح مصدر جانا کا فعل ماضی چاہیے کہ جایا ہووے لیکن چونکہ کبھی فارسی مین ج کو گ کے ساتھ بدل کرتے ہین اس لئے یہان بھی ج گ کے ساتھ بدل ہوی تو گایا بنا۔ پس مشابہت ہوی گانا کے ماضی سے جو گایا ہی اس لئے الف اصلی کو حذف کر دیکر گیا کہتے ہین اور ہونا کا ماضی چاہیے کہ ہویا ہووے گری کو حذف کرکے ہوا کہتے ہین

فعل مجاز کا بیان

فعل مجاز وہ ہی کہ اپنے اصلی معنے کے سوا دوسرے معنے مین استعمال کیا جاوے چنانچہ کبھی مصدر کو مجازاً امر یا نہی کے معنے مین بولتے ہین جیسا تم میرے یہان آنا یعنے آؤ۔ اور آج تم گھر مت جانا یعنے مت جاؤ۔ اور کبھی ماضی مطلق یا قریب کو ماضی بعید کی جگہ استعمال کرتے ہین۔ جیسا زید کو بہت سمجھایا۔ یعنے سمجھایا تھا۔ اور مین وہان گیا ہون۔ یعنے گیا تھا۔

اور کبھی ماضی کو باعتبار قریب الوقوع ہونیکے مستقبل کی جگہ بولتے ہین مثلاً کوئی نوکر سے پوچھے کھانا لایا۔ نوکر جواب مین کہے ہان صاحب لایا۔ یعنے نزدیک ہی کہ لاؤنگا۔

اور کبھی مضارع سے ماضی کے معنے حاصل ہوتے ہین جیسا باغ مین جاکر دیکھون تو وہان کچھ اور ہی گلکاریان ہورہی ہین۔ یعنے جاکر دیکھا تو۔ اور کبھی فعل حال ماضی بعید کی جاے بولا جاتا ہی جیسا کل باغ مین جاکر کیا دیکھتا ہون کہ طرح بطرح کے پھول کھل رہے ہین یعنے کیا دیکھا تھا

کبھی حال کو مستقبل کے عوض استعمال کرتے ہین جیسے مین صبح حیدرآباد جاتا ہون احکام و نصایح و اقوال وغیرہ جب انہون کے موجد یا مصنف کو حالت فاعلی مین لاکر بیان کئے جاتے ہین حال سا مستعمل ہوتے ہین جیسے خداتعالی جل شانہ قرآن شریف مین فرماتا ہی۔ سعدی علیہ الرحمہ گلستان مین لکھتے ہین۔ فلان مصنف یا مورخ ایسا بیان کرتا ہی۔

تیسری فصل اسم کے بیان مین

اسم وہ ہی کہ معنی مستقل رکھے یعنے بغیر مدد دوسرے لفظ کے اپنا معنی بتلاوے اور کوئی زمانہ اُس مین نہ پایا جاوے جیسا کتاب اور گھوڑا وغیرہ۔ واضح ہو کہ باعتبار اشتقاق اور عدم اشتقاق کے اسم کے تین قسمین ہین جامد۔ مصدر۔ مشتق۔

جامد وہ اسم ہی کہ نام ہو کسی شخص یا چیز کا۔ اور وہ نہ خود کسی لفظ سے بنا ہو اور نہ اُس سے کوئی لفظ بنایا گیا ہو۔ مثلاً پتھر۔ جھاڑ۔ صندوق۔ میز۔ کرسی۔ قلم وغیرہ

مصدر وہ ہی جس سے فعل اور اسم مشتق نکلین۔ علامت مصدر کی آخر مین لفظ نا ہی جیسا لکھنا۔ پڑھنا۔ وغیرہ۔ اور مصدر کی دو قسمین ہین وضعی اور غیر وضعی

جامد

مصدر

وضعی وہ ہی جسکو کسی اہلِ ہند نے مصدر ہی کے لئے بنایا ہو جیسا لکھنا۔ پڑہنا۔ وغیرہ اور **غیر وضعی** اُسکو کہتے ہین کہ اور زبانون کے الفاظ مین خواہ فارسی ہون یا عربی غیرہ ہندی مصدر یا اُسکی علامت کو زیادہ کرکے مصدر بنا لئے ہون جیسا شور کرنا۔ خریدنا داغنا قبولنا وغیرہ کبھی اسم جامد یا صفتِ ہندی پر نا زائد کرکر بناتے ہین۔ اور تب علامت مصدر کے ماقبل ایک الف بھی زیادہ ہوتا ہے جیسے جوتیانا۔ گرمانا یہ تصرُّف اہلِ زبان کا ہے۔

مشتق

مشتق وہ اسم ہے جو مصدر سے بنایا جاوے جیسا لکھنا سے لکھنے والا۔ اور لکھا ہوا۔ اسم مشتق ہین۔ پس مشتق کی سات قسمین ہین اسمِ فاعل اسمِ مفعول حاصلِ مصدر اسمِ تفضیل اسمِ آلہ اسمِ ظرف اسمِ حالیہ

اسمِ فاعل کا بیان

اسم فاعل

اسمِ فاعل وہ اسمِ مشتق ہے جو بقاعدہُ صرف مصدر سے بنے اور فاعل کی ذات کو بتلاوے جیسا مارنے والا۔ مرنے والا اور قاعدہ اسم فاعل بنانے کا یہ ہے کہ الف مصدر کو یائے مجہول سے بدل کر لفظ **والا** یا **ہارا** بڑہاوین تو صیغہ واحد مذکر کا بنجاوے گا جیسا کرنے والا۔ لکھنے ہارا اور جمع مذکر مین **والے** اور ہارے بیائے مجہول۔ اور مونث واحد مین **والی** اور **ہاری** بیائے معروف اور جمع مونث مین **والیان** یا **ہاریان** یا **والین** یا **ہارین** بولتے ہین اور کبھی مصدر کے اخیر کے الف کو گرا کر اور نون کو ساکن کرکے لفظ **ہار** بڑہا کر اسم فاعل بناتے ہین

ف — فاعل وہ اسم ہے جس ... فعل صادر ہووے جیسے آنا ... اور جینا اول مین فاعل ...

جیسا مرن ہار ہون ہار جان ہار مگر اردو مین لفظ ہارا اور ہار کو کم بولتے ہین۔ اور کبھی فعل یا اسم کے آخر ی۔ ا۔ اک۔ چی زیادہ کرنے سے اسم فاعل بنتا ہے جیسے

علامت اسم فاعل	اسم فاعل	علامت اسم فاعل	اسم فاعل
ی	بھکاری۔ لالچی	اک	پیراک
ا	گویا۔ پیرا	چی	خزانچی۔ مشعلچی

اور اسم فاعل فارسی بھی اردو مین مستعمل ہین۔ اُن کے اخیر مین الفاظ نقشۂ ذیل مین سے کوئی ایک لفظ ہوتا ہے جیسے نقشۂ ذیل سے واضح ہے۔

علامت	اسم فاعل	علامت	اسم فاعل
نده	زنده۔ پرنده	مند	دولت مند۔ ہنر مند
امر	دست گیر۔ ملمع ساز	وند	دولت وند
گار	خدمت گار۔ پرہیزگار	ناک	خوف ناک
گر	زرگر	گین	غمگین
بان	دربان۔ فیلبان	ور	نام ور
وان	دروان	وار	تقصیروار

اسم مفعول کا بیان

اسم مفعول وہ اسم مشتق ہے جو بقاعدۂ صرف مصدر سے بنے اور مفعول کی ذات کو بتلاوے جیسے لکھا ہوا۔ یا لکھا۔ مارا ہوا یا مارا۔ اور اسم مفعول بنانے کا طریقہ

یہ ہے کہ ماضی مطلق کے اخیر مین لفظِ **ہوا** زیادہ کرین اور کبھی صرف فعل ماضی مطلق ہی فائدہ اسمِ مفعول کا دیتا ہے جیسا یہ تخت کس کا بنایا ہے۔ یعنے کس شخص کا بنایا ہوا ہی۔ اور اُسکے دونون الف دوسرے صیغون مین اسمِ فاعل کے آخر کے الف کے مانند بدلتے ہین۔ فارسی کے اسمِ مفعول جیسے کُشتہ۔ و فریفتہ وغیرہ بھی اُردو مین مستعمل ہین۔ **ف** اسمِ فاعل و اسمِ مفعول جمیع حالتون مین آسکتے ہین۔

حاصل مصدر کا بیان

حاصل مصدر وہ اسم مشتق ہے جو کیفیت معنیٔ مصدر کی تبلاوے اور علامت مصدر کی اُس مین نہووے۔ یعنے کرنے والا جو کام کرتا ہے تو وہ اثر جو اُس کام مین ہے اُسکو حاصل مصدر کہتے ہین جیسے لُوٹنا سے لُوٹ۔ دوڑنا سے دوڑ۔ اکثر امرِ واحدِ حاضر حاصلِ مصدر ہوا کرتا ہے۔ اور کبھی امرِ واحدِ حاضر کے آخر حرف **ت** یا **تی** یا **وٹ** یا **ہٹ** یا **ن** یا **ی** یا **ئی** یا **ا** یا **وا** بڑھانے سے بنتا ہے جیسے بچت۔ بھرتی۔ بناوٹ۔ گھبراہٹ۔ چلن۔ ہنسی۔ کھلائی۔ جھگڑا۔ پھیلاوا۔ اور کبھی ماضیٔ مطلق کے آخر **ن** یا **و** یا **وٹ** یا **س** یا **پ** لانے سے حاصلِ مصدر بنتا ہے جیسے لگان۔ اڑان۔ لگاؤ۔ سجاوٹ۔ بناوٹ۔ پیاس۔ بکواس ملاپ۔ **ف** مصدر مین حدوث کے معنے پائے جاتے ہین اور حاصلِ مصدر مین کیفیتِ معنیٔ مصدری جسمین دوام و استمرار ہے بلا علامتِ مصدر پائی جاتی ہے۔

اسم تفضیل کا بیان

اسم تفضیل وہ ہی جسکے موصوف کو اوروں پر فضیلت اور بڑائی ہووے جیسا زید بہت یا زیادہ جاننے والا ہے۔ اُسکے بنانے کا طور یہ ہے کہ صیغۂ اسم فاعل یا اسم صفت پر لفظ زیادہ یا بہت یا جو لفظ کہ اُس معنے مین ہو زیادہ کرتے ہین جیسا مثال مین گذرا اور متاخرین نے صفت کے تین درجے کئے ہین۔ ایک **نفسی** کہ خود جسمین معنی وصفی پائی جاوے جیسا اچھا اور بُرا۔ دوسرا **تفضیل بعض** کہ جسمین زیادتی پائی جاوے بعض پر اور علامت اُسکی فارسی مین تر اور اردو مین بہت یا سے وغیرہ ہی جیسا بہت اچھا یہ کتاب اُس سے اچھی ہے۔ بدتر۔ تیسرا **تفضیل کُل** کہ جس مین بہت سی زیادتی پائی جاوے۔ اور علامت اُسکی اُردو مین بہت اور سب سے یا بہت ہی وغیرہ ہے اور فارسی مین لفظ ترین ہے پس تفضیل بعض اور تفضیل کل اسم تفضیل مین داخل ہین اور تفضیل نفسی ہر اسم صفت مین پائی جاتی ہی۔ جاننا چاہئے کہ اگر صفت کے آخر الف ہو تو وہ جمع مذکر مین (ے) مجہول سے بدلتا ہے جیسا ایک اچھا مرد اور دو اچھے مرد۔ اور مونث کے صیغون مین (ی) معروف سے جیسی اچھی عورت اور اچھی عورتین۔

فائدہ اکثر اسماے تفضیل عربی ہندی مین استعمال کئے جاتے ہین۔ اور صیغہ اسم تفضیل کا عربی مین ہمیشہ اَفعَل کے وزن پر آتا ہی جیسا اَفضَل۔ اَحسَن۔ اَعلَم۔ اَکبَر۔ اَشرَف۔ اَعظَم۔ وغیرہ۔

اسم آلہ کا بیان

اسم آلہ وہ اسم مشتق ہے جس مین معنے ہتیار یا اوزار کے پائے جائین جیسی کترنی۔ وغیرہ۔ اور اُسکے بنانے کا طریقہ یہ ہی کہ بعض حروف کو امر واحد کے آخر مین زیادہ کرتے

ہین جیسا اس جدولِ ماتحت مین مرقوم ہے۔

علامت اسم آلہ	اصل یعنے امر	اسم آلہ	علامت اسم آلہ	اصل	اسم آلہ
ن	بیل	بیلن	نا	رم	رمنا
نی	کتر	کترنی	و	جھاڑ	جھاڑو

اور چند حروف اسم کے آخر مین زیادہ ہونے سے اسم آلہ ہو جاتا ہے جیسا۔

علامت اسم آلہ	اصل یعنے اسم	اسم آلہ	علامت اسم آلہ	اصل یعنے اسم	اسم آلہ
ال	گھڑی	گھڑیال	انہ	دست	دستانہ
ک	عین	عینک	ہ	دست	دستہ

اور کبھی خود مصدر اسم آلہ کے معنے مین آتا ہے جیسا بیلنا بمعنی بیلن کے ہے۔ اور کبھی صیغۂ امر فارسی جب کسی اسم سے ملتا ہے تو اسم آلہ کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً بادکش۔ جاروب اور رومال۔ اور عربی کے اسم آلہ کی علامت یہ ہے کہ اُسکے شروع مین مکسور میم ہوتا ہے جیسا مسطر اور مفتاح (کنجی)۔ مقراض (کترنی)۔ مصقلہ (صیقل کرنے کا اوزار) وغیرہ

اسم ظرف کا بیان

اسم ظرف وہ اسم مشتق ہے کہ جسکے معنے جگہ یا وقت کے ہون۔ اُردو مین کوئی اُس کا خاص طور نہین۔ کبھی تو علامتِ مصدر کی جگہ ک تازی لگانے سے بنتا ہی جیسا بیٹھک۔ اور کبھی خود مصدر بھی اس معنے مین مستعمل ہے۔ جیسا جھرنا پانی جھرنے کی جگہ۔ اور رمنا چراگاہ اور سیرگاہ کو بھی کہتے ہین۔ اور کبھی اسم کے آخر یہ چند الفاظ جو جدول

مین داخل هین زیاده کرتے هین۔

علامت ظرف	اصل	اسم ظرف	علامت ظرف	اصل	اسم ظرف
استھان	دیو	دیو استھان	واڑی	پھول	پھولواڑی
شالہ	دھرم	دھرم شالہ	الہ	شو	شوالہ
ال	سسرا	سسرال	انہ	سر	سرانہ
پور	غازی	غازی پور	نگر	کشن	کشن نگر
سال	ٹکہ	ٹکسال	یال	نانا	ننھیال

اور کبھی فارسی مین اسم کے آخر چند الفاظ ملانے سے اسم ظرف هوتا هے جیسا کہ

علامت ظرف	اصل	اسم ظرف	علامت ظرف	اصل	اسم ظرف
خانہ	کتب	کتب خانہ	آباد	حیدر	حیدرآباد
دان	سرمہ	سرمہ دان	گاہ	آرام	آرام گاہ
ستان	گل	گلستان	زار	لالہ	لالہ زار
شن	گل	گلشن	سار	کوہ	کوہسار

اور عربی مین میم مفتوح اوّل مین رہتا ہی جیسے مکتب۔ مدرسہ۔ مسجد وغیرہ

اسم حالیہ کا بیان

اسم حالیہ وہ اسم مشتق ہے کہ بیان کرے کیفیت اور حالت فاعل یا مفعول کی اکثر صیغہ ماضی تمنائی کا اسم حالیہ هوتا هے جیسا زید مسکراتا جاتا تھا۔ لفظ مسکراتا

حال فاعل کا یعنے زید کا بیان کرتا ہے۔ اور کویلے کو جلتا دیکھا۔ یہان لفظ جلتا حالت مفعول کی یعنے کویلے کی بیان کرتا ہے۔ اور کبھی ماضیٔ تمنائی کے آخر لفظ ہوا بھی زیادہ کرتے ہین جیسا زید مسکراتا ہوا جاتا تھا۔ اور اسم حالیہ کا الف جمع و مونث مین ماضی تمنائی کے سریکا بدلتا ہے۔ فارسی کے اسم حالیہ بھی اردو مین مستعمل ہین جو امر واحد حاضر یا صفت پر الف و نون زائد کرنے سے ہوتے ہین جیسے خندان اور شادان۔

تقسیم اسم جامد کی

جانا چاہئے کہ باعتبار تعین اور عدم تعین کے جامد کی دو قسمین ہین۔ نکرہ اور معرفہ

نکرہ وہ اسم ہے کہ غیر معین چیز پر دلالت کرے یعنے ایک جنس کے تمام افراد پر صادق آوے جیسا مرد جو ہر ایک مرد کو کہہ سکتے ہین۔ اسیطرح آدمی گھوڑا اونٹ وغیرہ اور نکرہ کو اسم جنس اور اسم عام اور اسم کلی بھی بولتے ہین۔

معرفہ وہ ہے جس سے کوئی شخص یا چیز معین سمجھی جاوے جو ایک جنس کے خاص افراد پر بولا جاتا ہے مثلاً زید۔ مدراس۔ معرفہ کو اسم خاص اور جزئی حقیقی بھی کہتے ہین۔

تقسیم معرفہ

معرفہ کی چھ قسمین ہین۔ علم۔ ضمیر۔ اسم اشارہ۔ اسم موصول اور مضاف ان چارون کی طرف اور منادیٰ۔

قسم اول علم

علم وہ ہی کہ خاص آدمی یا کسی خاص جانور یا چیز کا نام ہووے مثلاً زید ایک شخص کا نام ہے جو سوائے اُسکی ذات کے اور کسی پر بولا نہین جاتا اور ایسا ہی عبداللہ۔ جمنا مدراس۔ حیدرآباد وغیرہ۔ کُنیت۔ عُرف۔ خِطاب۔ لقب۔ تخلص۔ یہ بھی داخل علم ہین۔

کُنیت وہ ہے جو کسی رشتے سے باپ یا بیٹا یا بھائی وغیرہ کہکر پکارا جاوے جیسا احمد کا باپ ابو محمد **ف** اس کا استعمال اکثر عرب مین ہے۔

عُرف جو لڑکپن مین بسبب محبت یا اور کسی وجہ کے ایک اور نام معزز یا محقر اصلی نام کے سوائے رکھا جاوے اور وہ مشہور بھی ہو جاوے جیسا احمد کسی کا نام ہے اُسکو نواب کہتے ہین۔ اور اسیطرح اسم مختر مثلاً چوہا۔ چوہیا۔ گرگٹ چھپکلیا۔ کوڑا۔ گھر و گھانسی۔ گھوڑا۔ وغیرہ عُرف مین شمار کئے جاتے ہین۔ اور بعض اوقات اصلی نام کو کم کرکے بطور عرف بولتے ہین جیسا شمس الدین کو شمسو کہا کرتے ہین۔

خِطاب وہ نام ہے کہ اُسمین کچھ معنیٔ وصفی پائی جاوے۔ اور کوئی سرکار سے وہ نام دیا جاوے جیسا شجاع الدولہ۔ خانخانان وغیرہ۔

لقب وہ ہے کہ نامون کے اوّل یا اخر تعظیم کے واسطے بعض الفاظ باعتبار قوم یا پیشہ وغیرہ کے زیادہ کرتے ہین۔ جیسا راجپوتون کے نام مین سنگھ مثلاً دھیان سنگھ اور لچھمن سنگھ۔ اور کائتھون کے نام پر رائے مثل رائے جوگل کشور۔ اور ساہوکارون مہاجنون کے نام پر ساہ یا سیٹھ جیسے سیٹھ لکھی چند اور ساہ بہاری لال۔ اور ہندوؤن مین راجپوتون کے نام پر لفظ ٹھاکر اور کنور کا جیسے ٹھاکر دھیان سنگھ اور کنور لچھمن سنگھ

اور برہمنون کے نام کے ساتھ پانڈے اور تیوارے چوبے دوبے یا مصر یا پنڈت جیسے بہاری لال چوبے۔ موہن لال دوبے۔ مصر موہن لال۔ ٹیکا رام پانڈے۔ جوگل کشور تیوارے پنڈت ہیرالال۔ یا نندے مکند رام اور مسلمانون کے پٹھانون کے نام کے اخیر خان جیسا شیر خان اور مغلون کے نام کے ساتھ لفظ میرزا اور بیگ جیسا میرزا احمد بیگ اور سیدون کے نام کے ساتھ سید یا میر جیسا سید علی۔ میر مظہر علی اور شیخون کے نام کے ساتھ شیخ جیسا شیخ عبد اللہ۔ اور مسلمان فقیرون کے نام کے ساتھ صوفی اور شاہ جیسے احسان الدین صوفی۔ اور عبد اللہ شاہ اور ہنود وفقیرون کے ساتھ لفظ گرو اور مُنی اور بھگت لگاتے ہین جیسا لعل گرو۔ دیا رام مُنی اور رام دیال بھگت **تخلص** وہ ہے جو شاعر ایک مختصر نام اپنا مقرر کر کے شعر مین لکھتے ہین جیسا سعدی۔ جامی۔ حافظ۔ نظامی۔

قسم دوم ضمیر

ضمیر وہ ہے جو بجاے اسم متکلم و مخاطب یا غائب کے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہو اختصار اور دفع تکرار کے لئے آوے جیسا زید آیا۔ اور اُس نے اپنا سبق پڑھا۔ پس لفظ اُس نے جو ضمیر واحد غائب کی ہے واسطے اختصار اور دفع تکرار کے بجاے زید کے جسکا ذکر آگے ہو گیا۔ آیا۔ اگر یون ہی کہتے کہ زید آیا اور زید نے زید کا سبق پڑھا۔ تو جملہ بے محاورہ ہو جاتا اُردو ضمائر مین مذکر اور مونث اور جاندار اور بیجان کے لئے کچھ فرق نہین جس کی طرف ضمیر پھرتی ہے اُس کو **مرجع** بولتے ہین ضمیر کل چھہ ہین

مین	ہم	تو	تم	وہ	وے
ضمیر واحد متکلم	ضمیر جمع متکلم	ضمیر واحد مخاطب	ضمیر جمع مخاطب	ضمیر واحد غائب	ضمیر جمع غائب

پھر ضمیر کی تین حالتین ہین۔ ضمیر فاعل۔ ضمیر مفعول۔ ضمیر مضاف الیہ

ضمیر فاعل وہ ضمیر ہے جو بجاے فاعل آوے۔ چنانچہ

ضمیر فاعل	واحد	جمع
متکلم	مین آیا	ہم آئے
مخاطب	تو آیا	تم آئے
غائب	وہ آیا	وے آئے

بعض وقت ضمیر فاعل پوشیدہ رہتی ہے جیسا لکھ یعنے تو لکھ۔ مت کر یعنے تو مت کر

ضمیر مفعول وہ ضمیر ہے جو بجائے مفعول آوے۔ اسکے بنانے کا طریق یہ ہے کہ ضمیر فاعل کے آخر مین مفعول کی علامتین یعنے کو یا کے تئین یا یائے مجہول یا ین زیادہ کرین

ضمیر مفعول	واحد	جمع
متکلم	مجھکو یا مجھے دیا	ہم کو یا ہمین دیا
مخاطب	تجھکو یا تجھے دیا	تم کو یا تمھین دیا
غائب	اُس کو یا اُسے دیا	اُنکو یا انھین دیا

ضمیر مضاف الیہ

ضمیر مضاف الیہ وہ ضمیر وہ ہے جو بجائے مضاف الیہ واقع ہوے یعنے جس کی طرف کسی چیز کو منسوب کرین۔ اور ضمیر فاعل کے آخر لفظ کا یا کے یا کی زیادہ کرنے سے ضمیر مضاف الیہ بن جاتی ہے۔ مضاف واحد مذکر کی علامت کا ہے۔ اور جمع مذکر

کی علامت لفظِ کے اور مضافِ واحد اور جمع مونث کی علامت لفظِ کی ہے لیکن بعد داخل ہونے علامتِ مفعول اور مضاف الیہ کے ضمائر مین اکثر تغیر و تبدیل واقع ہوتی ہے۔ اُس کا مُفصّل حال بعد اسمِ اشارہ کے بیان کیا جائیگا۔

ضمیر مضاف الیہ	واحد	جمع
متکلم	میرا۔ میری۔ میرے	ہمارا۔ ہماری۔ ہمارے
مخاطب	تیرا۔ تیری۔ تیرے	تمھارا۔ تمھاری۔ تمھارے
غائب	اُسکا۔ اُسکی۔ اُسکے	اُنکا۔ اُنکی۔ اُنکے

ف چند الفاظ واسطے اِنکسار اور فروتنی کے بجاے متکلم لاتے ہین وے یہ ہین بندہ۔ فدوی۔ کمترین۔ غلام۔ نیازمند۔ احقر۔ خاکسار۔ حقیر۔ فقیر۔ عاجز۔ مخلص۔ نمکخوار۔ خانہ زاد۔ گنہ گار۔ عاصی۔ اینجانب۔ ایسے الفاظ کے ساتھ فعل صیغۂ واحدِ متکلم استعمال کیا جاویگا۔ اور جو الفاظ ضمیرِ مخاطب یا غائب کے مقام مین تعظیماً و ادباً و یا محبتاً استعمال کئے جاتے ہین یہ ہین۔ حضور۔ خداوندِ نعمت۔ جنابِ عالی۔ عالیجاہ۔ خود بدولت۔ غریب پرور۔ پیر و مرشد حضرت۔ جناب۔ قبلۂ حاجات۔ قبلۂ عالم۔ آپ۔ صاحب۔ مخدوم۔ مہربان۔ برخوردار وغیرہ ایسے الفاظ کے ساتھ فعل صیغۂ جمع مخاطب جبکہ مخاطب کے لئے ہو۔ اور صیغۂ جمع غائب جبکہ غائب کے لئے ہو لاوینگے۔

تیسری قسم اسمِ اشارہ

اسمِ اشارہ وہ اسم ہے جس سے کسی چیز کی طرف اِشارہ کرین اور جسکی طرف اشارہ کیا جاوے اسکو مشارٌالیہ کہتے ہین اور اسم اشارہ کے چار لفظ ہین دو واسطے قریب کے اور دو واسطے بعید کے۔

اسمِ اشارہُ قریب	واحد	جمع	اسمِ اشارہ بعید	واحد	جمع
	یہ	یے یا یہ		وہ	وے

فائدہ فرق معنوی ضمیر غائب اور اسم اشارہُ بعید مین جو لفظاً ایکسان ہین یہ ہے کہ ضمیر اشارہُ ذہنی کو کہتے ہین۔ اور اسم اشارہ مین اعضائے ظاہری یعنے انگلی یا آنکھ سے کسی شئی موجودہ کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

ضمائر اور اسمِ اشارہ کی تبدیل کا بیان

واضح ہو کہ جو حروف جملون مین نشانی فاعلیت اور مفعولیت اور اضافت یا ظرفیت یا تشبیہ وغیرہ کا فائدہ دیتے ہین انکو حروف معنوی کہتے ہین۔ اُنکی دو قسمین ہین۔ مفرد اور مرکب **مفرد** صرف حروف ہین جیسا مین سے۔ کا۔ کے۔ کی۔ کو۔ نے والا وغیرہ۔ اور **مرکب** کل اسمائے ظروف یا شبہ ظروف ہین جو بسبب پوشیدہ رہنے حرف مین۔ سے۔ کو وغیرہ علامت ظرفیت کے انکو حروف معنوی مرکب کہتے ہین جیسا پاس۔ طرف آگے۔ پیچھے اوپر نیچے وغیرہ اسم ظرف ہین یعنے آگے سے اور پیچھے سے یا اوپر کو وغیرہ اور قدر۔ مقدار۔ موجب۔ برابر وغیرہ شبہ ظروف ہین جیسا اِسقدر بمعنی اِسقدر سے یا اسقدر مین ہی۔ پس اسمائے ضمائر یا اسمائے اشارہ وغیرہ

کے آخر حروفِ معنوی کے آنے سے تبدیلی ہوتی ہے چنانچہ

قاعدہ ۱

جب لفظ وہ اور یہ کے بعد کوئی حروفِ معنوی آوے تب واو کو الفِ مضمومہ اور ی کو الفِ مکسورہ کے ساتھ بدل کرہ کو س سے بدلتے ہین۔ مثلاً وہ کو سے اُس کو اور یہ کو سے اِس کو ہوا۔ اور ان مثالون مین دیکھو۔

اصل	جو لفظ بدل کر بن گیا	اصل	جو لفظ بدل کر بن گیا
وہ نے	اُس نے	یہ نے	اِس نے
وہ مین	اُس مین	یہ مین	اِس مین
وہ پاس	اُس پاس	یہ پاس	اِس پاس

قاعدہ ۲

لفظِ وے اور یے مین حرفِ واو کو الفِ مضمومہ اور یے کو الفِ مکسورہ سے اول قاعدہ کے موافق بدل کر حرف آخر یعنے یائے جمع کو نون سے بدلتے ہین۔ اور کبھی نون کے بعد لفظِ ہ یا ہون کو زیادہ کرتے ہین جیسا اُنکو یا اُنھکو یا اُنھون کو۔ اسیطرح ان مثالون مین دریافت کرو۔

اصل	جو لفظ بدل کر بن گیا	اصل	جو لفظ بدلکر بنگیا	اصل	جو لفظ بدلکر بن گیا
وے کا	اُن کا	یے کا	اِن کا	وے مین	اُن مین
یے مین	اِن مین	وے نے	اُن نے	یے نے	اِن نے

قاعدہ ۳

جب مین۔ ہم۔ تو۔ تم۔ کے بعد حروف کا۔ و کی۔ یا کے۔ یا کے تئین۔ آوین تب اُن لفظون کا حرفِ کاف رے سے بدل ہوگا لیکن فصاحت کے لئے بعد میم ہم کے الف اور بعد میم تم کے لفظ ہا زیادہ کرتے ہین۔ اور لفظ مین کا نون کثرت استعمال سے گر جاتا ہے اور فتح میم مین اور ضمہ تائے تو کسرۂ مجہول سے بدل ہوتا ہے۔ جیسا

اصل	جو لفظ بدل کر بن گیا	اصل	جو لفظ بدل کر بن گیا
مین کا گھوڑا	میرا گھوڑا	تم کی کتاب	تمھاری کتاب
مین کے گھوڑے	میرے گھوڑے	ہم کے گھوڑے	ہمارے گھوڑے
تو کی گھوڑی	تیری گھوڑی	تم کی گھوڑی	تمھاری گھوڑی
تو کے تئین	تیرے تئین	تم کے تئین	تمھارے تئین

چونکہ را قایم مقام کا کے ہوتا ہے اس واسطے دو نون کو جمع کرنا جائز نہین مثلاً یون کہنا میرا کا قلم۔

قاعدہ ۴۔ جب مین ہم اور تو۔ تم کے بعد حرف نے آوے تو کچھ تبدیلی نہین ہوتی جیسا مین نے کہا۔ ہم نے پڑھا۔ تو نے لکھا۔ تم نے سنا۔

قاعدہ ۵۔ جب لفظ مین اور تو کے بعد سوائے ان پانچ حرفِ معنوی یعنے کا وکی وکے وکے تئین اور نے کے اور دوسرے حروفِ معنوی آتے ہین تب لفظ مین

کا مجھ ہوجاتا ہی۔ اور لفظ تو کا تجھ ہوجاتا ہی جیسا مجھکو تجھکو۔ مجھ سے تجھ سے۔ مجھے۔ تجھے وغیرہ

قاعدہ ۶۔ جب ایک ہی جملے مین دو ضمیرین یا دو اسم اشارہ ایک مرجع کے اسطرح واقع ہون کہ اول ضمیر یا اسم اشارہ فاعل ہو اور دوسری ضمیر یا اسم اشارہ مضاف الیہ ہووے۔ تب ضمیر مضاف الیہ یا اسم اشارۂ مضاف الیہ کو لفظ اپنا یا اپنے بیا مجہول یا اپنی بیاے معروف سے بدلتے ہین۔ خواہ ضمیر فاعل کی ظاہر ہو یا پوشیدہ۔ جیسے

جو لفظ اصل مین تھا	جو لفظ بدلکر بن گیا	جو لفظ اصل مین تھا	جو لفظ بدل کر بن گیا
مین نے میری کتاب پڑھی	مینے اپنی کتاب پڑھی	مین نے میرا گھوڑا دیا	مینے اپنا گھوڑا دیا
مینے میری گھوڑی بیچی	مینے اپنی گھوڑی بیچی	تو نے تیرا چاقو لیا	تو نے اپنا چاقو لیا
تو نے تیرا قلم لیا	تو نے اپنا قلم لیا	تو نے تیری تلوار لی	تو نے اپنی تلوار لی
وہ اسکی ٹوپی پہنے ہی	وہ اپنی ٹوپی پہنے ہی	وہ اسکا سبق پڑھتا ہی	وہ اپنا سبق پڑھتا ہی
وہ اسکی کتاب یاد کرتا ہی	وہ اپنی کتاب یاد کرتا ہی	تیرا اسبق سنا	اپنا اسبق سنا

اخیر مثال مین لفظِ تو ضمیرِ فاعل پوشیدہ ہے اسلئے ضمیر تیرا لفظِ اپنا سے بدل ہوئی بخلاف مجھے میری کتاب دوگے۔ اگرچہ اس جملے مین دونون ضمیرین ایک ہی مرجع کے ہین اور دوسری ضمیر مضاف الیہ بھی ہے لیکن ضمیر اول فاعل کی ہنین ہے بلکہ مفعول کی ہے۔ اس لئے لفظ اپنے کے ساتھ بدل نہوی۔

چوتھی قسم اسم موصول

اسم موصول وہ ہے جو بدون صلہ کے جملے کا پورا جزو نہو سکے یعنے بغیر صلہ کے

اسم موصول

نہ فاعل ہو سکے نہ مفعول اور نہ مبتدا ہو سکے نہ خبر نہ ظرف وغیرہ لیکن صلہ سے ملکر البتہ جملے کا جزو ہو سکتا ہے اور صلہ ایک جملہ خبریہ ہوا کرتا ہے۔ اور اسم موصول کے دو لفظ ہین جو اور جن جیسا جو لڑکا کل آیا تھا اب حاضر ہی۔ اس مثال مین جو لڑکا اسم موصول ہے اور کل آیا تھا اسکا صلہ ہے۔ اور جب اسم موصول کے آخر کوئی حرف معنوی آوے تو لفظ جو بدلکر حالت وحدت مین جس اور حالت جمع مین جن اور کبھی جنھون بولا جاتا ہے جیسا جسکو۔ جسکا۔ جن نے۔ جس پاس۔ اور جن کو۔ جنھون کو جنھون نے اور جب اسم موصول مین شرط کے معنے پائے جاتے ہین تو اسکی جزا مین حروف سو تو۔ وہ۔ آتے ہین جیسا جو آئیگا تو دونگا۔ جو دیگا سو پاویگا۔ جو خدا کا حکم مانیگا وہ بہشت مین جاویگا

لفظ جن واحد کے واسطے بھی حالت فاعلی مین نے کے ساتھ بولا جاتا ہے جیسا وہ لڑکا جن نے ہمکو بلایا تھا۔

پانچوین قسم نکرہ جو علم یا ضمیر یا اسم اشارہ یا اسم موصول کی طرف مضاف ہو

مضاف

جو اسم نکرہ کہ علم یا ضمیر یا اسم اشارہ یا اسم موصول کی طرف مضاف ہو۔ وہ معرفہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اُس مین بھی ایک طرح کی خصوصیت آجاتی ہے جیسا احمد کا لڑکا۔ تیرا بھائی اسکا باپ جسکا چچا۔ پس لڑکا اور بھائی اور باپ اور چچا اگرچہ نکرہ ہین۔ لیکن بسبب مضاف ہونے کے اُن مین ایک طرح کی خصوصیت آگئی۔

منادی

چھٹوین قسم منادیٰ۔ جب کسی اسم نکرہ کو حرف ندا کے ساتھ پکارتے ہین تو اُس مین بھی بسبب بُلانے کے ایک طرح کی خصوصیت آجاتی ہے جیسا اے لڑکے ذرا یہان آنا۔ یا او جانے والے میری بات سُننا۔

استفہام

استفہام کا بیان

حروف استفہام

لفظ کون اور کیا واسطے استفہام کے آتے ہین مگر لفظ کون واسطے جاندار اور بیجان
کے اور کیا واسطے بے جان کے آتا ہے جیسا کون کھڑا ہے۔ یہ کون چیز ہے
یہ کیا بات ہے اِن مین واحد اور جمع ہر دو برابر ہین۔ اور استفہام کی تین قسم
ہین۔ استخباری۔ اقراری۔ انکاری۔ استخباری جو صرف خبر پوچھنے کے واسطے
ہو۔ جیسا تمھارا کیا نام ہے اقراری وہ کہ سوال سے اقرار پایا جاتا ہو۔ جیسا
تم دانا نہین ہو تو اور کون ہو۔ اِس مثال مین مخاطب کی دانائی کا اقرار پایا جاتا ہے
کہ تم دانا ہو۔ انکاری وہ ہے جس سے اِنکار پایا جاوے جیسا کیا دنیا مین ہمیشہ
رہوگے۔ یعنے نہین۔ اور کبھی لفظ کیا جھڑکی سے بولا جاوے تو منع کا فائدہ دیتا ہے
جیسا تو کیا کام کرتا ہے۔ یعنے اس کام کو مت کر۔ اور کبھی بمعنی استغنا اور بے پروائی
کے آتا ہے جیسا مصرع ع تجھ بن بہشت پیارے مین لیکے کیا کرونگا۔ اور کبھی تعجب
کے واسطے آتا ہے جیسا کیا خوب کیا ہی نیک ہے۔ اور کبھی حسرت اور تمنا
کے لئے آتا ہے جیسا اگر مین نوکر ہو جاتا تو کیا خوب ہوتا۔ اور تبدیل لفظ استفہام
کی اسم موصول کی تبدیل کے برابر ہے یعنے واحد کے لئے کس اور جمع
کے لئے کن آتا ہے۔ جیسا کس کا گھوڑا ہے۔ کن لڑکون نے سبق یاد نہین کیا۔

حروف تنکیر

اور تنکیر کے دو لفظ ہین۔ کوئی اور کچھ جاندار کے واسطے اکثر کوئی آتا ہے
جیسا کوئی آدمی یعنے ایک غیر معین شخص۔ اور بیجان کے واسطے کچھ جیسا کچھ
چیز۔ اور کبھی دونون ایک دوسرے کی جگہ بولے جاتے ہین۔ جیسا یہ

کوئی چیز نہین۔ اور تم کچھ آدمی نہین۔ اور تبدیل کوئی کی لفظ کسی سے اور کچھ کی لفظ کسو سے ہوتی ہے جیسا کسی شخص نے کسو ملک مین وطن کیا۔

قاعدہ جب لفظ استفہام یا اسم تنکیر اور حروف معنوی کے درمیان فصل واقع ہووے یعنے انکے درمیان اور کوئی لفظ آجاوے تو بھی نثر مین انکو تبدیل کرنا واجب ہی۔ جیسا کون شخص کا صندوق ہی کی جائے مین کس کا صندوق فصیح ہے۔ اور کوئی ملک کا آدمی کی جگہ کسی ملک کا آدمی اور کچھ چیز مین کی جگہ کسو چیز مین بولنا فصیح محاورہ ہے۔ مگر ایسی جگہ نظم مین بے تبدیل بھی جایز ہی جیسا

شعر مجھ سے مت جی کو لگاؤ کہ نہین رہنے کا ٭ مین مسافر ہون کوئی دن کو چلا جاؤنگا ٭ اب اس زمانے مین یہ بھی بولنا فصیح نہین۔

فائدہ لفظ ان۔ اُن۔ جن۔ تن کن۔ اگرچہ جمع مین مگر تعظیما واحد پر بھی بولے جاتے ہین بشرطیکہ حالت فاعلی مین انکے بعد نے آوے مثلا اُن نے کہا۔ در عوض اُس نے کہا کے لیکن لفظ انھون جنھون کنھون۔ خاص جمع کیلئے ہین۔

فائدہ اسماء ضمائر یا اسماء اشارہ یا اسماء موصول اور لفظ استفہام یا اسم تنکیر کی تبدیل کے واسطے حروف معنوی کا ہونا ضرور ہی خواہ مذکور ہووین جیسا آگے کے مثالون مین گذرا۔ یا مقدر جیسا اسقدر جسقدر کسقدر کہ اصل مین یہ قدر۔ جو قدر۔ کیا قدر۔ تھے مگر حرف سے یا مین پوشیدہ رہنے کے سبب تبدیل ہوگئے۔ اسیطرح آگے جاؤ مین بسبب مقدر رہنے لفظ کو کے لفظ آگا

مین تبدیل ہوگئی جو اصل مین آگے کو جاؤ تھا۔

فائدہ ان پانچ الفاظ یعنے یہ۔ وہ۔ جو۔ تو۔ کیا۔ پر حروف ان۔ ین ب۔ د۔ دھر۔ ون۔ سا۔ تا۔ تنا زیادہ کرنے سے پانچون تبدیل پاتے ہین۔ اور ظرف زمان۔ و مکان۔ اور سمت اور طور اور تشبیہ اور مقدار کا فائدہ دیتے ہین چنانچہ لفظِ یہ وہ۔ جو۔ تو۔ کیا کے آخر ان یا ین زیادہ کرنے سے ظرف مکان کا فائدہ حاصل ہوتا ہے اور لفظِ ب یا د کے بڑہانے سے فائدہ ظرف زمان کا اور لفظِ دھر کے داخل کرنے سے فائدہ سمت مکان کا اور لفظِ ون کے لانے سے فائدہ طور اور استفسار یا اظہار سبب کا اور لفظِ سا کے لانے سے فائدہ تشبیہ کا اور لفظِ تا یا تنا۔ کے لانے سے قدر اور اندازے کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ جیسا۔

جو حروف بڑہاتے ہین	یہ	وہ	جو	تو	کیا	جسکا فائدہ دیتے ہین	تبدیل کی کیفیت
ان	یہان	وہان	جہان	تہان	کہان	ظرف مکان	حرف اول مفتوح ہو اور لفظ جو اور تو مین واؤ اور کیا مین یا حرف ہ سے بدل ہوگئے ہین۔
ین	یہین	وہین	〃	〃	کہین	ایضاً	لفظ کیا مین یا ہ ہوگئی۔
ب	اب	〃	جب	تب	کب	ظرف زمان	لفظ جو تو اور کیا مین وا داور یا حذف ہوگئے ہین۔
د	〃	〃	جد	تد	کد	ایضاً	لفظ جو تو اور کیا مین وا واور یا حذف ہوگئے ہین۔
دھر	اِدہر	اُدہر	جدہر	تدہر	کدہر	سمت مکان	یہ اور وہ مین ہ محذوف ہوگئی۔ اور بجائے ی کے الف مکسور۔ اور بجاے و کے الف مضموم رہگیا اور جو تو مین سے واو گرگیا۔ اور لفظ کیا مین الف گرگیا۔

جو حروف بڑھاتے ہین	یہ	وہ	جو	تو	کیا	جسکا فائدہ دیتے ہین	تبدیل کی کیفیت
ون	یون	دون	جون	تون	کیون	طور استفسار یا اظہار	یہ اور وہ کی ہ جو اور تو کا واؤ ساقط یہ کی ی مضموم ہوگئی ہے کیا مین الف گر گیا۔
سا	ایسا	ویسا	جیسا	تیسا	کیسا	تشبیہ	یہ اور وہ مین ہ ی سے بدل گئی ہے اور یہ کی ی اور وہ کا واو الف مفتوح سے بدل گیا ہے اور جو تو مین و ی سے بدل گیا ہے اور کیا مین الف گر گیا۔
تا	اِتّا	اُتّا	جِتّا	تِتّا	کِتّا	قدر و انداز	تبدیل اُسکی مثل اوپر کے ہی
تنا	اِتنا	اُتنا	جِتنا	تِتنا	کِتنا	ایضاً	ایضاً

اسم صفت اور غیر صفت کا بیان

جاننا چاہیئے کہ اگر کسی اسم سے فقط ذات سمجھی جاوے بغیر معنیٰ وصفی کے تو وہ اسم ہے جیسا زید۔ رام۔ لچھمن۔ کمان۔ تیر۔ جھاڑ۔ وغیرہ اور اگر کسی اسم مین معنیٰ وصفی پا یا جاوے تو اسکو **صفت** کہتے ہین جیسا بھلا۔ بُرا۔ نیک۔ بد۔ وغیرہ پس صفت کی دو قسمین ہین ایک **مفرد** جیسا اچھا بھلا۔ برا۔ کالا۔ پیلا۔ موٹا۔ پتلا۔ سیدھا۔ تیڑھا۔ سُرخ۔ سفید۔ ہرا وغیرہ دُوسری **مرکب** جو کوئی اسم حروف زوائد لانے سے صفت بن جاوے۔ اور صفت مرکب کی دو قسمین ہین۔

پہلی قسم یہ کہ زوائد اسکے آخر مین آوین جیسا اِس جدول سے ظاہر ہے۔

اسم صفت اور غیر صفت

حروف زوائد	اصل	صفت	حروف زوائد	اصل	صفت
ا	بھوکھ	بھوکھا	انہ	طفل	طفلانہ
آور	زور	زورآور	بند	ہتھیار	ہتھیاربند
اڑی	کھیل	کھلاڑی	دار	وفا	وفادار
سار	کوہ	کوہسار	گیر	دل	دل گیر
گین	غم	غمگین	لو	جھگڑا	جھگڑالو
لا	پیچھا	پچھلا	مند	دولت	دولتمند
نا	دو	دونا	ناک	ہول	ہولناک
و	دیدار	دیدارو	اک	دوڑ	دوڑاک
وار	سوگ	سوگوار	ور	نام	نامور
ہ	دوسال	دوسالہ	ی	بازار	بازاری
یا	دکھ	دکھیا	یل	دودھ	دودھیل
یلا	رنگ	رنگیلا	ین یا ینہ	چوب	چوبین یا چوبینہ
گون	نیل	نیلگون	فام	زعفران	زعفران فام
وش	برق	برق وش	وار	مردانہ	مردانہ وار
گر	شیشہ	شیشہ گر	گار	گنہ	گنہ گار

اور کبھی صفت مرکب دو اسم سے ہوتی ہے جیسے منہ زور - جفا کار وغیرہ

دوسری قسم یہ کہ زوائد شروع مین داخل کرین جیسا اس جدول مین ہی۔

صفت	اصل	حروف زوائد	صفت	اصل	حروف زوائد
با وفا	وفا	با	ان دیکھا	دیکھا	ان
بد نام	نام	بد	بے صبر	صبر	بے
لا علم	علم	لا	کم بخت	بخت	کم
ہم عمر	عمر	ہم	ناخوش	خوش	نا
سوڈول	ڈول	سو	کوڈول	ڈول	کو

اسم سالم اور غیر سالم کا بیان

واضح ہو کہ باعتبار تبدیل اور عدم تبدیل کے اسم کی دو قسمین ہین سالم اور غیر سالم اور بعضے سالم کو غیر منصرف بولتے ہین اور غیر سالم کو منصرف کہتے ہین۔

اسم سالم کے بیان مین یعنے جو تبدیل نہین ہوتے

اسم سالم یا غیر منصرف وہ ہے جسکے آخر الف یا ہ اصلی نہو اسکے صیغہ وحد مین بسبب آنے حروف معنوی یا اسما ظروف کے تبدیل نہین ہوتی جیسا مرد نے عورت کو کہا کہ ایک چٹھی سبز جلد کی کتاب مین سے نکال کر لڑکے کے پاس بھیجے۔ اس مثال مین حروف معنوی آنے سے کچھ تبدیل نہین ہوئی۔ اور ملکہ نے فرمایا کہ خدا کے فضل سے سب طرح خیریت ہی۔ اگرچہ ملکہ کے آخر ہ موجود ہی لیکن لفظ ملکہ بباعث ہونے ہ زائدہ علامت مونث کے اور لفظ خدا بسبب ہونے اسم علم کے تبدیل نہوا۔

اسم غیر سالم کے بیان مین یعنے جو تبدیل ہوتے ہین

اسم غیر سالم یا منصرف اسکو کہتے ہین جسکے آخر **الف یا ہاے** مختفی اصلی ہووے
اور اُسکے صیغۂ واحد مین بسبب آنے یا مقدر رہنے حروف معنوی یعنے علامت فاعل
یا اسم مفعول یا اضافت یا ظرفیت یا تمیز یا حرف ندا کے ہ ساتھ ے مجہول
کے بدل جاوے خواہ وے اسم جامد ہون جیسا ۔ لڑکا لڑکے نے ۔ لڑکے کو
لڑکے کا لڑکے مین لڑکے سے ۔ اے لڑکے ۔ بندہ بندے نے بندے
کو بندے کا بندے مین بندے سے ۔ ای بندے خواہ مصدر یا اسم
صفت یا مشتق ہون جیسا کرنا اور اچھا اور عمدہ اور پڑہنے والا اور لکھا
کہ حروف معنوی آنے سے کرنے کو اور اچھے سے وغیرہ بولینگے ۔ لیکن اس
مین شرط یہ ہے کہ اسم مذکور جسکے آخر مین الف ہو وہ دوسری زبان کا یعنے عربی و
فارسی کا نہو ورنہ تبدیل نہوگی جیسے دعا اور قضا اور غذا اور جزا اور خدا اور پیدا
اور مرزا اور جدا ۔ دریا ۔ ہوا ۔ بسترا کہ چار اول عربی ہین اور باقی فارسی ۔ پس اسطرح کے
الفاظ پر حروف معنوی کے آنے سے تبدیل نہوگی جیسا کہتے ہین قضا سے چارہ نہین
قضے سے کہنا خطا ہے ۔ اور اس قاعدہ سے چند الفاظ ہندی کے بھی علیحدہ ہین جیسا
دیا ۔ داتا ۔ ماتا ۔ پتا ۔ بابا ۔ کبتا (شاعر) ۔ چچا ۔ پھوپا ۔ اما ۔ بوا ۔ بینا ۔ وغیرہ
فائدہ جب ایک مرکب مین کئی اسم قابل تبدیل جمع ہون تب ایک حرف
معنوی کے آنے سے سب کی تبدیلی ہوجایگی مگر شرط یہ ہے کہ ان سب اسمون پر
حروف معنوی کا اثر ہووے جیسا اپنے چھوٹے لڑکے کو بُلاؤ ۔

فائدہ تبدیلِ اسما کے واسطے حروفِ معنوی کا ہونا بہت ضرور ہے خواہ وے حروف ظاہر مین مذکور ہووین جیسا آگے کے مثالون سے معلوم ہُوا۔ یا عبارت مین مذکور نہووین۔ اور انکے معنے ہی لئے جاوین جیسا لڑکے کتاب آگے رکھو اسمین علامتِ ظرفیت اور حرفِ ندا دو نون پوشیدہ ہین اور انکے معنے لینا بہت ضرور ہے یعنے اے لڑکے آگے کو یا آگے مین کتاب رکھو۔ بخلاف اُسکے کہ میرا گھوڑا لاؤ یہان علامت مفعول کی ہونا اور اسکے معنے لینا بہت ضرور نہین اسیطرح زبانِ فارسی اور عربی کے حروفِ معنوی آنے سے بھی اسما تبدیل ہو جاتے ہین جیسا مدراس سے تا کلکتے تار برقی لگایا گیا۔

فائدہ حروفِ اضافت اور حروفِ تشبیہ اور صفاتِ عددی مین بھی حروفِ معنوی کے سبب تبدیل ہوتی ہے جیسا زید کا گھوڑا۔ زید کے گھوڑے کو۔ اور مجھ سا غریب لڑکا۔ مجھ سے غریب لڑکے کو اور دسوان لڑکا۔ دسوین لڑکے کو۔ ان تینون لفظون مین حروف معنوی کے سبب الف یائے مجہول سے بدل گیا

اسمون کی تذکیر و تانیث کا بیان

باعتبار جنس کے اسم کی دو قسمین ہین مذکر اور مؤنث پھر اسکی دو قسمین ہین حقیقی و غیرِ حقیقی مذکر حقیقی جاندار نرکو کہتے ہین جیسا گھوڑا اور مرد اور مؤنث حقیقی جاندار مادہ کو جیسا گھوڑی۔ اور عورت پس ان الفاظ مین جو جنس کے واسطے موضوع ہین تفرقہ کے واسطے الف مذکر مین اور ی معروف

تذکیر و تانیث اسماء

مونث مین زیادہ کرتے ہیں۔ جیسا مرغا۔ مرغی۔ اور ہرنا۔ ہرنی۔ کہ لفظ مرغ اور ہرن جنس پر بولا جاتا ہی خواہ مذکر ہو یا مونث مگر الف سے مذکر اور ی معروف سے مونث بناتے ہین۔ اور کبھی بطورِ فارسی مذکر کی تمیز کے لئے لفظ نر اور مونث کی پہچانت کے واسطے لفظ مادہ زیادہ کرتے ہین جیسے نرگاؤ۔ اور مادہ گاؤ۔ شیر نر۔ شیر مادہ۔ اور علاماتِ مفصلۂ ذیل بھی واسطے مونثِ حقیقی کے آتی ہین

علامات تانیث	مذکر	مونث	علامات تانیث	مذکر	مونث
ہ	ملک	ملکہ	ی	بکرا	بکری
ن	سنار	سنارن	نی	لہار	لہارنی
انی	مہتر	مہترانی	ین	بنیا	بنیاین
این	پنڈت	پنڈتاین	ا	نایک	نایکا

ۃ الفاظ عربی مین تانیث کیلئے آتی ہی

اور مذکرِ غیر حقیقی بے جان نر کو کہتے ہین جیسا ورق۔ لشکر۔ تخت۔ آسمان مونث غیر حقیقی بیجان مادہ کو جیسا کتاب۔ اور اِن دونون کی دو قسمین ہین اوّل سماعی کہ اہلِ زبان سے مسموع ہو اور کوئی قاعدہ اُسکے واسطے مقرر نہو جیسے کاغذ اور ورق کہ انکے مذکر ہونیکے واسطے بجز اسکے کہ اہلِ زبان مذکر بولتے ہین اور کوئی قاعدہ نہین۔ دوسری قیاسی کہ مذکر یا مونث ہونیکے واسطے کوئی قاعدہ ہووے۔ جاننا چاہئے کہ اردو مین مذکر و مونث کی پہچانت بہت دشوار ہی اور اِنکے واسطے قاعدۂ کلیہ بہت کم ہی پھر بھی قواعدِ مفصلۂ ذیل مذکر

و مونث کے واسطے پائے جاتے ہیں کہ وے اگرچہ کُلیہ نہیں تاہم اکثریہ ہیں۔

مذکر و مونث کی پہچانت کے قاعدے

قاعدہ جن اسمون کے آخرین ا یا ہ اصلی ہووے خواہ وہ اسم ہندی ہوں یا فارسی یا عربی اکثر مذکر ہین جیسا کپڑا۔ دریا۔ صحرا۔ پردہ۔ بندہ۔ خانہ۔ مباحثہ۔ محکمہ وغیرہ

قاعدہ سولے اسم پیشہ والوں کے جن اسمون کے آخر ی معروف اصلی ہوگی وے اسم **مونث** ہوتے ہین جیسا۔ گھوڑی۔ روٹی۔ چوکی۔ پگڑی۔ چلچی۔ کرسی وغیرہ۔ مگر چند الفاظ پانی۔ جی۔ گھی۔ دہی۔ موتی۔ دادی۔ افعی مذکر ہین۔

قاعدہ جو لفظ عربی تفعیل کے وزن پر ہوگا وہ **مونث** ہی سولے لفظ تعویذ اور تمکین کے جیسے تقدیر۔ تدبیر۔ تحریر۔ تقریر۔ تفصیل۔ تخصیص۔ توضیح وغیرہ۔

ف یہان وزن سے وزنِ صرفی غرض ہی۔

قاعدہ جن اسم کے آخر ت دراز مصدرِ عربی کی یا ٹ حاصل مصدر ہندی کے آوے وہ بھی **مونث** ہی جیسے قدرت۔ خلقت۔ موافقت۔ سجاوٹ۔ بناوٹ۔ مگر شربت و خلعت۔ لغت اور حضرت مذکر ہی۔ ف

قاعدہ جو لفظ کہ اسکے آخرین ش ماقبل مکسور یعنے علامتِ حاصل مصدر فارسی ہو وہ بھی مونث ہوگا جیسے بخشش۔ خواہش۔ آزمایش۔ کوشش وغیرہ۔ اسیطرح اور قسم کے حاصل مصدر فارسی کے بھی اکثر مونث بولے جاتے ہین جیسے نوشت خواند۔ آمد و رفت۔ گفتگو۔ جستجو۔ گفتار۔ رفتار۔ آسودگی وغیرہ

سوا لسے بند و بست سوز و گداز۔ خواب و خور۔ خور و پوش وغیرہ کے ہندی کے حاصل مصدر بھی اکثر مونث ہی ہوتے ہین جیسے چھیڑ۔ اور دوڑ وغیرہ۔ جن اردو الفاظ کے آخر س ہو خواہ وہ مصدری ہو یا نہو مونث بولے جاتے ہین جیسے کھٹاس اور ہگاس

قاعدہ جس مصدر یا حاصل مصدر عربی مین آخر کو **الف** ہو وہ **مونث** ہی جیسے دعا۔ تمنا۔ وفا۔ سزا۔ وغیرہ سوا تماشا اور تقاضا کے۔

قاعدہ حروف تہجی مین سترا حرف **مونث** ہین ب پ ت ٹ ث چ ح خ ر ڑ ز ژ ط ظ ف ہ ی۔ بارا مذکر ہین ا س ش ص ض ع غ ق ک گ ل ن۔ اور چھے مختلف فیہ ج د ڈ ذ م و ن چھے ہین مصنف مفید الشعرا د اور ذ کی تانیث کے قائل ہین اور ج م اور و کو مذکر کہتے ہین

قاعدہ جس اسم واحد مذکر حقیقی متبدلہ کے آخر **الف** ہوے حالت تانیث مین اکثر اس الف کو ی معروف یا **یا** سے بدلتے ہین جیسا لڑکا۔ لڑکی۔ بوڑھیا۔ اور کبھی **ن** کے ساتھ جیسا کنجڑا۔ کنجڑن۔ اور جس اسم مذکر جاندار کے آخر ہ یا **ی** معروف ہووے اس ہ یا ی کو **ن** کے ساتھ تبدیل کرتے ہین جیسا گوالہ۔ گوالن دھوبی دھوبن

ف جس لفظ کی تذکیر و تانیث مین شک ہو اسکو مذکر استعمال کرنا بہتر ہی۔ اور جو مشترک ہین جیسے بلبل۔ فکر۔ جان۔ انکو مونث بولنا فصیح ہی **ف** بعض اسمون کے مونث خلاف قیاس آتے ہین جیسے راے اور راجہ کی مونث رانی۔ ماموں کی ممانی بھائی کی بہن یا بھابی خان کی خانم بیگ کی بیگم بلک کی ما

اسمون کی حالت کا بیان

جاننے کہ اسم کی پانچ حالتین ہین حالتِ فاعلی حالتِ مفعولی حالتِ اضافت حالتِ جری۔ حالتِ ندا

حالتِ فاعلی پہلی حالتِ فاعلی یہہ کہ وہ اسم کسی فعل کا فاعل یعنے کرنے والا ہو یا اُس اسم مین فعل قائم ہو جیسا لڑکا لکھتا ہی۔ گھوڑا دوڑتا ہی۔ زید نے مارا۔ لڑکے نے قلم بنایا۔ اسکی علامت فعل متعدی کے ماضیون مین سوے ماضی استمراری کے نے ہی

حالتِ مفعولی دوسری حالتِ مفعولی یہہ کہ اُس اسم پر فاعل کا فعل واقع ہوا ہو۔ اسکی علامت کو۔ کے تئین یا ے مجہول اور ین ہی جیسا اُسنے زید کو مارا عمر کو تئین کہا۔ مجھے دیا۔ ہمین مارا۔ اور کبھی علامت مفعول کی حذف ہوتی ہی جیسا اسکا گھوڑا لاؤ۔

حالتِ اضافی تیسری حالت اضافت وہ کہ ایک اسم دوسرے کے ساتھہ نسبت یا علاقہ رکھتا ہو۔ اور علامتِ اضافت کا۔ کے۔ کی۔ را۔ رے۔ ری۔ نا۔ نے۔ نی۔ ہین جیسا سوداگر کا بیٹا۔ سرکار کے گھوڑے۔ نوکر کی پگڑی۔ میرا گھر۔ اپنا حق۔ اور جو اسم علامتِ اضافت کے آگے ہو اسکو مضاف الیہ اور جو بعد ہو اسکو مضاف کہتے ہین

حالتِ جری چوتھی حالت جری یعنے کہ اسکے پیچھے کوئی حرفِ جر ملا ہووے جیسا گھر کو۔ گھر سے۔ گھر مین۔ گھر پر۔ وغیرہ۔

حالتِ ندا پانچوین حالت ندا یعنے وہ اسم کہ پکارا گیا ہو جیسا اے لڑکے۔ اے مردو۔ وغیرہ۔

اسم کی وحدت و جمعیت کا بیان

وحدت و جمعیت کا بیان باعتبار تعداد کے اسم کی دو قسمین ہیں۔ واحد۔ جمع۔

واحد وہ ہی جو ایک فرد کی ذات پر دلالت کرے جیسے مرد۔ عورت۔ کتاب۔ پیالہ وغیرہ

جمع وہ ہی جو ایک سے زیادہ افراد پر دلالت کرے مثلاً مردون نے کتابون کو
عورتون کے سامنے رکھا۔ اور اسم کی جمع کی علامت اردو مین پانچ ہین **واو**
مجہول **وَن** یعنے واوِ مجہول بانونِ غنہ اور ے مجہول اور **ین** بانون غنہ
اور **الف نون غنہ**۔ اِن علامتون کے استعمال کے تین قاعدے ہین

جمع بعلامت واو مجہول

قاعدہ پہلا ہر ایک اسم کسی طرح کا ہو یعنے خواہ وہ اسم مذکر ہووے یا مونث
حالتِ ندا مین واو مجہول سے جمع ہوتا ہی اور اگر وہ غیر سالم ہو تو آخر کا **الف**
یا ہ گر جاویگی جیسا او مردو۔ لڑکو۔ عورتو۔ بندو وغیرہ۔

جمع بعلامت واو نون

قاعدہ دوسرا جب کسی اسم کے آخر کوئی حرفِ معنوی آوے تب اُسکی جمع
واو نون سے کیجاتی ہی اگر وہ غیرِ سالم ہو تو آخر کا الف یا ہ ساقط ہو جاویگی
جیسا مردون نے۔ بندون کا۔ لڑکون کو۔ ساقیون سے۔ کتابون مین۔ اور
اسم کے ماقبل آخر کو حرکت ہوگی تو وہ ایسی جمع مین دور ہوجائیگی۔ اور یہہ قاعدہ
ندا مین بھی ہوگا جیسے نوکرون کو۔ چاکرون سے۔ یا او نوکرو۔ اور چاکرو۔ کہ مفرد
نوکر اور چاکر بفتحۂ کاف ہین اور جمع بسکونِ کاف۔ ف

ف دوسرے قاعدہ کا عمل حالت فاعلی و حالت مفعولی اور حالت جری و حالت اضافی مین ہی جب کہ انکے علامات ہوون ۱۲

جمع بعلامت ے مجہول

قاعدہ تیسرا یہہ کہ جمع کے بعد حروف معنوی نہ آوین۔ پس جن اسما کے آخر
مین الف یا ہ ہوگی یعنے وہ اسما منصرف ہون تو انکی جمع حالت فاعلی اور
مفعولی مین **ے** مجہول سے ہوویگی جیسا لڑکے آئے۔ اور شربت کے
پیالے پئے۔ اور اگر منصرف یعنے غیر سالم تو اسکے دو حال ہونگے

یا یہہ کہ اسما مذکر ہین یا مونث۔ اگر مذکر ہین تو مذکور حالتون مین اُنکی جمع کی کچھہ حاجت
نہین فقط اُنکے افعال۔ یا ضمائر اُنکے بعد جمع مین لاوینگے جیسا مرد آئے۔ ہم
برتن خریدے۔ اور انکو فروخت کر دئے۔ اور اگر مونث ہین تو دیکھین کہ
انکے آخر مین **ی** معروف ہی یا نہین اگر ہو تو اسکی جمع حالت فاعلی اور حالت
مفعولی مین **ان** کے ساتھہ ہوگی۔ جیسا روٹی کی جمع روٹیان۔ اور تختی کی جمع
تختیان۔ اگر ی معروف نہو انکی جمع مذکور حالتون مین **ین** یاے مجہول اور
نون غنہ کے ساتھہ ہوتی ہی مثلاً کتاب کی جمع کتابین جیسا کتابین رکھی ہین۔
کتابین لے آو۔ اپنی کتابین لو **ف** اکثر اسماے عدد یا اسماے ظروف
کے آخر **ون** علامت جمع زیادہ کرنے سے فائدہ حصر یا کثرت کا ہوتا ہی
بشرطیکہ ان اسما کے بعد حروف معنوی نہون جیسا چارون بھائی آئے۔ ہزارون
علم پڑہے۔ برسون گذر گئے۔

ف حروف اضافت اور تشبیہ حالت تذکیر اور تانیث اور وحدت اور جمعیت مین
اپنے مضاف اور مشبہ بہ کے موافق ہوتے ہین جیسا ہندہ کا قلمدان۔ زید کی کتاب
اور خالد کی کتابین۔ شہر مین زید سا عاقل نہین اور ہندہ سی بیوقوف کوئی
عورت نہین **ف** اُن اسماے صفات جنکے اخیر الف یا ہ ہو اور بدلتے ہون
انکی تذکیر و تانیث اور وحدت و جمعیت موافق موصوف کے ہوتی ہین جیسا
اچھا لڑکا۔ اچھی لڑکی۔ اچھی لڑکیان۔ بیچارہ مرد۔ بیچاری عورت۔ بیچارے

کیفیت جمع فارسی

مرد بیچاری عورتین ۔

ف جب کسی اسم غیر منصرف کے شروع مین عدد واقع ہوون تو اسکی جمع کی حاجت نہیں ۔ جیسا چار کتاب ہین ۔ اگرچہ یون بھی درست ہی کہ چار کتابین ہین ۔

ف صیغۂ جمع فارسی اور عربی بھی اردو مین مستعمل ہین ۔ اور فارسی مین اکثر ذی روح کی جمع ان سے ہوتی ہی اور غیر ذی روح کی جمع ہا سے آتی ہی جیسا مردان کتابہا وغیرہ اور کبھی برعکس اسکے بھی جمع کرتے ہین سخنان ۔ اور مردہا ۔ اور عربی کی

جمع سالم

جمع دو قسم پر ہی ایک سالم جسمین واحد برابر رہے ۔ اور وہ مذکر کے واسطے ون یا ین سے بنتی ہی جیسے ناظمون ۔ ناظمین ۔ اور مونث کے واسطے ات لگاتے ہین جیسا مکانات ۔ موجودات ۔ اور یہہ جمع فارسی الفاظ مین بھی مستعمل ہی جیسا کاغذات ۔ اور جس اسم فارسی کے اخیر مین ہ مختفی ہوتی ہی وہ ایسی جمع مین جیم سے بدل جاتی ہی ۔ جیسا نامہ سے نامجات اور تھانہ سے تھانجات ۔ دوسری

جمع مکسر

جمع مکسر کہ مفرد کی حرکات اور ترتیب بدل جاوے ۔ اسکے بہت وزن ہین گر اردو مین اکثر یہ اوزان مروج ہین جو اس نقشے مین معہ مثال مذکور ہوتے ہین ۔

نقشۂ اوزان جمع اسمائے عربی مستعملۂ اردو							
وزن جمع	واحد	جمع	معنی واحد	وزن جمع	واحد	جمع	معنی واحد
افعال	لطف	الطاف	مہربانی	فعول	ظرف	ظروف	برتن
فِعَل	فرقہ	فِرَق	گروہ	فُعُل	رسول	رُسُل	پیغامبر

وزن جمع	واحد	جمع	معنی واحد	وزن جمع	واحد	جمع	معنی واحد
۵ فِعَال	صغیر	صِغار	چھوٹا	۶ اَفْعِلَہ	مکان	اَمْکِنہ	گھر
۷ فُعّال	حاکم	حُکّام	حکومت کرنیوالا	۸ فُعَلاء	غریب	غُرَباء	محتاج
۹ فَعَلَہ	طالب	طَلَبہ	چاہنے والا	۱۰ فِعْلان	اَخ	اِخْوان	بھائی
۱۱ اَفْعِلاء	ولی	اولیاء	صاحب	۱۲ فعائل	خصلت	خصائل	عادت
۱۳ مَفاعِل	مسجد	مساجد	عبادتگاہ	۱۴ مفاعیل	مفتاح	مفاتیح	کنجی
۱۵ افاعل	اکبر	اکابر	بزرگ	۱۶ افاعیل	اقلیم	اقالیم	مُلک
۱۷ فواعل	کوکب	کواکب	ستارہ	۱۸ فعالیل	قندیل	قنادیل	قندیل
۱۹ تفاعیل	تصویر	تصاویر	صورت	۲۰ فعالین	سلطان	سلاطین	بادشاہ

ف کبھی اہلِ اُردو صیغہ جمع عربی پر بھی علامت جمع عربی یا اردو زیادہ کرتے ہین جیسے کواغذات۔ اخراجات۔ انبیاؤن۔ اولیاؤن۔ پس ایسی جمع کو جمع الجمع کہا چاہئے۔

اسم تصغیر کا بیان

اسمِ تصغیر وہ ہی جس مین معنے چھوٹائی کے لئے جاوین۔ اُردو مین کوئی خاص قاعدہ تصغیر کا نہین مگر اکثر ہندی الفاظ کو جنکے آخر مین ا یا ہ ہو ی معروف سے بدلتے ہین جیسا کٹورا سے کٹوری۔ پیالہ سے پیالی۔ چند حروف اسم کے آخر مین زیادہ کرنے سے اسم تصغیر بن جاتا ہی۔ جیسا اِس نقشے مین ہی

نقشہ ترکیب اسم تصغیر

حروف تصغیر	اصل	اسم تصغیر	حروف تصغیر	اصل	اسم تصغیر
ا	گھوڑی	گھڑیا	ی	کٹورا	کٹوری
وا	مرد	مردوا	یا	آنکھ	آنکھیا
چی	دیگ	دیگچی	ڑی	پلنگ	پلنگڑی
وٹا	ہرن	ہرنوٹا	یتا	برہمن	برہمنیتا
یل۔یلا	مور	موریلا	یچہ	باغ	باغیچہ
ک	مرد	مردک	چہ	صندوق	صندوقچہ

اور غرض تصغیر سے وصف وعزت یا تحقیر یا پیار ہوتا ہے مثلاً دیگچی بیان وصف ہے کہ دیگ سے چھوٹی ہے۔ اور مردک حقارت کرنے کے واسطے ہے۔ اور بچوا پیار کے طور سے بولا جاتا ہے۔

اسم کی طرف نسبت کرنیکا بیان

یاے معروف آخر اسم مین یا آخر صفت مین لگانے سے نسبت اُس اسم یا صفت کی طرف ہو جاتی ہے جیسا فارسی یعنے منسوب بفارس شیرینی منسوب بہ شیرین۔ یہ قاعدہ فارسی اور عربی اسمار مین جاری ہے۔ اردو مین **والا** یا **کا** لگاتے ہین جیسا مدراس والا۔ بنگلور کا۔ پس اگر کسی اسم کے آخر مین **ی** ہو تو یاے نسبتی لگانے سے وہ واو ہو جاویگی۔ جیسا دہلی سے دہلوی اسیطرح

اگر آخر مین ہاے مختفی ہو جیسے تھانہ سے تھانوی۔ اور کبھی ہ کو حذف کرتے ہین جیسا بنگالہ سے بنگالی۔ اور اگر کسی اسم کے آخر مین الف ہو حالت نسبت مین اُس کو واو سے بدل کرتے ہین یا یے کے آگے ایک ہمزہ زیادہ کرتے ہین جیسا مصطفیٰ سے مصطفوی یا مصطفائی۔ اور فارسی مین ین اور ہ اور انہ علامت نسبت ہین جیسے نمکین اور یکسالہ اور ماہانہ۔

باب دوسرا نحو مین

نحو وہ علم ہے جس سے ترکیب کلمات یعنے مفردونکو ملا کر کلام بنانا آجاوے اور اُس کا کوئی کلمہ کسطرح کا ہے فاعل یا مفعول یا مبتدا یا خبر وغیرہ معلوم ہو جاوے اور غرض اِس علم سے یہ ہے کہ کلام کے معنے دُرستی سے سمجھ لئے جاوین اور موضوع علم نحو کا کلام ہے۔ کلام کو مرکب تام اور جملہ اور مرکب مفید بھی کہتے ہین

مرکب اُسکو کہتے ہین کہ دو کلمون یا زیادہ سے بنے اور ہر ایک جزو اُس کا اپنے اپنے معنے بتلاوے۔ مرکب کی دو قسمین ہین۔ مرکب مفید۔ مرکب غیر مفید

مرکب مفید وہ ہے جسکے سننے سے سامع کو فائدہ تام حاصل ہو جاوے یعنے سامع کو اور بات سننے کا کچھ انتظار باقی نرہے جیسے زید کا غلام آیا۔ اور

مرکب غیر مفید وہ ہی جسکے سننے سے سننے والے کو فائدہ کامل نہو بلکہ منتظر اور بات سننے کا رہے۔ اُس کو مرکب ناقص بھی کہتے ہین۔ جیسے زید کا غلام۔

مرکب ناقص

مرکب اضافی

فصل پہلی مرکبات ناقصہ یعنے مرکب غیر مفید کے بیانمین

مرکب ناقص ہمیشہ جملے کا جز و ہوا کرتا ہے۔ بدون اور چیز کے ملے کلام نہین ہوسکتا۔ اسی واسطے اسکا اور مفرد کا ایک ہی حکم ہے۔ آور اسکی چار قسمین ہین۔ مرکب اضافی۔ مرکب توصیفی۔ مرکب امتزاجی۔ مرکب غیر امتزاجی۔

مرکب اضافی کا بیان

مرکب اضافی وہ ہے کہ مضاف اور مضاف الیہ سے مرکب ہو۔ ایک اسم کو دوسرے کی طرف نسبت کرنے کو اضافت کہتے ہین۔ آور جس اسم کی طرف نسبت کی جاوے اسکو مضاف الیہ کہتے ہین اور جو اسم نسبت کیا جاوے۔ اُس کو مضاف کہتے ہین۔ اردو مین مضاف الیہ اکثر مضاف سے پہلے آتا ہے مثلاً زید کا گھر۔ اسمین گھر کو زید کی طرف نسبت کئے اسواسطے گھر مضاف ہے۔ اور زید مضاف الیہ۔ اور یہ دونون ملکر مرکب اضافی کہلاتے ہین۔ اور ہمیشہ جزر جملہ ہوتے ہین۔ علامت اضافت کی اُردو مین نو ہین کا۔ کے۔ کی۔ رَا۔ رے۔ ری۔ اور نا۔ نے۔ نی۔ اور یہ علامتین اضافت کی ہمیشہ مضاف الیہ کے آخر آتی ہین۔ آور علامتین اضافت کی تذکیر اور تانیث اور وحدت اور جمعیت مین مضاف کے موافق ہوتی ہین۔ جب مضاف واحد مذکر ہو تو یہ نو علامتین الف کے ساتھ ہوتی ہین۔ جیسا زید کا گھر۔ اور میرا کام۔ اور مضاف جمع مذکر ہو تو ے مجہول کے ساتھ جیسے زید کے گھوڑے۔ اور تمھارے بیل۔ آور

جب مضاف مونث ہو تو خواہ واحد ہو یا جمع ی معروف کے ساتھ جیسے خالد کی کتاب۔ اور ہماری باتین۔ فارسی مین برخلاف اُردو کے اکثر مضاف پہلے آتا ہے۔ اور اُسمین مضاف کے آخر کسرہ علامتِ اضافت ہوا کرتا ہے۔ جیسے غلامِ زید۔ جاننے کہ اگر مضاف الیہ معرفہ ہو تو مضاف بھی معرفہ ہو جاتا ہے۔ جیسے زید کا غلام۔ غلام کا لفظ نکرہ تھا جب اُسکو زید کی طرف مضاف کیا تو معرفہ ہوگیا۔ اور اگر مضاف الیہ نکرہ ہو تو مضاف مین ایک طرح کی خصوصیت آجاتی ہے جیسے مرد کی کتاب۔ کتاب لفظِ عام تھا جب اسکو مضاف کیا مرد کی طرف جو نکرہ ہے تو اُس مین ایک طرح کی خصوصیت آگئی یعنے مرد کی کتاب ہے عورت کی نہین۔ اضافت معنی کے اعتبار سے چار قسم کی ہوتی ہے۔

اوّل **تخصیصی**۔ وہ کہ مضاف الیہ کے لئے مضاف خاص ہو جاوے جیسے میرا دوست

دوسری **تملیکی** جسمین مضاف مِلک ہو مضاف الیہ کی جیسے میری کتاب۔

تیسری **بیانی** کہ مضاف الیہ بیان ہو مضاف کا یعنے دونون ایک ہو سکتے ہون جیسے لوہے کی سیخ۔ یہان لوہا بیان ہے سیخ کا۔ اور دونون ایک ہو سکتے ہین۔ اور اضافتِ **توضیحی** بھی اِسمین داخل ہے جسکو بعضے لوگ جُدا سمجھتے ہین۔

چوتھی **ظرفی** جسمین مظروف مضاف ہو۔ اور ظرفِ زمان یا مکان مضاف الیہ جیسے دریا کا پانی

مرکب توصیفی کا بیان

مرکب توصیفی وہ ہے جو صفت اور موصوف سے ملکر بنے۔

صفت وہ ہے جو اپنے موصوف کی کچھ کیفیت یا خاصیت خواہ وہ اچھی ہو یا بُری ظاہر کرے۔

اور **موصوف** وہ اسمِ ذات ہے جسکی بھلائی یا بُرائی یا اور کسی قسم کی خاصیت بیان کی جاوے۔ جیسے اچھا آدمی اور مین ناتوان۔ اسمین آدمی اور مین موصوف ہین اور اچھا اور ناتوان صفت۔ اُردو مین فصیح محاورہ یہ ہے کہ صفت پہلے آوے جیسے اچھا آدمی۔ اور فارسی مین موصوف مقدم ہوتا ہے تو اُس پر کسرہ پڑھتے ہین جیسے ترکیب اضافی مین پڑھتے تھے جیسے مردِ نیک۔ ورنہ آخر کو ساکن پڑھینگے جیسے نیک مرد۔ اور وہ اسماے صفات جنکے آخر مین الف یا ہ ہو تو تذکیر و تانیث اور وحدت و جمعیت مین موافق موصوف کے ہوتے ہین جیسے بھلا مرد بھلی عورت بھلے مرد۔ بھلی عورتین۔ اور اگر دو لفظ ملکر اسم کی صفت واقع ہون تو جزءِ اخیر کی تذکیر و تانیث اور وحدت و جمعیت موافق موصوف کے ہوتی ہے۔ جیسے ٹوپی پھٹا لڑکا۔ کہ اس مین لفظِ پھٹا برعایت لڑکے کے مذکر بولا گیا۔ اسیطرح ورق پھٹی کتاب۔ اور مراد صفت سے یہ ہے کہ اگر موصوف معرفہ ہو تو صفت سے مراد توضیح ہوگی۔ جیسے زید فربہ۔ اور اگر موصوف نکرہ ہو تو صفت سے اُسکی تخصیص ہو جاویگی جیسے اچھا آدمی اور اگر موصوف ایسا اسمِ معرفہ ہو کہ توضیح کی حاجت نہو اور خود بہت واضح ہو تو صفت سے نہ فائدہ تخصیص کا ہوگا نہ توضیح کا بلکہ اس صورت مین صفت محض

ثنا اور مذمّت کا فائدہ دیگی جیسے خداے پاک کہ پاک صفت خدا کی صرف ثنا کے واسطے ہے کیونکہ خدا کے لئے تخصیص و توضیح کی کچھ ضرورت نہین۔ اور اسیطرح شیطانِ مردود مین لفظِ مردود صفت شیطان کی صرف مذمّت کے لئے ہے۔ ف

مرکبِ امتزاجی کا بیان

مرکب امتزاجی وہ ہے کہ دو لفظ اسطرح ملجاوین کہ گویا ایک ہی لفظ ہے جیسے کلکتہ کہ یہ مرکب ہے لفظِ کالی اور کتہ سے اب دونون ملکر ایسے ہوگئے ہین کہ مرکب نہین معلوم ہوتے۔ اور اسی مین داخل ہے مرکبِ تعدادی جیسے گیارہ کہ ایک اور دس کا نام ہے۔ اسیطرح بارہ سے انیس تک اور اکیس سے ننانوے تک سولے عقود یعنے دس بیس تیس چالیس وغیرہ کے نوے تک کہ یہ مرکب نہین مفرد ہین۔ اسیطرح اکائیان یعنے ایک سے نو تک اور سو اور ہزار اور لاکھ وغیرہ بھی مفرد ہین۔

مرکب غیر امتزاجی کا بیان

مرکب غیر امتزاجی وہ مرکب ہے کہ جسکے اجزا ملکر ایک نہوگئے ہون بلکہ جُدا جُدا سمجھ مین آتے ہون جیسے اکبر آباد شاہجہان آباد بہارِ دانش وغیرہ اور بعضے اعداد بھی اسمین داخل ہین جیسے تین ہزار۔ پانچ سو یا دو سو چالیس۔ یا تین سو چھے وغیرہ

مفید

فصل دوسری مرکب مفید یعنے جملہ کے بیان مین

مرکب مفید وہ ہے کہ اُسکے سامع کو انتظار دوسری بات کا نرہے یعنے پوری بات۔ اسطرح کے مرکب کو جملہ اور کلام اور مرکب تام۔ اور مرکب کلامی بھی کہتے ہین۔ پھر جملہ دو چیزون سے بنتا ہے مسندالیہ جس کا کچھ حال بیان کرین مسند جس سے حال بیان کرین۔ اور اقسام جملے کے باعتبار لفظ کے دو ہین۔ اسمیہ۔ فعلیہ۔

جملہ اسمیہ

جملہ اسمیہ کا بیان

جملہ اسمیہ وہ ہے جو دو اسمون سے مرکب ہو جسکے سننے سے سامع کو دوسری بات کا انتظار نرہے۔ اُن مین سے ایک کو مبتدا یا مسندالیہ۔ اور دوسرے کو خبر یا مسند بہ کہتے ہین۔ خبر کے آخر ایک حرف رابط ضرور ہے۔

مبتدا و خبر

مبتدا وہ اسم ہے جسکے ماجرے کی خبر دی جاوے۔ اور جس ماجرے کا بیان ہو اُسکو خبر کہتے ہین۔ آور خبر کے آخر ایک لفظ رابط کا ضرور ہوتا ہے۔ مثلاً زید امیر ہے۔ پس زید مبتدا ہے۔ اور امیر خبر ہے۔ اور ہے حرف رابط۔ حرف رابط وحدت اور جمعیت مین مبتدا کے موافق ہوتا ہے۔ آور رابط دو طرح کے ہین۔ ایک رابط زمانی کہ جسمین کوئی وقت سمجھا جاوے اور دوسری رابط غیر زمانی جسمین وقت معلوم نہو۔ اور وے چار ہین۔ ہے اور ہین۔ اور ہو۔ اور ہون۔ جیسے زید قابل ہے۔ گھوڑے موجود ہین۔

تم انسان ہو۔ مین مبتدی ہون۔ مبتدا اکثر خبر سے پہلے آتا ہے۔ اور معرفہ یا نکرۂ مخصصہ ہوتا ہے۔ اور خبر اکثر نکرہ جیسے زید عالم۔ اور عالم خبر اور ہی حرف رابطہ ہے۔ مبتدا اپنی خبر اور حرف جملۂ اسمیہ ہوا۔ کبھی ایک مبتدا کی کئی خبرین ہوتی ہین زید عالم۔ حاجی اور تونگر ہے۔ اور کبھی کئی مبتداؤن کی ایک خبر ہوتی ہے۔ جیسے زید اور بکر ہوشیار ہین۔ اور کبھی مبتدا اور خبر مرکب غیر مفید ہوتے ہین۔ جیسے تمھارا گھوڑا حاضر ہے۔ اسمین مبتدا مرکب ہی یعنے تمھارا گھوڑا۔ اور تم میرے شاگرد ہو۔ اسمین خبر یعنے میرے شاگرد مرکب ہے۔ اور تقدیم و تاخیر بھی مبتدا مین جائز ہے۔ جیسے احمق ہے وہ اِس مثال مین وہ مبتدائے موخر ہے۔ اور احمق خبر مقدم۔ واضح ہو کہ اگر مبتدا اور خبر دونون معرفہ ہون تو جس کو چاہین مبتدا کرین اور جسکو چاہین خبر جیسے یہ تمھاری کتاب ہے۔ یہ اسم اشارہ بھی معرفہ ہے۔ تمھاری کتاب بھی معرفہ۔ پس چاہو یون کہو کہ یہ مبتدا اور تمھاری کتاب خبر یا اُسکے برعکس دونون جائز ہین۔ اور ایسا ہی اگر دونون نکرہ ہون جیسے انسان آدمی ہے انسان نکرہ ہے مبتدا اور آدمی اسکی خبر یا اُس کا عکس۔ اور کبھی ظرف قائم مقام خبر کے ہوتا ہے۔ اور حقیقت مین خبر لفظ موجود یا حاضر اور اُنکے مانند ہوتی ہے۔ جیسے پرندہ جھاڑ پر ہے۔ یعنے جھاڑ پر موجود ہے۔ اور کبھی کچھ قرینہ ہو تو مبتدا کو حذف کرتے ہین جیسا کوئی

مرکب مفید — پوری بات

ہی۔ اور جواب مین کہین کہ گلستان ہی یعنی یہ کتاب گلستان ہی۔ اور کبھی قرینہ
و خبر دونون کو حذف کرکر صرف حرفِ ربط کو اُنکے قائم مقام کرتے ہین جیسے
زید حاضر ہے تو جواب مین کہے کہ ہی یعنے زید حاضر ہے۔

جملہ فعلیہ کا بیان

جملۂ فعلیہ وہ ہے جو اسم اور فعل کے ساتھ ملکر بنے خواہ فعل لفظاً ہو خواہ مُقدّر۔ لفظاً جیسے مین بیٹھتا ہون۔ اور مُقدّر جیسے ای آدمی کہ اصل اُسکی یون ہے پکارتا ہون آدمی کو۔ اگر فعل لازمی ہو تو صرف فعل اور فاعل سے جملہ بنتا ہے جیسے زید سوا۔ اور اگر فعل متعدی ہو تو فعل فاعل اور مفعول بہ کے ساتھ ملکر جملۂ فعلیہ حاصل ہوتا ہے جیسے زید عمرو کو مارا۔ اور قرینہ پایا جاوے تو فعل کو یا فاعل یا مفعول یا تینون کو جملے سے حذف کرنا دُرست ہے۔ خواہ قرینہ مقالیہ ہو جیسے اگر کسی نے پوچھا کہ کون آیا تھا اور جواب مین کہا کہ زید پس جواب مین سے فعل آیا تھا محذوف ہے۔ اِسلئے کہ یہی فعل سُوال مین موجود ہی۔ اور کبھی صرف مفعول بہ کو ذکر کرتے ہین جیسے زید کو اُس شخص کے جواب مین جو کہے کسکو مارون۔ یہان فعل اور فاعل دونون محذوف ہوگئے۔ یعنے مار تو اور کبھی فعل فاعل اور مفعول تینون کو حذف کر دیتے ہین۔ اور اُن کی جاے مین فقط لفظِ ایجاب یا انکار کو بولتے ہین جیسے ہان اور نہین مثلاً اُس شخص کے جواب مین جو کہے کیا تم سبق یاد کروگے تو اسکے جواب مین صرف لفظِ ہان یا

ہنین کا بولنا کافی ہے۔ یہان لفظ ہان یا ہنین بجائے مین سبق یاد کرونگا۔ یا مین سبق یاد ہنین کرونگا کے ہین یا قرینہ حالیہ جو کسی کی حالت سے معلوم ہو جیسے کسی نے پوچھا کہ تم مدرسہ کو جاوگے دوسرے نے سر کے اشارہ سے کہا یا ہاتھ ہلا یا۔

فاعل وہ ذات ہی جس سے فعل صادر ہو یا جسمین فعل قائم ہو جیسے زید نے مارا۔ تو مارا اِس جگہ زید سے صادر ہوا ہے۔ پس زید فاعل فعل کا ہوگا۔ یا زید مر گیا یہان مرنا زید کے ساتھ قائم ہے۔ اسواسطے زید فاعل ہوا **ف** صدور مین اختیار ہے اور قیام مین ہنین **ف** اگر فعل مجہول ہو تو فاعل اسکا ہنین ہوگا۔ بلکہ مفعول قائم مقام فاعل کے ہو جاتا ہے اور اُسکو **مفعولِ مالم یُسَمَّ فاعلہ** یا **نائب فاعل** کہتے ہین جیسے زید مارا گیا۔ یہان فاعل مارنے کا معلوم نہین۔ اور زید جو حقیقت مین مفعول بہ ہے مفعولِ مالم یُسَمَّ فاعلہ یعنے قائم مقام فاعل فعلِ مجہول مارا گیا کا کہلاویگا۔ اُردو مین فصیح یہہ ہے کہ اول فاعل کو ذکر کرین اور پھر مفعول کو اور پھر فعل کو جیسے مین نے تم کو دیکھا تھا۔ اور اُس کا برعکس بھی درست ہے۔

فاعل اور مفعول کی پہچانت مین

فاعل کو لفظِ کون یا کِس نے کے ساتھ سوال کرنے سے فاعل معلوم ہو جاتا ہے اور جب فعل کو لفظِ کیا یا کس یا کسے یا کسکے تئین کے ساتھ سُوال کرین تو مفعول دریافت ہو جائیگا۔ یعنے جملۂ فعلیہ مین جو اسم لفظِ کون یا کِس نے کا جواب پڑیگا وہ اسم ضرور فاعل ہوگا۔ اور لفظِ کیا اور کِس کو کے جواب مین جو اسم واقع ہوگا

وہ مفعول بہ ہوگا جیسے زید آم کھاتا ہے۔ جب اس جملہ مین کہوگے کہ کون کھاتا ہے تو ضرور زید ہی جواب مین پڑیگا۔ تو معلوم ہوا کہ زید فاعل ہے۔ اور جب کہوگے کہ زید کیا یا کسکو کھاتا ہے۔ تو اُس کے جواب مین آم واقع ہوگا۔ پس یہان آم مفعول بہ ہے۔ واضح ہو کہ جو فعل مصدر ہونا سے مشتق ہوتے ہین اُن کی دو قسمین ہین۔ افعالِ ناقصہ۔ اور افعالِ تامّہ۔

افعالِ ناقصہ

افعالِ ناقصہ وے ہین جو صرف اسم یعنے فاعل پر تمام نہین ہوتے بلکہ محتاج خبر کے بھی رہتے ہین اسلئے انکو افعالِ ناقصہ کہتے ہین۔ ایسے فعلون کی تذکیر و تانیث وحدت وجمعیت انکے اسمون کے موافق ہوتی ہے جیسے خالد میر ہوگیا۔ اس جملہ مین خالد اسم ہے۔ اور ہوگیا فعل ناقص۔ اسیطرح پتھر مٹی ہوگیا۔ پتھر اسم ہے اُسکے موافق فعل مذکر بولا گیا۔ پتھر مٹی ہوگئی بولنا سراسر غلط ہے۔

افعالِ تامّہ

افعالِ تامّہ وے ہین جو محتاج خبر کے نہون صرف اسم پر یعنے فاعل پر تمام ہوجاتے ہین۔ اور بمعنیٰ وجود ہوتے ہین جیسے لڑکا ہوا یعنے لڑکا تولد ہوا۔ ایسے مقام مین یہ فعل لازمی ہونگے۔

جملہ خبریہ اور انشائیہ کا بیان

واضح ہو کہ کبھی جملے کی دو قسمین ہین۔ خبریہ اور انشائیہ۔

جملہ خبریہ

جملۂ خبریہ وہ کلام ہے کہ جسمین احتمال سچ اور جھوٹھ کا ہو جیسے زید عالم ہے اور جملۂ خبریہ اسمیہ بھی ہوتا ہے۔ اور فعلیہ بھی جیسے کل مین آیا تھا۔ یہ جملہ

فعلیہ خبریہ ہے۔ اور تم موجود تھے۔ یہ جملہ اسمیہ خبریہ ہے۔

جملہ انشائیہ۔ وہ کلام ہے کہ جسمین احتمال سچ اور جھوٹھ کا بالکل نہووے اور کہنے والے کی کچھ خواہش معلوم ہوجاوے۔ اُسکی نو قسمین ہین اوّل **امر** جیسے پڑھو لکھو دوسری **نہی** جیسے بُری صحبت مین مت بیٹھو تیسری **ندا** جیسے اے صاحب چوتھی **استفہام** جیسے تمھارا نام کیا ہے۔ پانچوین **تمنّی** یعنے ایسے جملے جن مین آرزو کسی ممکن و یا غیر ممکن چیز کی پائی جاوے جیسے کاش تم لکھنا پڑھنا سیکھتے۔ یا کیا اچھا ہو جو آدمی کے پر ہوجاوین چھٹی **قسم** جیسے خدا کی قسم مین سچا ہون جس چیز کی قسم کھاتے ہین اسکو **مقسم بہ** کہتے ہین۔ اور اُسکے بعد جو جملہ ہوتا ہے اُسکو **جواب قسم** کہتے ہین چنانچہ اوپر کی مثال مین خدا مقسم بہ اور مین سچا ہون جواب قسم ہے۔ ساتوین **عرض** یعنے ترغیب دینا مخاطب کو کسی کام کے واسطے جیسے تم کیون نہین محنت کرتے کہ تم بھی امتحان دیوین۔ آٹھوین **تعجّب** جیسے زید کیا ہی نیک مرد ہے نوین **عقود** یعنے وے جملے جو معاملات کے وقت بولتے ہین جیسے کوئی کہے مین کتاب بیچتا ہون۔ اور دوسرا کہے مین خریدتا ہون۔ تو یہ دونون جملے انشائیہ ہین۔

تعریف جملہ انشائیہ

فصل تیسری اقسام مفعول اور متعلقات کے بیان مین

بیان اقسام مفعول و متعلقات

جاننا چاہیئے کہ مفعول کی پانچ قسمین ہین۔ مفعول بہ مفعول لہ۔ مفعول فیہ مفعول معہ مفعول مطلق۔ مگر مفعول بہ خاص متعدی کے واسطے ہے اور باقی چار

فعل لازم اور فعل متعدی مین بھی آسکتے ہین۔

مفعول بہ کا بیان

اوّل مفعول بہ کہ جس پر فاعل کا فعل واقع ہو۔ اُسکی علامتین یہ ہین کو اور کیتئین سب طرح کے مفعول کے لئے اور سے مجہول اور ین یعنے یائے مجہول اور نون غنہ ضمیر مین۔ اور سے واسطے فعل کہنے یا اسکے مانند کے اور پر واسطے رحم کرنے اور اُسکی مثل کے جیسے کتاب کو پڑھو۔ زید کے تئین مارو اور مجھے یا ہمین دو۔ اور ہم سے کہو۔ اور اُس پر رحم کرو۔ اور جب مفعول کوئی چیز ہوتی ہے تو علامت محذوف بھی ہوتے ہین جیسے سبق پڑھو۔ اسی طرح جو افعال دو مفعول کو چاہتے ہین تو دوسرے مفعول پر علامت نہین لگاتے جیسے اسکو ایک روٹی دو۔ اس مثال مین ایک روٹی دوسرا مفعول ہے ف

تین مقام مین اکثر فعل محذوف رہتا ہے اور مفعول یا اور کوئی حرف قائم مقام فعل کے ہوتا ہے۔ وہ مقام یہ ہین۔ منادی۔ مندوب۔ تحذیر۔

منادی وہ اسم ہے کہ کسی حرف ندا سے پکارا جاوے اس صورت مین حرف ندا قائم مقام فعل محذوف یعنے پکارتا ہون کے ہوتا ہے۔ جیسے ای زید اصل اُس کی یہ ہے کہ پکارتا ہون مین زید کو۔ ترکیب اُس کی یہ ہے کہ ای حرف ندا قائم مقام پکارتا ہون مین کے پس پکارتا ہون فعل۔ ضمیر متکلم یعنے مین فاعل۔ زید مفعول۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ ندائیہ ہوا۔ اور

کبھی منادیٰ سے حرفِ ندا حذف کردیتے ہین جیسے لڑکے یعنے ای لڑکے

مندوب وہ ہے جسے اسکے فوت ہوجانے یا پائے جانے کے سبب یا اور کسی مصیبت اور حادثے کے باعث لفظ ندبہ یا ندا کے ساتھ رووین یا پیٹین جیسے ہاے زید۔ اصل اُسکی یہ ہے کہ روتا ہون زید کو تو یہ زید کے نہونے پر رویا۔ یا ہاے رے دُکھ۔ اُسکی اصل یہ ہے کہ افسوس کرتا ہون دُکھ پر پس دُکھ کے موجود ہونے کے سبب افسوس کیا۔ پس ایسے مثالون مین حروفِ ندبہ قائم مقام فعلِ محذوف کے ہوتے ہین۔ اور مندوب مفعول بہ ہوتا ہے۔

تحذیر لغت مین ڈرانے کو کہتے ہین۔ اور اصطلاح مین تحذیر وہ اسم ہے جو مخاطب کے ڈرانے کے لئے مکرر بولا جاوے جیسے سانپ سانپ۔ بچھو بچھو۔ انکے یہ معنے ہین کہ بچا اپنے تئین سانپ یا بچھو سے۔ اس جملہ مین ہمیشہ فعل مع فاعل محذوف رہتا ہی۔ اور اسم تحذیر جو مکرر بولا جاتا ہی وہی مفعول بہ اس فعلِ محذوف کا ہوتا ہے

مندوب

تحذیر

مفعول لہ کا بیان

مفعول لہ

دوسرا **مفعول لہ** وہ ہے جسکے سبب فعل کیا جاوے۔ خواہ وہ سبب موجود ہو یا اُسکے حاصل کرنے کا ارادہ ہو مثالِ اوّل جیسے زید نامردی سے نہین لڑا۔ یعنے بسبب نامردی کے جو اُسکی ذات مین موجود تھی نہ لڑا۔ مثال دوم۔ زید پڑھنے کے لئے مدرسہ گیا ہے۔ یعنے واسطے حاصل کرنے علم کے مدرسہ گیا ہی۔ جو پڑھنے کے وقت موجود نہیین اور اُسکے حاصل کرنے کی وہ خواہش رکھتا ہے۔ اس مفعول کی

علامت یہ ہے کہ اُسکے ساتھ تنوین یعنے دو زبر یا لفظ کر۔ یا لئے یا سبب۔ یا باعث یا واسطے یا اور اسیطرح کے الفاظ ہوتے ہین۔ اور یہ مفعول کسواسطے یا کیون کے جواب مین آتا ہے

مفعول فیہ

مفعول فیہ کا بیان

تیسرا **مفعول فیہ** وہ جگہ یا وقت جس مین فعل کیا جاوے اسکو مفعول فیہ کہتے ہین جیسے زید مدرسہ مین کتاب پڑھتا ہے۔ اور خالد شام کو آیا۔ یہان مدرسہ اور شام مفعول فیہ ہین۔ اور مفعول فیہ کو ظرف بھی کہتے ہین۔ **ظرف** کی دو قسمین ہین ظرف مکان۔ ظرف زمان۔ پھر ہر ایک کی دو قسمین ہین۔ محدود۔ اور مبہم

ظرف محدود

ظرف محدود وہ ہے جسکے لئے کوئی حد معین ہو جیسے شہر۔ بازار۔ مدرسہ گھر۔ مثال ظرف مکان محدود ہے۔ اور سال۔ برس۔ مہینا۔ دن۔ گھڑی۔ وغیرہ مثال ظرف زمان محدود ہے۔

ظرف مبہم

ظرف مبہم وہ ہے جسکی کوئی حد مقرر نہو۔ جیسے۔ آگے۔ پیچھے۔ دہنے بائین۔ اوپر نیچے۔ پس پیش۔ وغیرہ ظرف مکان مبہم ہے۔ اور پہلے پیچھے قبل بعد۔ ظرف زمان مبہم ہے۔ علامت ظرف کی جملے مین مین یا تے یا پر۔ یا کو آتی ہین جیسے کوٹھے پر۔ گھر مین وغیرہ۔ اور کبھی مقدر ہوتی مین جیسے۔ گھر چلو اور یہ مفعول کہان اور کب کے جواب مین آتا ہے۔

مفعول معہ

مفعول معہ کا بیان

چوتھا **مفعول معہ** یعنے جو اسم فاعل اور مفعول بہ کے ساتھ فعل مین شریک ہو

علامت اسکی کے بیاے مجہول یا کے ساتھ۔ یا معیت۔ یا معہ ہی۔ اور کبھی کچھ علامت نہین ہوتی۔ مثال ہمراہی فاعل کی جیسے بادشاہ معہ فوج یا فوج سمیت آتا ہی۔ یہان فاعل بادشاہ ہی۔ اور اُسکا فعل آتا ہی۔ جس کے کرنے مین فوج بھی شریک ہی پس فوج مفعول معہ ہے۔ اور ہمراہی مفعول کی مثال جیسے زید نے خالد کو اُسکے بھائی کے ساتھ مارا۔ یہان خالد مفعول بہٖ ہے اور اسکا بھائی مفعول معہ جو مار کھانے مین خالد کا شریک ہی۔

مفعول مطلق کا بیان

مفعولِ مطلق

پانچواں **مفعول مطلق** وہ حاصل مصدر ہے جو فعل کے آگے حالتِ مفعولیت مین واقع ہو اور وہ مفعول اور اُسکا فعل دونون ایک ہی مصدر سے مشتق ہوے ہون یا معنی مین وہ دونون متحد ہون۔ یہ مفعول تین غرضون کے واسطے آتا ہی۔ ایک تاکید کے لئے جیسے زید نے بڑی مار ماری۔ دوسرا واسطے بیان نوع کے آتا ہے جیسے زید امیر کی نشست بیٹھا۔ اور کبھی تشبیہ کی وضع پر مستعمل ہوتا ہی جیسے آدمیون کی سی چال چلا۔ تیسرا عدد کے واسطے جیسے زید دو بیٹھک بیٹھا۔ اور مطلق کے معنے بے قید کے ہین چونکہ اس مفعول مین کوئی حرف بہٖ۔ یا فیہ۔ یا لہ۔ یا معہ۔ جیسا کہ پہلے چارون مفعولون مین تھا مذکور نہین ہوتا۔ اسواسطے اُسکو مفعول مطلق کہتے ہین۔ ان پانچون مفعولون کو متعلقاتِ فعل بھی کہتے ہین۔

متعلقاتِ فعل کا بیان

حال

جاننا چاہئے کہ سوائے مفعولون کے اور بھی فعل کے متعلقات ہین۔ اوّل **حال**

حالت بتلاوے اُسے **ذوالحال** کہتے ہین جیسے زید گاتا جاتا تھا۔ یہان گاتا
حال ہے زید کا جو فاعل ہے اور زید ذوالحال ہے۔ اور مین نے زید کو
پڑھتے دیکھا پڑھتے حال ہے زید کا جو مفعول دیکھا کا ہے۔ اور ہم دونون
باتین کرتے ایک دوسرے سے لڑتے تھے یہان باتین کرتے حال فاعل و
مفعول دونون کا ہے۔ اور تذکیر و تانیث اور وحدت و جمعیت حال کی مطابق
ذوالحال کے ہے۔ دوسرا

تمیز وہ کہ کسی چیز مین سے ابہام اور شک کو دور کرے۔ اور
مُمَیَّز وہ کہ جس کا شک وا ابہام دور کیا جاوے جیسے دو من شکر
دو من مین شک تھا کہ کیا چیز ہے شکر سے وہ شک دفع ہو گیا۔ پس شکر تمیز
ہے اور من ممیز۔ جانئے کہ اکثر یہ ابہام تین چیزون مین ہوتا ہے۔ وزن مین
جیسا مثال اسکی گذری۔ یا پیمایش مین جیسا پانچ گز ململ۔ یا مقدار مین جیسے
تل بھر جگہہ۔ یا چلو بھر پانی۔ اور کبھی جملے کی نسبت مین ابہام ہوا کرتا ہے۔ جیسے زید
آپ سے چلا گیا یہان چلے جانے کی نسبت جو زید کی طرف ہے وہ ممیز ہے۔ اور
لفظ آپ سے اسکی تمیز ہے۔ اسطرح وہ معا چلا گیا۔ اور بھولکر کھا گیا۔ اور اُس نے
بھر لیا۔ وغیرہ۔ پس جملے کی تمیز کے واسطے یہ علامتین ہین لفظ سے یا
تنوین یعنے دو زبر یا لفظ کر اور بائے موحدہ اور بھر ہین۔ تیسرا

جار مجرور یے بھی ہمیشہ متعلق فعل کے یا شبہ فعل کے یا اسمائے افعال کے

جار مجرور

ہوتے ہین۔شبہ فعل اسم فاعل اور اسم مفعول اور صفت کو کہتے ہین۔اور اسمائے افعال سے مراد وہ اسما ہین جو فعل کے معنے مین آتے ہین اور مانند فعل کے فاعل اور مفعول کو چاہتے ہین جیسے بس ہے اسکا معنی یہ ہے کہ کفایت کرتا ہے۔اگر فعل وغیرہ عبارت مین نہون تو اس صورت مین کوئی اور فعل کو مقدر جانینگے اور جار مجرور اسکے ساتھ متعلق کئے جاوینگے۔جیسے کس مین ہے تو یہان کس مین متعلق موجود کا ہے جو محذوف ہی کیونکہ عبارت مین کوئی فعل یا شبہ فعل نہین۔

فصل چوتھی توابع کے بیان مین

تابع پیچھے آنیوالے کو کہتے ہین مگر یہان تابع سے مراد یہ ہے کہ ایک کلمہ دوسرے کلمہ کا شریک ہو حالت اور کیفیت مین یعنے فاعل یا مفعول وغیرہ ہونے مین اول کلمہ کو متبوع کہتے ہین اُسکی چھہ قسمین ہین۔تاکیدؔ۔ نعتؔ۔ بدؔل عطفِ بیان۔عطف بحرف۔ تابع مہمل۔

تاکید کا بیان

تاکید وہ تابع ہے کہ اپنے متبوع کے حال کو مقرر کر دے۔جیسے سب بھائی آئے۔تاکید کی دو قسمین ہین۔تاکیدِ لفظی۔اور تاکیدِ معنوی۔

تاکیدِ لفظی وہ ہے جو تکرارِ لفظ آوے یہ تاکید اسم و فعل و حرف سب مین آتی ہے جیسے اسم کی مثال۔زید آیا ہے زید۔ پہلا زید متبوع ہے۔اور دوسرا تابع۔دوسرے دفعہ زید کو بولنے سے یہ معلوم ہوا کہ زید ہی آیا ہے کوئی دوسرا

تابع

تاکید

تاکید لفظی

نہین ۔ آور فعل کی مثال جیسے مارا مارا زید نے ۔ آور حرف کی مثال جیسے ہان ہان ہمنے کیا ہے ۔ آور

تاکید معنوی

تاکید معنوی اسکو کہتے ہین جو دوسرے لفظونسے تاکید کا فائدہ حاصل ہو جیسے زید خود آیا ۔ اور اکثر یہ الفاظ یعنے تو اور آپ ۔ اور خود اور ہی بیائے معروف اور محض اور بذاتہٖ ۔ اور بنفسہٖ اور بجنسہٖ اور بعینہٖ اور البتہ ۔ اور بیشک ۔ آور ٹھیک ۔ اور کبھی تاکیدِ معنوی کے لئے آتے ہین البتہ اور بیشک اور ٹھیک ۔ واسطے تاکیدِ جملۂ مثبت کے ہین جیسے البتہ پڑھونگا ۔ اور ہرگز اور کبھی واسطے تاکید جملۂ منفی کے جیسے مین ہرگز نہ کھیلونگا ۔ اور کبھی نہ لڑونگا اور تو واسطے تاکید دونون جملون کے مستعمل ہے جیسے آیا تو ہے ۔ آور مین تو نہین پڑھتا ۔ آور باقی الفاظ مفرد کی تاکید مین مستعمل ہین جیسے کتاب اچھی ہے اسکو بجنسہٖ تمھارے پاس بھیجتے ہین تم خود دیکھنا ۔ اور بعض الفاظ خاص جمع کی تاکید کے واسطے آتے ہین جیسے سب اور کُل اور اکٹھے اور ایک ساتھ ۔ اور ہر ایک ۔ اور ایک ایک ۔

نعت کا بیان

نعت

نعت وہ تابع ہے جو متبوع کی صفت یا مذمت بیان کرے اسکو صفت بھی کہتے ہین جیسے زید نیکبخت آیا ہے ۔ یہان زید موصوف ہے ۔ آور نیکبخت صفت یا نعت ہے ۔ آور کبھی جملہ بھی نعت ہوتا ہے جیسے وہ کتاب جسکا ورق پھٹا ہوا ہے یہان جسکا ورق پھٹا ہوا ہے جملہ ہے اور نعت ہے کتاب کی ۔

بدل کا بیان

بدل وہ تابع ہے کہ نسبت مین خود مقصود ہووے۔ اور متبوع کو مبدل منہ کہتے ہین۔ بدل کی چار قسمین ہین۔ اوّل

بدل کُل کہ اُسکے اور متبوع کے معنے ایک ہون جیسے میرے یہان تمھارا بھائی سکندر خان آیا تھا۔ مقصود کہنے سے یہ ہے کہ سکندر خان آیا تھا۔ اور جس ذات پر تمھارا بھائی دلالت کرتا ہے اُسی ذات پر سکندر خان بھی دلالت کرتا ہے۔ پس تمھارا بھائی مبدل منہ ہے۔ اور سکندر خان بدل۔ دوسرا

بدل بعض وہ کہ بدل مبدل منہ کا ایک جزو ہو جیسے یہ کتاب مین نے اسکا ورق پھاڑ ڈالا ہے۔ یہان یہ کتاب مبدل منہ ہے اور اسکا ورق بدل بعض ہے جو مبدل منہ کا جز ہے اور وہی نسبت مین مقصود ہے تیسرا

بدل اشتمال وہ ہے کہ بدل مُبدل منہ کا نہ کُل ہو نہ جزو بلکہ متعلق ہو۔ جیسے یہ آدمی اُس کا لباس اچھا ہے تو لباس نہ آدمی کا کُل ہے نہ جزو بلکہ متعلق ہے اِس واسطے بدل اشتمال ہوا۔ مگر یہ دونون قسمین یعنے بدل بعض اور بدل اشتمال نظم مین اور عوام کی بات چیت مین بہت واقع ہوتے ہین اور نثر مین کم۔ چوتھا

بدل غلط جو غلطی کے بعد واسطے صحت کے بولا جاوے جیسے گھر کو مدرسے کو جاتا ہون۔ پس یہان مدرسے کو جاتا ہون بولنا منظور تھا۔ لیکن بے ساختہ

بدل کل

ف

بدل بعض

بدل اشتمال

بدل غلط

عطف بیان

عطف بحرف

تابع مہمل

منھ سے نکل گیا کہ گھر کو پس یہان گھر مُبدل منہ ہوگا۔ اور مدرسہ بدل غلط۔ یہ بھی محاورۂ زبانی مین بہت واقع ہے۔

عطف بیان کا بیان

عطف بیان اُس تابع کو کہتے ہین کہ جو ایک نام مشہور اپنے متبوع کا واقع ہوئے دو نامون مین زیادہ مشہور ہو اور وہ اکثر واسطے تفسیر متبوع کے آتا ہے اور اسکو **عرف** بھی کہتے ہین جیسے سراج الدین بہادر شاہ یہان بہادر شاہ عطف بیان ہے۔ اور سراج الدین متبوع۔

عطف بحرف کا بیان

عطف بحرف جو معطوف بعد حرف عطف کے آوے جیسے زید اور خالد آئے۔ یہان زید معطوف علیہ اور خالد معطوف ہے۔ اور کبھی جملے کا عطف جملے پر ہوتا ہے۔ جیسے زید آیا ہے اور خالد جاتا ہے۔ اول جملہ معطوف علیہ اور دوسرا معطوف ہی۔

تابع مہمل کا بیان

تابع مہمل اُس تابع کو کہتے جو صرف واسطے زینت اور آرائش کلام کے بولا جاوے اور وہ لفظ بے معنی ہووے جیسے روٹی ووٹی کھلاؤ۔ اور یہ اُردو مین بہت مُروّج ہے۔ اور اسکا قاعدہ یہ ہے کہ کسی کلمہ کے حرف اول کی جگہ واو لگاتے ہین۔ اور واو کو وہی حرکت ہوتی ہے جو کلمے کے پہلے حرف کو تھی۔

جیسے دال وال۔ کتاب وتاب جزدان وزدان۔ اور کبھی اُس تابع سے متبوع کی قائم مقام چیز مراد ہوتی ہے۔ جیساکہیں چھری وری لاؤ۔ یعنے چھری موجود ہی تو چھری لاؤ۔ نہین تو ایسی چیز لاؤ جو چھری کا کام کرسکے۔

فصل پانچوین جملون کے اقسام مین باعتبار صفت اور ترکیب کے

اقسام جملہ

واضح ہو کہ ترکیب کے رو سے جملے کے کئے اقسام ہوتے ہین ہر ایک قسم کی مثال معہ ترکیب لکھی جاتی ہے۔ چنانچہ

جملہ مفتتحہ

جملہ مفتتحہ وہ ہی جو شروع کلام مین آوے جیسے ع کرون پہلے توحید یزدان رقم

ترکیب یہ جملہ فعلیہ ہے کیونکہ اس مین کرون فعل مضارع موجود ہے۔ پس اسکی ترکیب اس طرح سے کیا چاہئے کہ رقم کرون فعل مرکب اور ضمیر متکلم جو پوشیدہ ہے اُس کا فاعل۔ اور پہلے ظرف زمان یعنے مفعول فیہ اور توحید مضاف یزدان مضاف الیہ مضاف اور مضاف الیہ ملکر مفعول بہ ہوے فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ مفتتحہ ہوا۔

جملہ وصفیہ

وصفیہ وہ ہے کہ جملہ مین کسی چیز کی صفت ہو جیسے وہ پرندہ کہ جھاڑ پر بیٹھا ہے خوبصورت ہی

ترکیب وہ اسم اشارہ پرندہ مشار الیہ۔ دونون ملکر موصوف ہوئے کہ بیانیہ جھاڑ مجرور پر جار یہ دونون ملکر متعلق ہوے فعل یعنے بیٹھا ہے کے جسکا فاعل ضمیر ہے جو پھرتی ہے پرندہ کی طرف۔ پس فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت ہوئی موصوف کی پس یہ صفت۔ ۔ ۔ نے موصوف سے ملکر مبتدا۔ خوبصورت خبر۔ ہے

حرفِ رابطہ تو یہان جملہ جھاڑ پر بیٹھا ہے جملۂ وصفیہ یا نعت کہلائیگا۔

موصولہ

موصولہ وہ ہے جو صلہ پڑے موصول کا جیسے جو گھوڑا کہ کل تم نے مول لیا تھا مارا گیا۔

ترکیب یہان جملہ کل تم نے مول لیا تھا جملۂ موصولہ ہے۔ اِسطرح کہ جو گھوڑا اسمِ موصول کہ بیانِ صلہ کل مفعول فیہ۔ تم نے فاعل مول لیا تھا اس کا فعل مفعول بہ محذوف جو ضمیر کہ پھرتی ہے اسمِ موصول طرف۔ پس فعل اپنے فاعل و مفعول اور متعلق سے ملکر جملۂ فعلیہ ہوکے صلہ ہوا۔ پس یہ صلہ اپنے موصول سے ملکر فاعل ہوا مارا گیا کا۔

معللہ

مُعَلَّلہ وہ ہے جو کسی چیز کی عِلّت ہو وہ حقیقت مین دو جملہ ہین ایک کو عِلّت کہتے ہین دوسرے کو معلول جیسے مت کھیلو کیونکہ مار کھاؤ گے۔

ترکیب مت کھیلو فعل ضمیر تم کی جو پوشیدہ ہے فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر جملۂ فعلیہ ہوا۔ کیونکہ حرف علت مار کھاؤ گے فعلِ مرکب ضمیر تم فاعلِ محذوف۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر جملۂ فعلیہ ہوکر عِلّت ہوی پہلے جملے کی یہ جملۂ مُعَلَّلہ ہے اور پہلا جملہ معلول۔

استفہامیہ

استفہامیہ وہ کہ اُس مین سُوال پایا جاوے جیسے تم کون ہو۔

ترکیب تم مبتدا کون خبر ہو حرفِ ربط۔ مبتدا اپنی خبر اور حرفِ ربط سے ملکر جملۂ اسمیۂ استفہامیہ ہوا۔

شرطیہ وہ ہے کہ متضمن شرط وجزا سے ہو اس جملے مین دو جملے ہوتے ہین ایک شرط اور دوسرا جزا جیسے اگر تم نہین پڑھتے تو مدرسے مین آنا بیفائدہ ہی۔

ترکیب اگر حرف شرط تم فاعل نہین پڑھتے فعل نفی اور دونون ملکر جملۂ فعلیہ ہوکر شرط ہوی۔ تو حرف جزا مدرسہ مجرور مین جار۔ جار و مجرور متعلق ہوے مصدر آنا کے اور وہ اپنے متعلّق سے ملکر مبتدا ہوا اور بیفائدہ خبرا ور ہے حرف ربط مبتدا اور خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا ہوئی شرط کی۔ شرط اور جزا ملکر جملۂ شرطیہ ہوا۔

بیّنہ وہ جملہ ہے کہ کسی چیز کا بیان ہو یعنے وہ جملہ ہے کہ مصدر کہنا اور سننا اور دریافت کرنا اور جاننا اور انکے مشتقات اور انکے مرادف کا دوسرا مفعول واقع ہوتا ہے۔ پس اگر کہنا یا اسکے مرادف کے بعد آویگا تو مقولہ کہلاویگا جیسے کل آپ نے کہا تھا کہ مین انعام دلا دونگا۔

ترکیب کل مفعول فیہ کہا تھا فعل۔ آپنے فاعل۔ کہ بیانیہ۔ دلاؤنگا فعل مین اسکا فاعل۔ انعام مفعول ثانی اور مفعول اول یعنے تم کو محذوف ہے پس فعل فاعل اور دونون مفعولون سے ملکر جملۂ فعلیہ ہوکر مقولہ ہوا فعل اول کا۔ اور وہ اپنے فاعل اور مقولہ اور مفعول فیہ سے ملکر جملۂ فعلیہ ہوا۔ اور سواے کہنا اور اسکے مرادف کے اور جگہ یہ جملہ ہو تو اسم اشارہ محذوف کا بیان ہوتا ہی۔ اور جسکا بیان ہے اسکو مُبیّن کہتے ہین۔ جیسے تم نے سُنا ہے کہ شہر مین کیا ہو رہا ہی۔ تم نے سُنا ہے فعل با فاعل۔ اور اس کا مفعول بہ محذوف ہی۔ یعنے یہ جو اسم

اشارۂ قریب ہے۔ کہ بیانیہ شہر مین جار مجرور متعلق فعل ثانی ہو رہی کا اور کیا اس کا فاعل۔ فعل اور فاعل اور متعلق ملکر جملۂ فعلیہ ہوکر بیان ہوا۔ یہ محذوف کا جو مبین ہے پس مبیّن معہ بیان مفعول بہ ہوا فعل اول کا اور وہ معہ فاعل اور مفعول کے جملہ فعلیہ ہوا

نتیجیہ وہ جملہ ہے جو پہلے دو جملون سے پیدا ہوا ہو۔ جیسے سستی کرنا برا کام ہی اور جو برا کام ہے چھوڑنے کے قابل ہے۔ پس سستی کرنا چھوڑنیکے قابل ہے

یہان جملہ جو بعد پس کے ہے نتیجیہ ہوا۔ جو پہلے دو جملونسے پیدا ہوا ہے۔

ترکیب۔ اول جملے مین سستی کرنا مبتدا اور برا کام خبر اور دونون ملکر جملۂ اسمیہ ہوے۔ دوسرے جملے مین ا اور حرف عطف جو کام اسم موصول برا کام خبر مبتدا محذوف کی یعنے لفظ وہ کی جو ضمیر ہے موصول کی طرف اور مع کاف صلہ کے حذف کی گئی ہے مبتدا معہ خبر جملۂ اسمیہ ہوکر صلہ ہوا موصول کا موصول اور صلہ ملکر پھر مبتدا ہوا وہ مبتدا چھوڑنے کے قابل مرکب اضافی خبر وہ کی۔ ہے حرف ربط یہ جملۂ اسمیہ خبر ہوا پہلے مبتدا کی اور وہ معہ خبر جملۂ اسمیہ ہوا۔ تیسرے جملے مین۔ پس حرف عطف سستی کرنا مبتدا چھوڑنے کے قابل خبر ہے حرف ربط مبتدا و خبر ملکر جملۂ اسمیہ نتیجیہ ہوا۔

معترضہ وہ جملہ ہے جو ماقبل و مابعد سے کچھ علاقہ نرکھتا ہو۔ اور وہ اکثر مبتدا و خبر کے یا فاعل اور فعل کے یا شرط اور جزا کے درمیان مین آتا ہے۔ مثلاً میری کتاب چشم بد دور خوب ہے۔

ترکیب چشم بد دور جملۂ معترضہ ہے کہ مبتدا اور خبر کے درمیان آیا ہے۔ میری کتاب مرکب اضافی مبتدا ہے۔ اور خوب خبر اور ہے حرف رابط۔ اور چشم بد مرکب توصیفی مبتدا اور دور خبر دونوں ملکر جملۂ اسمیہ معترضہ ہے کیونکہ اگر چشم بد دور کو نکال دیوین تو معنے مین کچھ خلل نہین آتا۔

ندائیہ وہ جملہ ہے جسمین ندا ہو جیسے ای کریم رحم کر۔

ترکیب ای حرف ندا قائم مقام جملۂ فعلیہ کے کیونکہ اصل اُسکی یہ ہے کہ پکارتا ہون مین کریم کو پس کو علامت مفعول اور فعل و فاعل کو حذف کر کے حرف ندا مفعول پر اُنکے قائم مقام کیا۔ اس مقام مین یون کہا چاہیے ای حرف ندا قائم مقام جملۂ فعلیہ کے کریم منادی۔ رحم کر فعل۔ تو فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر جملۂ فعلیہ ہو کر جواب یا مقصود بالندا ہوا ندا کا۔ حرف ندا اپنے منادی اور جواب ندا یا مقصود بالندا سے ملکر جملۂ ندائیہ ہوا۔

قسمیہ وہ جملہ ہے جو قسم کو شامل ہو جیسے خدا کی قسم برا کام نہ کرونگا۔

ترکیب خدا مضاف الیہ اور قسم مضاف اور کی علامت اضافت۔ مضاف اور مضاف الیہ ملکر مفعول بہ ہوے فعل محذوف یعنے قسم کھاتا ہون۔ کے جو فعل بافاعل ہے۔ کہ بیانیہ نہ کرونگا فعل منفی متعدی بافاعل۔ برا کام مرکب توصیفی اُسکا مفعول بہ۔ فعل اور فاعل اور مفعول ملکر جملۂ فعلیہ ہو کر جواب ہوا قسم کا۔ فعل قسم اپنے جواب وغیرہ سے ملکر جملۂ قسمیہ ہوا۔

حالیہ وہ جملہ ہے کہ کسی چیز کا حال واقع ہو جیسے زید کو مینے دیکھا حال آنکہ وہ بہت دور کھڑا تھا۔

ترکیب یہان جملہ وہ بہت دور کھڑا تھا۔ جملۂ حالیہ ہے کہ حال واقع ہوا ہے زید کا اسطرح کہ پہلے جملے مین دیکھا فعل متعدی مین اسکا فاعل نے علامت فاعل زید ذوالحال۔ کو علامت مفعول۔ حال آنکہ جملہ علامت حال کی کھڑا تھا فعل وہ اسکا فاعل۔ دور موصوف بہت صفت موصوف اور صفت ملکر مفعول فیہ ہوے فعل کے۔ فعل اور فاعل اور مفعول فیہ ملکر جملۂ فعلیہ ہوکر حال ہوا ذوالحال کا ذوالحال اور حال ملکر مفعول بہ ہوا فعل متعدی کا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول کے ساتھ ملکر جملۂ فعلیہ ہوا۔

مبدلہ وہ جملہ کہ بدل واقع ہو جیسے یہ عجیب بات ہی کہ تم سے محنت نہین ہوتی۔

ترکیب تم سے محنت نہین ہوتی جملۂ مبدلہ ہے کہ بدل واقع ہوا ہے عجیب بات کا اسطرح کہ یہ مبتدا اور بات موصوف اور عجیب صفت یہ مرکب توصیفی مبدل منہ ہوا اور نہین ہوتی فعل منفی محنت اسکا فاعل۔ تم مجرور سے جار۔ جار اور مجرور ملکر متعلق ہوے فعل کے۔ فعل اور فاعل اور متعلق ملکر جملۂ فعلیہ ہوکر بدل ہوا مبدل منہ کا۔ مبدل منہ اور بدل ملکر خبر ہوی مبتدا کی۔ مبتدا اور خبر ملکر جملۂ اسمیہ ہوا۔

ممیزہ وہ جملہ ہے کہ جسمین تمیز کسی چیز کی واقع ہو جیسے ہم فراموشی سے اٹھکر گئے

ترکیب فراموشی سے تمیز ہے۔ اٹھنے کی نسبت سے جو ضمیر جمع متکلم کی طرف

ہے اور وہ ضمیر جمع فاعل ہے فعل معطوف اٹھکر اور دوسرے فعل گئے کی اور فعل اور فاعل ملکر جملہ فعلیہ ممیزہ ہوا۔

موکدہ وہ جملہ ہے کہ جسمین تاکید کسی چیز کی ہو جیسے ہم نے لکھا ہے ہم نے لکھا ہے

ترکیب۔ یہان دوسرا جملہ موکدہ ہے کہ پہلے جملے کی تاکید ہے۔ اسطرح کہ لکھا ہے فعل ہم فاعل نے علامت فاعل۔ فعل اور فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر پہلا جملہ مُوکَّدہ بفتح کاف ہوا اور دوسرا مُوکِّدہ بکسر کاف۔

تشبیہیہ وہ جملہ ہے جو متضمن تشبیہ کو ہو جیسے زید کا ہر ایک دانت گویا موتی ہے

ترکیب زید مضاف الیہ۔ کا علامت اضافت کی ہر ایک دانت مضاف مضاف و مضاف الیہ ملکر مُشبّہ اور مبتدا ہوا اور گویا کلمۂ تشبیہ۔ موتی مشبّہ بہ اور خبر۔ ہے حرف ربط۔ مبتدا اور خبر ملکر جملہ اسمیۂ تشبیہیہ ہوا۔

استثنائیہ وہ کہ اسمین استثنا پایا جاوے جیسے مین تمھاری بات نہین مانتا مگر اسوقت کہ تم بھی اسپر عمل کرو۔

ترکیب دوسرا جملہ بعد مگر کے استثنائیہ ہے اسطرح کہ پہلا جملہ فعل اور فاعل اور مفعول بہ سے مرکب ہے اور اسمین مستثنیٰ منہ محذوف ہے یعنے کسی وقت مین اور دوسرے جملے مین مگر حرف استثنا اور اسوقت اشارہ اور مشارٌ الیہ ملکر مفعول فیہ کہ حرف بیان۔ تم فاعل اور بھی حرف عطف اسپر جار مجرور متعلق فعل کے عمل کرو۔ فعل۔ پس فعل اور فاعل اور مفعول فیہ اور متعلق ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مستثنیٰ ہوا

مستثنیٰ منہ کا۔ اور یہ دونون ملکر مفعول فیہ ہوے پہلے فعل کے۔ اور وہ اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہوا۔

معطوفہ وہ کہ ایک جملہ دوسرے پر عطف ہو جیسے تم کون ہو اور تمھارا نام کیا ہے۔

ترکیب اسمین دوسرا جملہ جملہ معطوفہ ہے۔ پہلے جملے مین تم مبتدا کون خبر۔ ہو حرفِ ربط۔ مبتدا اور خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ ہوا اور دوسرے جملے مین اور حرفِ عطف تمھارا مضاف الیہ نام مضاف اور یہ مرکب اضافی مبتدا۔ کیا خبر۔ اور ہے حرفِ ربط۔ مبتدا اور خبر ملکر جملہ اسمیہ معطوفہ ہوا۔

اُن اسمون کا بیان جو دوسرے اسم سے ملکر جزِ جملے کا ہوتے ہین

واضح ہو کہ ترکیب کرنے مین بعضے اسما اسطرح کے ہین کہ وے بدون دوسرے چیزون سے ملے جزو کلمے کا نہین ہوتے یعنے نہ مبتدا ہوتے ہین نہ خبر نہ فاعل نہ مفعول وے یہ ہین

پہلا **مضاف** ہے کہ بغیر مضاف الیہ کے ملے جزو جملے کا نہین ہوتا بلکہ دونون ملکر مبتدا یا خبر یا فاعل یا مفعول ہوتے ہین جیسا کتاب کا ورق بوسیدہ ہے۔

دوسرا **موصوف** کہ ہمیشہ صفت کے ساتھ ملکر جزو جملے کا ہوتا ہے جیسے اچھی کتاب لاؤ

تیسرا **معطوف علیہ** کہ معطوف کے ساتھ ہوگا جیسے قلم اور کاغذ حاضر ہین۔

چوتھا **موصول** کہ صلہ کی ضرورت رکھتا ہے جیسے جو آدمی کل آیا تھا عالم ہے

پانچوان **ذوالحال** کہ حال کا محتاج رہتا ہے جیسے لڑکا روتا ہوا پڑھتا ہے۔

چھٹا **اسم اشارہ** کہ بغیر مشار الیہ لفظی یا مقدر کے نہو گا۔ جیسے یہ قلم اچھا ہے۔

ساتوان **مبدل منہ** کہ بدل کے ساتھ رہتا ہے جیسے زید خالد کا بھائی عالم ہے۔

آٹھوان **مشبہ بہ** کہ مشبہ کی خواہش رکھتا ہے جیسے شیر سا آدمی حاضر ہے۔

نوان **مستثنیٰ منہ** کہ مستثنیٰ کے ساتھ ہوتا ہی جیسے بجز زید کے سب لڑکے قابل ہین

دسوان **عدد** کہ اپنے معدود کے ساتھ ہوتا ہی جیسے دس لڑکے اچھے ہین۔

گیارہوان **مفسَّر** بفتح سین کہ مفسِّر بکسر سین کے ساتھ ہوتا ہی جیسے سواری یعنے گھوڑا لاؤ

بارہوان **مبیَّن** کہ بیان کے ساتھ ہوتا ہے جیسے کتاب کہ دس جز کی ہے اچھی ہے

تیرہوان **ممیَّز** کہ تمیز کے ساتھ ہوتا ہی جیسے مین بھول کر یہ کام کیا۔

چودہوان **جار** کہ مجرور کے ساتھ ہوتا ہی جیسے کتاب گھر پر ہے۔

ف جار مجرور مبتدا اور فاعل نہین ہو سکتے مگر قائم مقام خبر کے ہو سکتے ہین اور ہمیشہ فعل یا مشابہ فعل کے متعلق ہوتے ہین۔ اور بعضے دفعہ جار و مجرور قائم مقام مفعول کے بھی ہوتے ہین۔

ف مرکب اضافی اور مرکب توصیفی اور دوسرے مرکبات مذکورہ جیسے مبتدا اور خبر اور فاعل اور مفعول ہوتے ہین۔ اسی طرح جملے کے اور اجزا یعنے متعلقات و زوائد بھی ہو سکتے ہین مثلاً مرکب اضافی مفعول فیہ ہو سکتا ہے۔ اور مفعول مطلق اور مفعول لہ اور حال اور بدل اور مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ اور نعت اور تاکید وغیرہ بھی ہو سکتا ہے۔

دوسرا حصہ

پہلا باب علم بیان میں

علم بیان

اقسام دلالت

علم بیان وہ ہے کہ جس سے ایک معنے کو کئی طریق سے لکھ سکیں کہ ان میں سے کوئی طریق معنی مطلوب پر دلالت واضح رکھتا ہو اور کوئی واضح تر۔ اور دلالت کی تین قسمیں ہیں وضعی تضمنی التزامی۔ اگر کوئی لفظ اپنے تمام معنی موضوع لہ پر دلالت کرے وہ

وضعی

وضعی ہے جیسے دلالت لفظِ شیر کی جانورِ معروف پر۔ اور اگر کوئی لفظ جزوِ موضوع لہ پر دلالت کرے وہ

تضمنی

تضمنی ہے جیسے دلالت لفظِ شیر کی حیوان پر۔ اور اگر لفظ ایسے معنے پر دلالت کرے جو حقیقتِ موضوع لہ سے خارج لیکن لازم اس کے ہو تو وہ

التزامی

التزامی ہے جیسے دلالت لفظ شیر کی مردِ شجیع پر۔ پس دلالتِ وضعی کو دلالتِ مطابقہ اور تضمنی والتزامی کو عقلیہ کہتے ہیں۔ اور علمِ بیان میں فقط دلالتِ تضمنی اور التزامی سے بحث ہوتی ہے۔ کیونکہ دلالتِ وضعی واضح اور اوضح نہیں ہوسکتی چنانچہ لفظِ شیر اور اسد اور ضیغم کہ ہر ایک لفظ اِن میں سے معنیٔ موضوع لہ پر یکساں دلالت کرتا ہے۔ اور دلالتِ تضمنی والتزامی میں ممکن ہے کہ ایک واضح ہو اور دوسری اوضح چنانچہ لنبے انگر کھے والا دراز قد شخص کو کہیں تو دلالت بیواسطہ ہے۔ اور بہت راکھ والا مہمان دوست کو کہیں تو اس میں کئی واسطے ہونگے کیونکہ بہت راکھ لزدم بہت لکڑی جلنے کی ہے۔ اور بہت لکڑی جلنا لازم بہت کھانا یا روٹی پکنے کی ہے۔ اور بہت کھانا یا روٹی پکنا لازم کثرتِ مہمان کی اور کثرتِ مہمان کی لازم مہمان دوست ہونے کی ہے۔ پس پہلی دلالت بہ نسبت دوسری کے واضح تر ہے۔

جاننا چاہئے کہ اگر کوئی لفظ معنی موضوع لہ کے واسطے استعمال کیا جائے تو اُس کو

حقیقت — **حقیقت** کہتے ہیں۔ اور اگر معنی غیر حقیقی کے واسطے استعمال کریں تو اُس کو

مجاز — **مجاز**۔ اس صورت میں معنی حقیقی اور مجازی میں کچھ علاقہ ضرور ہوگا۔ پس مجاز کے تین قسمیں ہیں استعارہ۔ مجاز مرسل کنایہ

استعارہ — **استعارہ** وہ ہے کہ معنی موضوع لہ ترک کیا جاوے اور علاقہ تشبیہ کا ہو جیسے استعمال نرگس کا
آنکھ کی جائے میں یہاں مراد صرف آنکھ سے ہے نہ نرگس سے۔

مجاز مرسل — **مجاز مرسل** وہ ہے کہ معنی حقیقی اور مجازی میں کچھ علاقہ لزوم و سببیت وغیرہ کا ہو جیسے لفظ قارورہ کا استعمال بول
مریض پر کیونکہ بول بیمار کا اکثر قارورہ یعنے شیشے میں رکھتے ہیں۔ پس یہاں معنی حقیقی و مجازی میں علاقہ ظرفیت کا ہے
اس مثال میں مراد صرف بول سے ہے نہ شیشے سے۔

کنایہ — **کنایہ** وہ ہے کہ معنی مجازی کے ساتھ معنی حقیقی بھی مراد ہو جیسے لنبے انگرکھے والا بمعنی
دراز قد کنایہ ہے یہاں ہر دو معنی یعنے لنبے انگرکھے والا اور دراز قد مراد ہو سکتے ہیں واضح ہو کہ استعارہ
موقوف ہے ماہیت تشبیہ معلوم کرنے پر اس لئے مدار علم بیان کا چار چیز پر ہے تشبیہ۔ استعارہ۔ مجاز مرسل
کنایہ۔ پس ہر ایک کا بیان جدا جدا ایک ایک فصل میں لکھا جاتا ہے۔

پہلی فصل تشبیہ کے بیان میں

تشبیہ — **تشبیہ** مانند کرنا ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ کسی وصف میں بوساطت حروف تشبیہ کے
پس جس کو تشبیہ کریں اُس کو مُشَبَّہ بفتح با کہتے ہیں اور جس کے ساتھ تشبیہ دیں اُس کو مُشَبَّہ بِہٖ اور اُس وصف
وجہ شبہ اور جو لفظ تشبیہ پر دلالت کرے مثلاً مانند اور سا۔ جیسا۔ جوں۔ برابر وغیرہ کے اُس کو
ادات تشبیہ۔ اور جو کچھ تشبیہ سے مقصود ہو خواہ مدح خواہ مذمت اُس کو

غرض تشبیہ۔ اور مجموعہ امور مارے مشروط کو ارکان تشبیہ کہتے ہیں مثلاً زید مانند باگھ کے ہے۔ یہاں زید مشبّہ اور باگھ مشبہ بہ اور لفظ مانند ادات تشبیہ اور شجاعت وجہ شبہ اور مدح غرض تشبیہ۔ اور تمام یعنے مشبہ اور مشبہ بہ اور ادات تشبیہ اور غرض تشبیہ اور وجہ شبہ ارکانِ تشبیہ ہیں۔ اور ضرور ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ اگر حقیقت میں مشترک ہوں تو صفت میں مختلف ہوں یا بالعکس کیونکہ اگر یہ فرق نہوگا تو تشبیہ باطل ہو جائیگی اور چاہیئے کہ صفت وجہ شبہ مشبّہ میں کم اور مشبہ بہ میں زیادہ ہووے ورنہ تشبیہ سے کچھ فائدہ نہوگا۔ واضح ہو کہ باعتبار ارکانِ تشبیہ کے تشبیہ کئی قسم کی ہوتی ہے۔

بیان مشبہ و مشبہ بہ

اگر مشبہ اور مشبہ بہ ظاہری پانچ حواس سے معلوم ہو سکیں تو اُس کو تشبیہ حسّی کہتے ہیں ورنہ عقلی پس اس اعتبار سے مشبّہ اور مشبہ بہ کے چار قسمیں ہیں اول یہ کہ دونوں حسّی ہوں جیسے رخ اور گل سرو اور قد وغیرہ۔ دوسری یہ کہ دونوں عقلی ہوں جیسے تشبیہ شہادت کی آدر علم کی زندگی سے اور جہل کی موت سے کہ یہ مدرک بعقل ہوتے ہیں تیسری یہ کہ مُشبہ عقلی اور مشبہ بہ حسّی ہو جیسے موت کو گرگ اور عمر کو رشتہ اور خلقِ نیک کو عطر اور غضب کو آگ سے تشبیہ دیں چوتھی یہ کہ مشبّہ حسّی اور مشبّہ بہ عقلی ہو جیسے زلف کو سیاہی میں نامۂ اعمال بد سے مشابہت دیں۔

بیان وجہ شبہ

وجہ مشبہ بھی کبھی حسّی اور کبھی عقلی ہوتی ہے اور وجہ شبہ کبھی متحد ہوتی ہے جیسے تشبیہ شجاع کی شیر کے ساتھ کبھی متعدد جیسے تشبیہ قد کی سرو کے ساتھ کہ یہاں راستی اور بلندی دونوں پائی جاتی ہیں

اور وجہ شبہ میں کبھی ایک ہیاتِ مجموعی دوسرے ہیاتِ مجموعی سے تشبیہ دی جاتی ہے اُس کو تشبیہ مرکب یا مُمثّل کہتے ہیں ذوق شعر ارادہ گر کرے ناقص علوِ جاہِ کامل کا ؛ تو یہ جانو کہ نابینا کنارِ بام چلتا ہے ؛ کبھی دو شئی مُتضادہ کو بطورِ طنز اور ظرافت کے تشبیہ دیتے ہیں اِس صورت میں معنی مُتضادہ وجہ شبہ ہوگی جیسے تشبیہ بخیل کی حاتم سے اور نامرد کی شیر یا رستم سے ۔ اگر وجہِ شبہ کلام میں مذکور ہو تو اس کو تشبیہ مُفصّل کہتے ہیں جیسے زید جوانمردی میں شیر سا ہے ورنہ مُجمل جیسے زید مانند حاتم کے ہے ۔

بیان اداتِ تشبیہ

اور الفاظ تشبیہ مستعملہ اردو سا ۔ مانند ۔ جیسا ۔ جیسے ۔ جون ۔ چون ۔ نظیر ۔ مقابل ۔ مشابہ ۔ برابر ۔ عدیل برنگ ۔ لسان وغیرہ ہیں باعتبار حروفِ تشبیہ کے تشبیہ کے دو قسمیں ہیں ۔ مُرسل اور مؤکد ۔

مرسل وہ ہے کہ حرفِ تشبیہ اس میں مذکور ہو جیسے زید شیر سا ہے

مؤکد وہ ہے کہ حرفِ تشبیہ اس میں مذکور نہو جیسے زید شیر ہے ۔ پھر تشبیہ سات قسم پر ہوتی ہے ۔ اول

تشبیہ مطلق وہ ہے کہ ایک شئی کو دوسری شئی سے تشبیہ دیں چنانچہ ۵ صبح رخسار یار کی سی ہے ؛ شام زلفوں کی تار کی سی ہے ؛ دوسری

تشبیہ کنایہ یہ کہ ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ کنایۃً تشبیہ دیں اور مشبہ کو ذکر نہ کریں اور حرفِ تشبیہ مذکور نہو جیسے شعر میں ہوں کیوں تلخ کام گرچہ سدا ؛ لعلِ شیریں ہے تیرا شکر بار ؛ یعنے لب تیسری

تشبیہ مشروط وہ ہے کہ وجہِ تشابہ شرط پر موقوف ہو یعنے اگر ایسا ہوگا تو ویسا ہوگا شعر سرو گر باغ میں رواں ہوگا ؛ تیری قامت سا بیگمان ہوگا ؛ یہاں تشبیہ سرو کی محبوب کے قد کی ساتھ شرط رفتار قرار دی ہے چوتھی

تشبیہ عکس وہ کہ مشبہ کو مشبہ بہ ۔ اور پھر مشبہ بہ کو مشبہ قرار دیں شعر میں ہوں لاغر تری

کمر کی طرح ؛ ہے کمر تیری جیسا میں ہوں نزار ؛ پانچویں

تشبیہ تسویہ

تشبیہ تسویہ وہ کہ شاعر اپنے ایک وصف کو معشوق کے ایک وصف کے ساتھ تشبیہ دیوے جیسے شعر قد مرا اور تیرے ابرو کج ؛ دیکھ خمیدہ ہے کماں کردار ؛ چھٹویں

تشبیہ اضمار

تشبیہ اضمار اس طرح سے تشبیہ دیں کہ تشبیہ معلوم نہو شعر تیرہ کس واسطے ہے سیہ البخت ؛ گر ہے وہ زلف تیرہ جوں شب تار ؛ ساتویں

تشبیہ تفضیل

تشبیہ تفضیل وہ ہے کہ کسی چیز کو ایک چیز سے تشبیہ کریں پھر اس سے پھر کر مشبہ کو مشبہ بہ پر ترجیح و تفضیل دیں شعر تو ہے گل او نہیں کہ ہے دائم ؛ تجھ سے خرم رخ گل گلزار ؛

غرض تشبیہ

بیان غرض تشبیہ

یہ چند قسم کی ہے۔ کبھی تزئین مشبہ نظر سامع میں اور کبھی مذمت اور تقبیح مشبہ نظر سامع میں اور کبھی بیان حال مشبہ غرض تشبیہ ہوتی ہے۔ جرأت شعر بشکل مہر ہے گردش ہی ہمکو سارے دن ؛ جو تم پھر آؤ تو پیارے پھریں ہمارے دن ؛ یہاں غرض اظہار حال سرگشتگی ہے ؛ امانت شعر نس تر اودہ گل رعنا تو تماشا دیکھا ؛ گوہر و نیلم و یاقوت کو یکجا دیکھا ؛ غرض تزئین مشبہ سے ہے۔ نسیم شعر زنبور سیاہ خال اس کے ؛ برگد کی جٹائیں بال اس کے ؛ غرض مذمت مشبہ سے ہے۔

استعارہ

دوسری فصل استعارہ میں

استعارہ لغت میں عاریت طلب کرنے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں وہ لفظ ہے کہ معنی غیر موضوع لہ میں مستعمل ہوا و معنی حقیقی اور مجازی میں علاقہ تشبیہ کا ہو۔ پس حالت استعارہ میں مشبہ کو مستعار لہ اور مشبہ بہ کو مستعار منہ اور وجہ شبہ کو وجہ جامع کہتے ہیں اور غرض استعارہ سے یہ ہے کہ مشبہ کو عین مشبہ بہ

قرار دیں جیسے شیر بمعنی مردِ شجاع۔ پس شجاع مستعار لہ شیر مستعار منہ شجاعت وجہ جامع ہے۔ اور
تشبیہ کے مانند مستعار لہ اور مستعار منہ کبھی دونوں حسی یا عقلی کبھی ایک حسی ایک عقلی ہوتے ہیں جاننے
کہ اگر استعارہ میں فقط مشبہ بہ کو ذکر کریں اس کو **استعارہ بالتصریح** کہتے ہیں جیسے آمانت

استعارہ بالتصریح

شعر ربط رہنے لگا اُس شمع کو پروانوں سے ؛ آشنائی کا کیا حوصلہ بیگانوں سے ؛ یہان
شمع سے مُراد معشوق اور پروانہ سے عاشق ہے۔ اور اگر فقط مشبہ کو ذکر کریں اُس کو **استعارہ بالکنایہ**
یا **استعارۂ مکنیہ** کہتے ہیں پس اس صورت میں ضرور ہے کہ قرینہ ہو یعنے مناسبات اور لوازمات مشبہ بہ محذوف کے مذکور

استعارہ مکنیہ

ہوں اور اس قرینے کو **استعارۂ تخییلیہ** کہتے ہیں۔ ناسخ **شعر** نہیں ممکن کہ کلکِ فکر لکھے شعر سب

استعارہ تخییلیہ

اچھے ؛ برستا ہے بہت نیساں گُہر ہوتے ہیں کم پیدا ؛ یہان شاعر فکر کو منشی قرار دیا۔ اور کلک جو منشی کو
ضرور ہے اُس کے واسطے ثابت کیا۔ پس استعارہ فکر کا منشی سے استعارہ بالکنایہ ہے اور ثابت کرنا
کلک کا اس کے لئے استعارۂ تخییلیہ۔ اور استعارہ باعتبار لفظ کے دو قسم پر ہے۔ اصلیہ۔ و تبعیہ۔
اصلیہ وہ ہے کہ لفظِ مستعار اسم جنس ہو جیسے استعارہ اسد کا واسطے مردِ شجاع کے اور گل کا واسطے رخسار کے وغیرہ اور

اصلیہ

تبعیہ وہ کہ لفظِ مستعار فعل یا شبہ فعل یا حرف ہو جیسے **ع** بھاگ ان شعبدہ بازوں سے مثال سیماب ؛ جناب کو بھاگنے
سے استعارہ کیا اور بھاگ صیغۂ امر ہے۔ اور سوا انکے استعارہ تین قسم پر ہے۔ مطلقہ۔ مجردہ۔ مرشحہ۔

تبعیہ

مطلقہ وہ ہے جس میں مناسبات و صفات مستعار لہ اور مستعار منہ کے مذکور نہوں جیسے نسیم **شعر**

مطلقہ

۵۲
حاجت کے گماں سے جب ہوئی سیر ؛ گھبرا کے پلنگ سے اُٹھا شیر ؛ شیر سے مُراد شجاع ہے ؛
مجردہ وہ ہے کہ فقط صفات و مناسبات مستعار لہ کے ذکر کئے جاویں سودا **شعر** گل نے شبنم سے بھر الماس تو کھایا
لیکن ؛ ہاتھ میں غنچہ لالہ کے ابھی افیوں ہے ؛ داغ کو افیوں سے استعارہ کیا ہے اور فقط مناسبات مستعار لہ کا مذکور ہے یعنے لالہ۔

مجردہ

مرشحہ وہ ہے کہ فقط صفات ولوازمات مستعار منہ کے مذکور ہوں نسیم شعر ثابت کچھ اثر ستارہ کا ہے ؛ اس چاند کو کیا گہن لگا ہے ؛ لفظ گہن اور ستارہ مناسب چاند کے ہے جو مستعار منہ چہرۂ یار کا ہے۔ اور کبھی صفات ومناسبات دونوں کے بھی مذکور ہوتے ہیں سودا شعر تیرا ہے بزر مہر خریدار فلک پر ؛ یوسف کی تھی گرمی بازار فلک پر ؛ یہاں مستعار لہ شعاع آفتاب ہے اور مستعار منہ زر۔ پس مستعار لہ کے مناسب فلک اور مہر ہے اور مستعار منہ کے مناسب خریدار اور گرمی بازار۔

ف استعارۂ مرشحہ استعارۂ مطلقہ اور مجردہ سے زیادہ بلیغ ہے۔

تیسری فصل مجاز مرسل کے بیان میں

مجاز مرسل

مجاز مرسل وہ ہے کہ کوئی کلمہ معنیٔ غیر موضوع لہ میں مستعمل ہو بے واسطہ وجہ تشبیہ کے اس کے کئی قسم ہیں اول یہہ کہ سبب کو بجاے مسبب کے استعمال کریں قلق ع رطب ویابس سے زمانے کے ناآگاہ تھے ہم ؛ حق بجانب ہے کہ نادان ہی واللہ تھے ہم ؛ مراد رطب ویابس سے تغیر زمانہ ہے اور تغیر سبب سردی وگرمی کا ہے۔ دوسری یہہ کہ مسبب کو بجاے سبب کے لاویں وله لبس ملاقات سے اب سیر ہوے بھر گیا دل ؛ کیسی چاہت تھی یہہ کیسی تھی طبیعت مائل ؛ مراد سیر ہونے سے بیزار ہونا ہے کیونکہ سیری سبب بیزاری کا غذا سے ہے۔ تیسری یہہ کہ کل کو بجاے جز کے استعمال کریں جیسے میں نے انگلی کان میں رکھی یعنے انگلی کا سر۔ چوتھی جز کو بجاے کل کے استعمال کرنا جیسے آج چہرہ زید کا نظر نہ پڑا یعنے زید کی ذات۔ پانچویں عام کو بجاے خاص کے استعمال کرنا جیسے یہہ چارپایہ کیا اچھا ہے۔ یعنے گھوڑا۔ چھٹویں اس کا عکس کرنا جیسے یہہ فرعون ظلم کا ہاتھ دراز کیا۔ مراد فرعون سے ظالم ہے۔ ساتویں یہہ کہ ظرف کو بجاے مظروف استعمال کریں جیسے لفظ قارورہ کہ بمعنی شیشہ ہے بمعنی بول کے

استعمال کرتے ہیں۔ آٹھویں مظروف کو بجائے ظرف استعمال کریں جیسے گلاب کو طاق میں رکھدو یعنے شیشۂ گلاب کو۔ نویں استعمال ملزوم کا بجائے لازم جیسے آتش میرے دل میں ترمی یعنے حرارت دسویں عکس اس کا جیسے ہنوز چولھے میں حرارت ہے۔ یعنے آتش گیارھویں یہ کہ لفظ کو باعتبارِ حالتِ زمانِ ماضی کے استعمال کرتے ہیں جیسے مشتِ خاک۔ مراد انسان سے شعر اکسیر ہے تو کیا ہے ہے مشتِ خاک سودا ؛ خاطر جب کسی کے اس سے ملال آیا ؛ بارھواں یہ کہ لفظ کو باعتبارِ حالتِ زمانِ مستقبل کے ذکر کریں جیسے طالبِ علم کو مولوی کہیں تیرھویں کسی چیز کو بلفظِ آلہ کے استعمال کرنا شعر زبان کھولینگے مجھ پر بدزبان کہا بدشعاری سے ؛ کہ میں نے خاک بھر دی منھ میں انکے خاکساری سے بدزبان بمعنی بدکلام۔ چودھواں کسی چیز کو باسمِ مادہ استعمال کرنا جیسے تلوار کو آہن کہنا۔

چوتھی فصل کنایہ میں

کنایہ لغت میں پوشیدہ کہنا ہے اور اصطلاح میں وہ لفظ ہے کہ لازم معنی کو اس کے ارادہ کریں جواز ارادہ معنی حقیقی کے ساتھ جیسے ہچکی لگنا کنایہ کثرتِ گریہ سے ہے۔ اور پیٹھ چارپائی سے لگ جانا مراد اٹھنے بیٹھنے کی طاقت چلے جانے سے ہے۔ اور ساقِ دوش پر رکھنا کنایہ مباشرت سے ہے جاننا چاہیے کہ اگر کنایہ میں وسائطِ ملزوم نہوں اور کچھ خفا بھی نہو تو اس کو **ایما و اشارت** کہتے ہیں جیسے آگے کے مثالوں سے ظاہر ہے۔ اور جب وسائط نہوں لیکن خفا ہو اس کو **رمز** کہتے ہیں جیسے عریض القفا کنایہ احمق سے۔ اور یہ امر علم قیافہ سے علاقہ رکھتا ہے۔ اور اگر کثیر الوسائط ہو تو اس کو **تلویح** کہتے ہیں جیسے لنبے انگرکھے والا بمعنی شخصِ درازقامت کے۔ اور اگر کہیں کنایہ سے موصوف غیر مذکور مقصود ہو تو اس کو **تعریض** کہینگے جیسے معشوقِ بے وفا کے خطاب میں

ع ہے دوست وہ جو دوست کی خاطر جلائے دل ؛ شاعر کا غرض یہہ ہے کہ تو دوست نہیں

ف مجاز حقیقت سے اور کنایہ تصریح سے اور استعارہ تشبیہ سے زیادہ بلیغ ہے ۔

پانچواں باب علم بدیع میں

علم بدیع

علم بدیع وہ علم ہے جس سے طریقے تحسین اور تزئین کلام کے معلوم ہوتے ہیں موضوع اس کا عبارت فصیح اور کلام مستحسن ہے اور غایت اس کا کلام کی زینت اور اسکے عیبوں کی پہچان ہے

فصل پہلی صنایع معنوی میں

تضاد

تضاد یہہ کہ نظم یا نثر میں دو لفظ ضد ایک دوسرے کی جمع کئے جاویں خواہ وہ دونوں اسم ہوں یا فعل یا حرف جیسے دراز اور کوتاہ ۔ گرم اور سرد وغیرہ اور اس کو مقابلہ ۔ تطبیق ۔ تکافو ۔ طباق اور مطابقہ بھی کہتے ہیں ذوق شعر لڑتے ہیں گہ نصیب سے گاہے فلک سے ہم ؛ فرقت کی رات کم نہیں روز مصاف سے ؛ رات اور روز میں تضاد ہے ۔ اور اسی میں داخل ہے صنعت

تدبیج

تدبیج یعنے ذکر اقسام رنگوں کا کرنا بطریق کنایہ ۔ امانت شعر گندمی رنگ کو بنکر نہ کھرا کرتے تھے ؛ دھانی جوڑے سے کبھی وان ہرا کرتے تھے ؛

مراعات النظیر جس کو توافق اور تناسب بھی کہتے ہیں وہ ہے کہ شاعر ایسے الفاظ جمع کرے کہ آپس میں مناسبت رکھتے ہوں سوا نسبت تضاد کے جیسے گل اور بلبل ۔ ماہ اور آفتاب ۔ تیر اور کمان وغیرہ ۔ ذوق شعر تیر اٹھی ہے فلک کا بکشان ہے خرطوم ؛ کان دونوں مہ و خور دم ذنب سر ہے راس ۔

ایہام یہ صنعت دو قسم ہے ایہام التضاد اور ایہام تناسب جس کو توریہ بھی کہتے ہیں یعنے ایسا لفظ

لانا کہ دو معنی رکھتا ہوا اور معنیٔ دوم کہ غیر مقصود ہے کسی لفظ سے اگر نسبت تضاد کی رکھتا ہو وہ **ایہام تضاد** ہے اگر اور کوئی نسبت ہے تو **ایہام تناسب** مثال ایہام تضاد کی آمانت **شعر** دل جو بھر آیا تو اک شور مچایا میں نے ٭ اسارے تالاب کے سوتوں کو جگایا میں نے ٭ لفظ سوتوں کا یہاں بمعنی منبع کے ہے لیکن معنی دوم خفتہ کہ غیر مقصود ہے لفظ جگانے سے ایہام رکھتا ہے مثال ایہام تناسب ذوق **شعر** نہ چھوڑیگی جیتا مجھے چشم قاتل ٭ یقیں ہے یقیں بلکہ عین الیقین ہے ٭ لفظ عین کے معنی مقصود محض کے ہیں۔ اور معنیٔ دوم مناسب چشم کے ہیں۔

استخدام وہ ہے کہ کسی لفظ کے دو معنی ہوں۔ ایک معنی تو اُس لفظ سے مراد لیں اور دوسری معنی اُس ضمیر سے جو اُس لفظ کی طرف راجع ہو یا اُس لفظ کی طرف دو ضمیریں عائد ہوتی ہوں ایک ضمیر سے ایک معنی مراد لیں اور دوسری ضمیر سے دوسری معنی۔ مثال اول **شعر** سایہ فگن ہو میں نے کہا ہم پہ او پری ٭ بولا کہ اُسکی سایہ سے پرہیز چاہیئے ٭ لفظ پری سے معشوق مراد ہے اور ضمیر اُسکی سے مراد پری حقیقی ہے کیونکہ پری کے سایے پرہیز کرتے ہیں نہ معشوق کے سایہ سے۔ مثال دوم **شعر** گل خوش رہے اور اُس کا گلشن ٭ گو اُس نے ہمیں نہ منھہ لگایا ٭ گل کے دو معنی ہیں ایک حقیقی یعنے گلاب کا پھول اور دوسرا مجازی یعنے معشوق۔ یہاں ضمیر مصرعۂ اول یعنے اُس کا راجع ہے گل حقیقی کی طرف اور ضمیر مصرعۂ دوم یعنی اُس نے عائد ہوتی ہے معشوق کی طرف۔

مشاکلہ یہ ہے کہ ایک شئی کو اس لفظ سے ذکر کریں جو اُس کے غیر کے واسطے موضوع ہو اس مناسبت سے کہ دونوں ایک جا مذکور ہوئے ہیں جیسا **شعر** بدی کی بدی سہل ہووے جزا ٭ جو تو مرد ہے کر بُرے کا بھلا ٭ بدکار سے بدی کا انتقام لینا بد نہیں ہے مثلاً چور کو چوری کی سزا دینا

مگر چونکہ دونوں ایک جا مذکور ہوے ہیں اس لئے بدی کے انتقام کو بھی بدی سے تعبیر کر دیا ہے۔

مزاوجہ یہہ کہ ایسے دو معنی شرط و جزا میں واقع ہو دیں کہ پہلی معنی پر جو امر مرتب ہووے وہ بھی دوسری معنی پر مرتب ہو جیسے سعادت یار خان رنگین **شعر** آہ کیجے تو آن جاتی ہے ؛ ورنہ کیجے تو جان جاتی ہے ؛ یہاں آہ کرنے اور نہ کرنے پر کسی شئی کا جانا مرتب ہوا ہے یعنی ایک پر آن کا جانا اور دوسری پر جان کا جانا

ارصاد یا تسہیم یہہ کہ قبلِ عجز بیت کے ایسا لفظ لاویں کہ سامع کو معلوم ہو جاوے کہ فلاں لفظ عجز میں آویگا بشرطیکہ روی قافیہ سامع کو معلوم ہووے **شعر** کمال شئی زوال شئی ہے اس پہ لاکھ حاسد ہوں بھلا نازاں نہوں کیونکر میں اپنی بے کمالی کا ؛

مصحف وہ کہ تغیرِ نقاط سے وہ لفظ دوسرا ہو جاوے جیسے لفظ توشہ کو نقطے بدلکر بوسہ کرتے ہیں

تزلزل وہ کہ تبدیلِ حرکت سے وہ لفظ دوسری صورت پر ہو جاوے جیسے لفظ آخر کا مصرع اول میں **شعر** میری جانب کو گذر آخر ؛ میں بھی تیرا ہوں طالبِ دیدار ؛

عکس وہ ہے کہ اول دو جزو ذکر کریں پھر جزوِ آخر کو مقدم اور جزوِ اول کو موخر کر دیں ذوق **شعر** نیتِ نیک تیری آئینہ حسن عمل ؛ عملِ خیر ترا جلوہ حسنِ نیت **ولہ** ہم اور غیر اک جا دونوں ہم نہونگے ؛ ہم ہونگے وہ نہونگے وہ ہونگے ہم نہونگے ؛ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک مصرع کے قلب سے مصرع دوم حاصل ہو اس کو **عکس و طرد** کہتے ہیں **بیت** یہ خوبی و زیبائی یوسف نے کہاں پائی ؛ یوسف نے کہاں پائی یہ خوبی و زیبائی

رجوع وہ ہے کہ اول ایک کلام بولیں اور بعد ازاں لوٹ کر اس کو باطل کر دیں بخیال کسی نکتہ کے **شعر** ماہ ہے تو پر کہاں ہے ماہ کی یہ چشم و زلف ؛ سرو ہے تو پر کہاں ہے اس میں یہ رفتار و ادا۔

لف و نشر لف لغت میں معنی لپیٹنے کے ہیں اور نشر بمعنی پراگندہ کرنیکے۔ اور لف و نشر کی تعریف اصطلاح میں

یہ ہے کہ پہلے کئی چیزیں مذکور کریں اسکو لف کہتے ہیں اور بعد اُس کے ہر ایک منسوبات و متعلقات کو بغیر تعیّن بیان کریں اس کو نشر کہتے ہیں اور تعین کا نکرنا اِس اعتماد پر ہے کہ سننے والا ہر ایک منسوب کو اس کے منسوب الیہ سے متعلق کر لیگا۔ اُس کے دو قسمیں ہیں ایک **مرتّب** کہ تفصیل مطابق ترتیب اجمال کے ہو اول ساتھ اول کے اور دوم ساتھ دوم کے جیسے آمانت **شعر** زلف و عارض پہ فدا شام و سحر رہنے لگا ؍ برق بن بن کے بُت رشکِ قمر رہنے لگا۔ دوسری

غیر مرتّب وہ کہ نشر بہ ترتیب لف کے نہو۔ اُس کے بھی دو قسمیں ہیں۔ پہلی **معکوس الترتیب** کہ ترتیب نشر کی برعکس لف کے ہو جیسے **ع** گل نرگس نے باغ میں ہم کو جلوہ چشم و رخ دکھائے ہیں دوسری **مختلط الترتیب** کہ نشر کو پراگندہ ذکر کریں جیسے **ع** شرمندہ ہے زلف و رخ و قامت سے چمن میں ؍ گل برگ تر و سرو وہی سنبل سیراب ؂

تفسیر جسکو **تبئین** بھی کہتے ہیں یعنے چند چیز اول مجمل ذکر کی جائیں پھر اُنکو مفصل کر دیا جائے۔ للّا دری **شعر** ٹوٹا پھٹا مسک گیا اور پھر کھلا بند ہا ؍ مالا دوپٹہ محرم و جوڑا شب وصال ؂ انشا **شعر** ایک جا ایک او ڑائے ایک ڈوبا اِک گرا ؍ لیویں لپٹ لپٹ کے جان آتش و باد و آب خاک ؂ یہ مثال **تفسیر خفی** کی ہے اگر الفاظ مبہم کو مکرر لا دیں اس کو **تفسیر جلی** کہتے ہیں جیسے ہوشیار **شعر** دشمنوں سے رکھے ہے داد و ستد ؍ دے ہے غم لے ہے اُنکی جانِ نزار ؂ اور یہ صنعت بھی مرتب اور غیر مرتب ہوتی ہے۔ اور فرق لف و نشر اور تفسیر میں یہ ہے کہ اگر الفاظ درمیان تناسب بطور مراعاۃ النظیر کے ہو اُس کو لف و نشر کہتے ہیں ورنہ تفسیر اور واضح ہو کہ سکاکی کے نزدیک تفسیر کا وجود نہیں سب لف و نشر ہے۔

جمع یہ کہ شاعر چند چیز کو ایک حکم میں جمع کرے۔ ذوق **سه** خط تیرا زلفیں تیری بھیں کاکل تیرے ٭ عشق کی سرکار میں جتنے تیرے ہندو تیرے۔

تفریق اس کو کہتے ہیں کہ دو چیزوں میں جو آپس میں شباہت رکھتے ہیں فرق بیان کیا جاوے ناسخ **سه** شمشاد کو تیرے قدِ موزوں سے کیا شبیہ ٭ سینہ کہاں ہے چہرہ کہاں یہ کمر کہاں ٭۔

تقسیم وہ ہے کہ شاعر پہلے چند چیز کو ذکر کرے پھر بعد اُس کے اور چند چیز لاوے کہ ہر ایک کا علاقہ اور نسبت اُن سے ہو جاوے بطور تعین کے چنانچہ لاادری **شعر** وہی دیویگا مجھے صبر و سکوں جس نے دیا رخِ زیبا تجھے اور دیدۂ گریاں مجھکو ٭ **قطعہ** قسمت کیا ہر چیز کو قسّامِ ازل نے ٭ جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا ٭ بلبل کو دیا نالہ اور پروانے کو جلنا ٭ غم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا ٭

تقسیم مسلسل یہ کہ اول ایک چیز ذکر کریں بعد ازاں اُس کا مناسب اور پھر اُس مناسب کو ذکر لاویں اور اس مناسب کا مناسب اُس کی طرف منسوب کریں اور اسی طرح جیسے ذوق **شعر** بخار ارض سے تا ابر ہوا اور ابر سے پانی ٭ رواں پانی سے تا دریا ہوا اور دریا کو طغیانی ٭ زمیں میں تا ہو کان اور کان میں جوہرِ کانی ٭ ہوئی جوہر کو قیمت اور قیمت کو فراوانی ٭ تری شمشیر جوہر دار میں نصرت کا جوہر ہو ٭ تیرے قبضہ میں بحر و بر گہر ہو کانِ پُر زر ہو

یہاں اول شعر ایک سلسلہ ہے اور دوسرا شعر دوسرا سلسلہ

جمع مع التفریق وہ ہے کہ شاعر دو یا زیادہ چیز کو ایک حکم میں جمع کرے پھر آپس میں فرق ظاہر کرے **سه** دونوں صاحب فیض ہیں آپس میں نیساں اور تو ٭ پر وہ دیتا ہے صدف کو قطرہ تو مجھکو گہر ٭

جمع مع التقسیم یعنے اول چند چیز کو ایک حکم میں جمع کریں پھر ایک کو ایک سے نسبت دیویں **سه** تیغ و افسر کو ہے تو مالک عنایت سے تیرے ٭ تیغ رستم لے گیا افسر سکندر لے گیا ٭

جمع مع تفریق و تقسیم وہ ایسا ہے کہ چند چیز جمع کر کر فرق دکھلاویں بعد اس کے پھر جدا جدا تقسیم کریں **قطعہ** سب سخی ہیں ابر و دریا اور وہ عالی جناب ٭ پا دیں فیض اُن سے نباتات اور غوّاص و گدا ٭ پر کرے ہے نالہ دریا رود وقتِ فیض ٭ بالبِ خندان وہ والا فر رہے ہے دایما۔

تجرید یہ صنعت اس طرح پر ہے کہ ایک موصوفِ مشہور کی صفت بیان کیجائے مگر اپنے ممدوح کو ایک اُس سے اُسکے مساوی کردے چنانچہ یہ شعر **شعر** کم تو حاتم سے کب سخا میں ہے ٭ گو وہ دیتا تھا مال و زر بسیار ٭

مبالغہ مقبولہ یعنے مدح یا ذم میں حد سے گذر جانا۔ اس کے تین قسم ہیں اگر وہ ادعا بحسبِ عقل و عادت ممکن ہو تو اس کو **تبلیغ** کہتے ہیں اور اگر بحسبِ عادت ممکن ہے لیکن عادت کے خلاف ہے تو اس کو **اغراق** اور یہ خلاف عقل اور عادت دونوں کے ہو تو اُس کو **غلو** کہتے ہیں مثال تبلیغ۔ انشا **شعر** دل کے نالوں سے جگر دُکھنے لگا ٭ یاں تلک روئے کہ سر دُکھنے لگا ٭ اکثر بہت رونے سے سر کا درد پیدا ہوتا ہے اور یہ بات قیاس کے موافق بھی ہے۔ مثال اغراق سحر لکھنوی در تعریف اسپ **س** صبح کو ہو کوئی انگریز اُسپہ سوار ٭ حاضری کھائے سپاتو میں تو لندن میں ٹفن ٭ اگرچہ کمال تیز روی سے بحسبِ عقل ممکن ہے لیکن خلاف عادت ہے۔ مثال غلو در تعریف اسپ۔ ولہ **شعر** گردنی اور ہو کے سو جاوے اگر کوئی سئیس ٭ رات بھر خواب میں تاپا کرے او تر دکھن ٭

اجتماع بدلیل جس کو **احتجاج** بھی کہتے ہیں وہ ہے کہ کسی کلام کو دلیل عقلی یا نقلی سے ثابت کریں اگر دلیل مثل اہل کلام کے ہو تو اس کو **مذہب کلامی** کہتے ہیں جیسے **شعر** کس طرح ہے اُس دہن تنگ سے وہ شوخ ٭ تقسیم یہ جز کے ہیں دلائل سبھی باطل ٭ اور اگر دلیل بطور علما کے ہو تو اس کو **مذہب فقہی** کہتے ہیں جیسے **شعر** آنکھیں جدا دیکھنے کو دین ہیں میری جان ٭ دیکھا کسی نے تیری طرف کو تو کیا ہوا۔

حسن التعلیل یعنے کسی امر کی علت بطرز پسندیدہ ثابت کرنا کہ درحقیقت وہ نہو۔ سر در شعر

تنی رہتی ہے اکثر چادر مہتاب تربت پر ؛؛ کہ تا معلوم ہو سب کو قتیلِ مہ جبیناں ہوں۔

تاکید المدح بما یشبہ الذم یعنے اس طرح صفت کریں کہ سامع کو بادی النظر میں شبہ ہو جائے کہ شاید قائل ارادہ مذمت کا رکھتا ہے لیکن بعد غور و فہم معنی کے معلوم کرے کہ عین مدح ہے شعر

تو سراپا حسن ہے لیکن نہیں ہے آدمی ؛؛ کوئی تجھ سا حور ہے تو یا پری ہے کیا ہے تو ؛؛ یہاں لیکن کے لفظ سے جو واسطے استثنا کے آتا ہے سننے والے کو شک پیدا ہوتا ہے کہ شاید بعد اس کے ہجو ہوگی مگر غور مضمون سے معلوم ہوا کہ عین مدح ہے۔

تاکید الذم بما یشبہ المدح جو آگے کے خلاف ہو جیسے شعر برا تجھ سا نہیں کوئی زمانے میں مگر کیا ہے کہ گر صحبت میں کوئی بیٹھے تو وہ تجھ سا ہی بن جائے۔

استتباع جس کو مدح الموجہ بھی کہتے ہیں وہ ہے کہ کسی کی مدح اس طرح کریں کہ ایک مدح سے مدح دوم حاصل ہو شعر لب ترا شیریں ہے مانند سخن ؛؛ اور کمر معدوم ہے مثلِ دہن ؛؛

ادماج اس کو کہتے ہیں کہ ایک کلام سے دو معنی حاصل ہوں۔ جرأت ؎ بشکل مہر ہے گردش ہی ہمکو سارے دن ؛؛ جو تم پھر آؤ تو پیارے پھریں ہمارے دن ؛؛ فائدہ فرق ادماج اور استتباع میں وہ ہے کہ استتباع مدح کے لئے خاص ہے اور ادماج عام۔ اور فرق ایہام و ادماج میں یہ ہے کہ ایہام میں ایسے لفظ کو استعمال کرتے ہیں جو دو معنی یا زیادہ رکھتا ہو۔ اور ادماج میں مجموع دونوں معنی کا مفید ہوتا ہے۔

توجیہ جس کو محتمل الضدین اور ذوالوجہین بھی کہتے ہیں وہ ہے کہ کلام دو صورت

مختلف پر دلالت کرے جیسے ہجو اور تعریف کو شامل ہووے ه کیا ہی تاثیر ہے واللہ تیری صحبت کو
یک بیک لحظے میں بن جاے ہے احمق دانا ؛ یعنے احمق دانا بنجاے یا دانا احمق بنجاے ۔

الہزل الذی یراد بہ الجد اُس کو کہتے ہیں جو کلام میں الفاظ ہزل اور ظرافت کے ہوں مگر مضمون خوب اور نصیحت آمیز ہو **نظم** دنیا اک زال ہیسوا ہے ؛ بے مہر و فا و بجیا ہے ؛ مردوں کے لئے
یہہ زن ہے رہزن ؛ دنیا کی عدو ہے دین کی دشمن ؛

تجاہل عارف یا تجاہل التعارف یعنے متکلم امر معلوم سے اظہار بیخبری کا کرنا کہ ایسا ہے یا ویسا وغیرہ ۔ جیسے ه ہے زلف یا دہواں ہے یہہ شمع جمال کا ؛ اعجاز حسن و ناز سے اونچا ہو سکا
یا ابر آفتاب کے پہلو میں آگیا ؛ پیدا ہے یا کہ شام غریبان یہہ بر ملا ؛

قول بالموجب کسی شخص کے کلام کو خلاف مراد قائل گمان کرنا **شعر** تو جو کہتا ہے کہ تو دل سے
نہیں کرتا ہے پیار ؛ سچ ہے پیارے میں تو تجھکو جان سے ہوں چاہتا ؛ **ایضاً شعر** ناصحا کہتا ہے جو
تو عشق اُس کا چھوڑ دے ؛ کیا کوئی بہتر ہے اُس سے جس پہ عاشق ہو رہوں میں ۔

اطراد یہہ کہ نام ممدوح کا مع نام آبا کے بترتیب ذکر کریں ۔ قدسی **شعر** بہار گلشن دین محمد عربی
ضیائی چشم علی نور دیدہ زہرا ؛ بہار خرمی خاطر حسین و حسن ؛ سرور سینۂ زین العباد شمع ہدی ؛ فروغ
شمع شبستان باقر و صادق ؛ غریب خاک خراسان علی بن موسیٰ ؛

تعجب یہہ کہ کلام میں تعجب ظاہر کریں ناسخ **شعر** بگڑ جاتا ہے سبب پختہ گردش روز رکھتے ہیں
تعجب ہے کہ برسوں میں نہ وہ سیب ذقن بگڑا ؛

اعتراض الکلام قبل الاتمام یعنے جملہ میں ایسا لفظ لانا کہ معنی مقصود بغیر اُسکے درست ہوسکے اُس کو

حشو بھی کہتے ہیں اس کے تین قسمیں ہیں ملیح و متوسط و قبیح۔

ملیح وہ ہے کہ اس سے زینت کلام کی ہو جیسے امانت سے یاں سے اب جاؤں تو میں راہ پر لاؤں اس کو ؛ زیب و زینت کا سب انداز بتاؤں اس کو ؛ زیب و زینت حشو ہے۔

متوسط وہ کہ اس لفظ کا ہونا اور نہ ہونا یکساں ہو جیسے سے تو ہے بحر بیکراں میں تشنہ و تفیدہ لب ای جہان جود ہمت پیاس کو میری بجھا ؛

قبیح یہ کہ وہ لفظ مخل فصاحت ہو جیسے سے روئے آنسو اسقدر ہم ہجر میں ؛ اشک کے طوفان سے دریا ہو گیا ؛ لفظ آنسو حشو ہے۔

تلمیح وہ صنعت ہے کہ کاتب انشا دکلام میں کسی قصے معروف یا کسی مضمون مشہور پر اشارہ کرے ناسخ سے حاجت نہیں نماز کی مستی میں زاہدا ؛ کیا مرتبہ دیا ہے خدا نے شراب کو ؛ تلمیح ہے آیہ لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ کی طرف۔

سیاقۃ الاعداد یہ کہ اعداد کو کلام میں بترتیب یا بلا ترتیب ذکر کریں جیسے ذوق شعر اب انکو شش جہت میں ہفت دریا لوگ کہتے ہیں ؛ گرے تھے اشک کے قطرے مرے دو چار آنکھوں سے ؛

تنسیق الصفات ایک موصوف کے کئی صفتیں لانا جیسے انشا شعر سخی المکارم و مستحسن الشیم ؛ ینبوع فضل و جود و سخی معدن کرم ؛

سوال و جواب وہ کہ ایک مصرع یا ایک بیت یا دو بیت میں سوال و جواب ہو اس کو مراجعہ کہتے ہیں نسیم شعر پوچھا کہ طلب کہا قناعت ؛ پوچھا کہ سبب کہا کہ قسمت ؛

حسن الطلب وہ ہے کہ شاعر کوئی چیز اپنے ممدوح سے بطرز پسندیدہ طلب کرے جیسے قطعہ

دل مرا مجھ سے طلب کرتا ہے سود نیار سرخ ؛ میں یہ کہتا ہون مفلس پاس اتنا زر کہان ؛ سُن کے
کہتا ہے کہ تمکو شرم بھی آتی نہیں جھوٹھ سے کیا فائدہ فرمائیے ای مہربان ؛ آپ ہیں مداح ایسے کے کہ
جس کے ہاتھ سے ؛ بحر کا کیسہ تہی ہے اور خالی جیب کان ؛ کس کو باور ہے کہ تم رکھتے نہیں ہو اور لوگ
اِس قدر دولت کہ رکھتے تھے سلاطینِ کیان۔

حسن التکریر — **حسن التکریر** شعر تو نے مجھے پیارے بُرا اگر کہا کہا ؛ یا مصلحت سے غیر کے منھ پر کہا کہا ؛

حسن المطلع — **حسن المطلع** وہ ہے کہ شعر اول قصیدے کا الفاظ بدیع اور معانی بلیغ سے لکھا جائے
اور مستحسن اور مطبوع ہو اور الفاظ فال نیک کے ہون

حسن المقطع — **حسن المقطع** وہ ہے کہ اشعار آخر قصیدے کے الفاظ فصیح اور معانی خوب سے لکھے جائیں۔

حسن التخلص — **حسن التخلص** وہ ہے کہ کسی مضمون مثل ذکر عشق وغیرہ سے مدح ممدوح کیطرف رجوع کریں اور اسی کو
گریز — **گریز** کہتے ہین اسی صنعت حسن التخلص کو **قطع الکلام** بھی کہتے ہین اور اگر کوئی کلمہ شعر بہ رجوع مطلب دیگر

اقتضاب — ذکر کریں اُسکو **اقتضاب** کہتے ہیں چنانچہ دیباچہ کتاب میں لفظ اما بعد اور خطوط میں بعد شرح
شوق ملاقات و کر رانکہ وغیرہ لکھتے ہیں۔

التفات — **التفات** وہ ہے کہ کلام کو بدل دیں ایک طریق سے دوسرے طریق کے طرف تین طریقوں سے
جو تکلم اور خطاب اور غیبت ہین مثلاً پہلے بطریق خطاب کے کہے بعد ازان بطور غیبت کے خواہ غیبت سے
تکلم کو خواہ تکلم سے خطاب کو رجوع کرے علیٰ ہذا القیاس پس اُس کے چھ قسمیں ہین ایک یہ کہ غیبت سے
خطاب کو رجوع کرے دوسرے غیبت سے تکلم کو تیسرے خطاب سے غیبت کو چوتھے خطاب سے تکلم کو
پانچوین تکلم سے غیبت کو چھٹوین تکلم سے خطاب کو جیسے النّاس ہ اُن اونگلیون میں قول کے

جھلے نظر تیرے ؎ واللہ تم بھی سخت چلبلے نظر تیرے ؎

تعلیق منحصر کرنا کسی امر کا ثبوت یا بقی دوسرے امر پر حکم اول کو جزا اور دوم کو شرط لیتے ہیں۔ غالب شعر اگر وہ سرو قد گرم خرام ناز آجاے ؎ کف ہر خاک گلشن شکل قمری نالہ فرسا ہو ؎ رسالہ عبد الواسع میں اسکی کئی قسمیں لکھیں ہیں

تلمیع کہ ایک مصراع یا شعر ایک زبان میں ہو اور دوسرا مصرع یا شعر دوسری زبان میں اس کو ذولسانین بھی کہتے ہیں۔ انشا شعر ای عشق مجھے شاہد اصلی کو دکھلا ؎ قم خذ بیدی وفقک اللہ تعالیٰ ؎

ارسال المثل وہ کہ کلام میں کوئی ضرب المثل لا دیں۔ سودا شعر گالی نہیں ہے سبب بوسہ مرے دل کو گوارا ؎ جھوٹا کوئی کھاتا ہے تو سنتے ہی کی الچ ؎

جامع اللسانین کہ کوئی کلام بغیر تغیر نقاط کے دو زبان میں پڑھا جاوے اس کو دو رولی بھی کہتے ہیں۔ مثال فارسی و ہندی یارا جاے تو بہتر

متضمن اللسانین وہ کلام اگر اس کو مقلوب پڑھیں تو زبان دیگر میں اوس سے معنی حاصل ہوں شعر ماں یار ماہ روز در خانہ اندر آ ؎ یار امے واری مارا مے بیار ؎ مقلوب بزبان عربی

ار دنا هنا خرد ز ور هام را ابناه ؎ رای بی مارا می راد ہ یما رای

کلام الجامع کلام شعر پند و نصیحت و حکمت اور شکایت روزگار کی لکھنا۔

ابداع کلام میں نیا مضمون لکھنا یہ حقیقت میں کوئی صنعت نہیں بلکہ اساتذہ کا کلام اکثر ہوتا ہے

تضمین و اقتباس وہ ہے کہ کسی دوسرے شاعر کا مصرع یا بیت معروف اپنے کلام میں

انشا فارسی سے بیا بیا جب من ما لیا بیا کی مثل اردو بیا بیا جب من جا لیا بیا کی مثل عربی بیا بیا

ربایع

لاویں بطور مناسب تضمین مصرع کو ایداع اور رفو بھی کہتے ہیں اور تضمین بیت یا زیادہ اشعار کو استعانت کہتے ہیں غالب قطعہ مشکل ہے زبس کلام میرا اے دل ؛ سن سن کے اسے سخنوران کامل ؛ آسان کہنے کی کرتے ہیں فرمایش ؛ گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل ؛ مصرعۂ چہارم مشہور کسی شاعر کا ہے۔

فصل دوسری صنائع لفظی میں

تجنیس بین اللفظین

جناس بین اللفظین یا تجنیس لغت میں ایک دوسرے کے مانند ہونے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں وہ کہ دو لفظ یا زیادہ ایک جنس کے باہم نزدیک ہوں اور تلفظ و کتابت میں ایک ہی رہیں لیکن معنی میں مختلف اور تجنیس کی کئی قسمیں ہیں۔

اوّل

تجنیس تام وہ کہ نظم یا نثر میں ایسے دو کلمے لاویں کہ پڑھنے اور لکھنے میں باہدیگر متفق رہیں اور معنی میں متغائر۔ پس اگر دونوں اسم یا فعل یا حرف ہیں اس کو تجنیس تام مماثل ورنہ مستوفی کہتے ہیں مثال مماثل شعر تم رات کو نہ آئے جو اپنے قرار پر ؛ یہ ظلم تم نے کیا اس بیقرار پر ؛ قرار اول بمعنی وعدہ ہے اور دوم بمعنی آرام۔ مثال مستوفی امانت شعر ایڑی دیکھوں میں عجائب ہیں درخشاں پونہچے ؛ اس کے پونہچے کو نہ روے مہ تاباں پونہچے ؛

دوسری

تجنیس ناقص وہ کہ عبارت میں دو لفظ یا زیادہ ایسے لاویں جو عدد حروف میں موافق ہوں اور حرکات میں مختلف اس کو تجنیس محرف بھی کہتے ہیں جیسے عِلم۔ اور عَلَم۔ گُل اور گِل۔ مُہر۔ اور مِہر۔ ذوق شعر کھینچے ہے ایک جنبشِ مژگاں ؛ وہ پری اس لیے ناتواں کو ہے کہ وہ قیامت۔

تیسری

تجنیس زائد وہ کہ ایک لفظ میں دوسرے سے ایک حرف زائد ہو خواہ اول یا اوسط یا آخر میں اس کو

تجنیس مطرف بھی کہتے ہیں جیسے زار نزار۔ قامت قیامت۔ شام۔ شامت۔ سوز
شعر چشم کا کام اشکباری ہے ؛؛ چشمۂ فیض ہے کہ جاری ہے ؛؛ اس قسم میں اگر حرف زائد
شروع یا آخر میں ہو تو تجنیس مذیل نام رکھتے ہیں۔ چوتھی
تجنیس مرکب وہ ہے کہ دو لفظ متجانس میں سے ایک مفرد ہو دوسرا مرکب پس اگر کتابت
میں موافق ہوں اس کو مرکب متشابہ کہتے ہیں اور اگر مختلف ہوں تو مرکب مفروق
مثال مرکب متشابہ۔ مجروح شعر جتنے مرمر گئے بتو تم پر ؛؛ ان کے مرقد ہیں سنگ مرمر کے ؛؛ مثال
مرکب مفروق امانت شعر یا یوں آخر کو مرا او تری پیشانی ہے ؛؛ جو میں کہتا ہوں وہ اک دن
ترے پیش آنی ہے ؛؛ اور اگر تجنیس ایک کلمہ اور دوسرے کلمے کے جزء سے مرکب ہو تو اس کو
تجنیس مرفو کہینگے۔ امانت شعر سینہ وہ سینہ کہ دیکھے تو تڑپ جائے بشر ؛؛ ایسے سینے نہیں دیکھے
ہیں کسی نے سن بھر ؛؛ یہاں سی جو لفظ کسی کا جزء ہے لفظ نے کے ساتھ ملکر سینے سے تجنیس ہوا۔ پانچواں
تجنیس مکرر وہ کہ دو لفظ متجانس کسی دو قسم تجنیس کے آخر سجع میں بلا فصل متواتر واقع ہوں
اور ان الفاظ کے شروع میں ایک حرف کی کمی و زیادتی بھی جائز ہے اس کو تجنیس مزدوج
بھی کہتے ہیں مثال تام مکرر۔ آتش شعر میری زبان سے مدح کہاں اسکی ہو سکے ؛؛ توصیف میں
ہے جس کے زبان قلم قلم ؛؛ مثال زائد مکرر شعر آتشیں لب ہے اس کے در دل گلنار نار ؛؛ جز ستم
کیا جانتا ہے وہ بت مکار کار ؛؛

تجنیس مضارع وہ ہے دو لفظ نوع حروف میں مختلف ہوں اور حروف مختلف قریب المخرج
ہوں جیسے اقرب اور عقرب آتش شعر اقرب سمجھ کے اپنے سے رہ جاؤ وہیں لپس ؛؛ عقرب ہیگی

نیش پر بھی جو رکھے حمل قدم ہا آور حروفِ مختلفہ بعید المخرج ہوں تو **تجنیس لاحق** کہتے ہیں
جیسے ناز۔ ساز۔ امانت **شعر** جان باساز ہو وہ نغمۂ خوش نازہی یہہ دلِ مضطر کو سدا سوز ہو وہ سازہی یہہ
تجنیس خط وہ کہ دو لفظ یا زیادہ فقط صورتِ کتابت میں موافق ہوں جیسے الفاظ سکین شکین
زخم۔ وزحم۔ چشم وجسم۔ شمع۔ وسمع وغیرہ۔ غالب **شعر** باغ شگفتہ ترا بساطِ نشاطِ دل ابرِ بہار
خمکدہ کس کے دماغ کا ہا آور قلب بھی تجنیس ہی کی ایک قسم ہے **قلب** یعنے بدلنا ترتیب حروف
کا وہ چار قسم پر ہے قلب کل۔ قلب بعض۔ مقلوب مجنح۔ مقلوب مستوی۔
قلب کل وہ ہے تمام حروف کلمے کے بہ ترتیب قلب کئے جاویں جیسے یار اور رائے
مرد اور درم۔ روز اور زور۔ جنگ اور گنج۔ انشا **شعر** ابھی جھڑ لگا دے بارش کوئی
مست بھر کے نعرہ ہا جو زمیں پہ پھینک مارے قدحِ شراب الٹا ہا
قلب بعض وہ کہ کلمے کے حروف بے ترتیب قلب کئے جاویں جیسے رشک اور شکر
محروم اور مرحوم **شعر** کمال بحث ہے علمِ کلام میں رہتی ہا دہن میں لوگ بہت قیل و قال کرتے ہیں ہا
مقلوب مستوی وہ کہ تمام کلام کے قلب سے وہی کلام حاصل ہو جیسے کلمۂ شاباش اور مصراع اوّل
شعرِ انشا کا مقلوب مستوی ہے **شعر** راج اور یہہ ہے وہ ہوا آشنا انشا ہا کہ ہو رہا ہو وہ آگاہ رسمِ اہلِ کلام ہا
مقلوب مجنح وہ مقلوب کل کے مانند ہے لیکن فرق ہے ایک لفظ مصراع اوّل یا فقرۂ اوّل
کے شروع میں ہو اور دوسرا آخر مصرعِ ثانی یا فقرۂ ثانی میں ہو جیسے ہوشیار **شعر** روشن کہاں ہے خاک سے ہو دل
حال پر میرے رحم کر اے یار ہا آور اشتقاق اور شبہ اشتقاق تجنیس میں داخل ہے۔
اشتقاق وہ کہ کلام میں ایسے الفاظ لاویں کہ ایک مادے سے مشتق ہوں نسیم **شعر**

ہنستے ہنستے کہا ہنستے کیون ؛ ہنستا نہیں بے سبب کوئی یون ؛

شبہ اشتقاق

شبہ اشتقاق امانت **شعر** سیح اگر پوچھو تو وہ ساعدون کی جانین ہین ؛ کشور حسن مین شانون کی برابر شانین ہین **و لہ** کلیان پرتی تھین کب ای گلبدن اس طرح کی جٹ ؛ پانچا بیسی کا ترے پانچون مین فرق ہے ؛

رد العجز علی الصدر

رد العجز علی الصدر یہ صنعت منحصر ہے بعض مصطلحات عروض کے جاننے پر واضح ہو کہ باصطلاح عروضیان جزو اول مصرع اول کو صدر اور اُس کے جزو آخر کو عروض اور مصرع دوم کے جزو اول کو ابتدا اور جزو آخر کو ضرب و عجز کہتے ہیں اور اجزاے وسط ہر دو مصاریع کو حشو پس یہہ صنعت چار قسم ہے اول یہہ کہ جو لفظ صدر مین آئے وہی عجز مین دوم یہہ کہ جو لفظ حشو مصرع اول مین واقع ہو وہی عجز مین آئے سوم یہہ کہ جو لفظ عروض مین ہے وہی عجز مین بھی ہو چہارم یہہ کہ جو لفظ ابتدا مین واقع ہو وہی عجز مین واقع ہو مگر ہر ایک قسم تین تین نوع پر ہے کیونکہ وقوع لفظ کا مکرر تین حالت سے خالی نہیں یا تو وہی لفظ بعینہ مکرر لکھا جاے یا بطریق تجنیس یا بطریق اشتقاق یا شبہ اشتقاق سرور **شعر** کمالِ شئی زوالِ شئی ہے اُس پر لکھا جاے سو ہون ؛ بھلا نازان نہون کیونکر مین اپنی بے کمالی کا ؛ مجروح **شعر** جتنے مر مر گئے بتو تم پر ؛ اُن کے مرقد ہین سنگ مرمر کے ؛ آتش **شعر** سابقہ جب سے مری آہ سے رکھتی ہے گرم ؛ تب سے ہے برقِ شرربار پہ سبقت آتش ؛ **و لہ** **شعر** تھا وہان نام خدا عالم خود بینی گرم ؛ اُس کے نتھنون کی پھڑک مین تھی غضب کراہت **و لہ** قدرت خدا کی دیکھو تو اسلام کا شرف ؛ دم مارنے کی جا ہی نہین مارئے نہ دم ؛ اور اسی صنعت کی ایک قسم ہے کہ لفظِ آخر مصرع اول مصرع دوم کے اول مین ہو اور لفظِ آخر مصرع دوم مصرع اول کے سوم کے اول مین علی ہذا القیاس اور اُس کو معاد کہتے ہین رنگین **شعر** فرہاد کو شیرین جو بہت آتی یاد ؛ یاد اُس کی ہی اپنے دل کو رکھتا وہ شاد ؛ شاد اُس کا ہمیشہ ذکر رکھتا اُس کو ؛ اُس کو کرتا وہ

شا در ہتا فریاد ؎ آسی قسم سے ہے ۔ آمانت **شعر** اُس کے سلک دُر دندان سے جو آنکھ اپنی لڑی ؎
جب لڑی آنکھ تو اک فکر طبیعت کو پڑی ؎ جب پڑی فکر تو ثابت ہوئی موتی کی لڑی ؎ کیسی موتی کی لڑی
اُس میں شرارت ہے بڑی ؎ ہے شرارت جو بڑی اُن میں تو سیارے ہیں ؎ ہیں جو سیارے تو آنکھوں کے مرے تارے ہیں

لزوم مالا یلزم وہ کہ منشی یا شاعر کسی چیز کو اپنے پر لازم کر لیوے حالانکہ لزوم اُس کا ضروری نہو مثلاً سجع کے آخر میں کوئی حرف لازم کر لیوے اگر نہو تو بھی کچھ مضایقہ نہیں جیسے قاف رقم اور بقم میں کیونکہ مقابلے میں رقم کے علم بھی درست ہے ۔ اسی طرح ہے التزام کسی حرف کا حرف روی کے آگے انشا **شعر** ایکے یہ سردی پڑی ہر ایک تارا جم گیا ؎ کائیہ چرخ سارے کا سارا جم گیا ؎ پوری غزل میں شاعر لازم کر لیا کہ آگے الف روی کے الف ورالاوے اگرچہ یہ ضرور نہ تھا کیونکہ قافیہ تارا کا پیدا بھی ہوسکتا ہے ۔ اور اسی قبیل سے ہے ۔

قطع الحروف یعنی حذف کرنا کسی حرف کا حروف تہجی سے نظم میں ہو یا نثر میں ۔ اور منقوط وغیر منقوط و رقطا ۔ وخیفا ۔ ومقطع ۔ وموصل بھی اسی کی قسم میں ہیں ۔

منقوط وہ کہ تمام حروف کلام کے نقطہ دار ہوں جیسے شعر فارسی **شعر** بخشش فیض بینی زین جشش ؎
جنبش غیظ بینی زین جشن ؎

غیر منقوط وہ کہ کلام میں سب حروف مہملہ ہوں ۔ انشاء اللہ خان کا ایک دیوان تمام اسی صنعت میں ہے چنانچہ یہ شعر اول اُس کا ہے **شعر** اور کس کا آسرا ہو سرگروہ اُس کا ؎ آسرا اللہ اور آل رسول اللہ کا

رقطا وہ کہ ہر کلمے میں ایک حرف نقطہ دار اور ایک بے نقطہ بترتیب ہو ۔

خیفا وہ کہ کلام میں ایک کلمے کے حروف منقوط اور ایک کے غیر منقوط بترتیب ہوں چنانچہ اس

شعر کا پہلا مصرع رقطا اور دوسرا مصرع صنعت خیفا میں ہے۔ انشا شعر شہ بلند نسب

اب مجھے سبھی دیوے ۔ جبین لامع زینت حصول جشن مرام ۔

مقطع وہ کہ تمام حروف کلام کے کتابت میں جدا جدا لکھے جاویں۔ عاجز بدایونی شعر آرے

دے وہ دولے درد دوام ۔ دور درد آئے رات دن آرام ۔

موصل وہ کہ سب الفاظ کلام کے ملا کر لکھے جائیں۔ عاجز شعر کبھی کبھی سنی تم نے حیف جی کی خبر

بنیگی کیسی ستم کیش بے کہے ہم پر ۔ کبھیکبھیسنیتمنےحیفجیکیخبر ۔ بنیگیکیسیستمکیشبےکہےہمپر ۔

واسع الشفتین جس کے پڑھنے میں لب سے لب نہ ملے۔ نظیر کی ایک تمام غزل اسی زمین میں ہے

پہلا شعر اس کا یہ ہے شعر آیا نہیں جو کر کے اقرار ہنستے ہنستے ۔ جل دے گیا ہے شاید عیار ہنستے ہنستے ۔

وصل الشفتین جس کے پڑھنے میں لب سے لب ہر کلمے میں ملے جیسے مثال فارسی ع بے بوی مو مہ ما موم ۔

تحت النقاط کہ سب حروف کے نقطے نیچے رہیں۔ اعجاز شعر صدمے ہمارا ہی سہے

صد مرحبا ۔ ای دل رنگین میرے واسطے ۔

فوق النقاط کہ سب حروف کے نقطے اوپر رہیں۔ جیسے اعجاز شعر اس قدر کم ہمت

اتو دل تو نہ تھا ۔ عشق آفت نہ کا گر تا گلا ۔

سجع نثر میں ایسا ہے جیسا قافیہ نظم میں لیکن سجع نظم میں بھی واقع ہوتا ہے اور سجع تین قسم ہے

مطرف۔ متوازی۔ موازنہ۔ سجع مطرف وہ ہے کہ فقرہ نثر یا نظم کے کلمہ آخر کے وزن ان میں مختلف

اور روی میں متفق ہوں جیسے وہ یار برا بد اطوار ہے۔ اور نظم میں جیسے ... شعر ... ہے تازہ

کار و تازہ خیال ۔ ہر جگہ اس کی اک نئی ہے چال اور سجع متوازی وہ ہے کہ دو فقرے کے

کلمات آخر وزن اور روی دونوں متفق ہوں جیسے میں تجھ پر جان دیتا اور اپنے سر پر بلا لیتا ہوں اور نظم میں جیسے میر حسن شعر کروں پہلے توحید یزدان رقم ؛ جھکا جس کے سجدے کو اول قلم ؛ اگر جمیع الفاظ نثر یا نظم میں مقابل اور متحد الوزن والقوافی لائیں اس کو ترصیع کہتے ہیں جیسے نثر تیری تعریف تحریر سے بیرون ہے اور تیری توصیف تقریر سے افزون ہے۔ اور نظم غالب شعر تیری دانش مری اصلاح مفاسد کی رہین ؛ تیری بخشش مرے انجاح مقاصد کی کفیل ؛ لفظ آخر بسبب رعایت قافیہ اصل قصیدہ مقفیٰ نہیں اور سجع موازنہ وہ ہے کہ کلمات آخر دو فقرے نثر کے متحد الوزن ہوں مگر روی مختلف جیسے ہمارا یار بڑا جمیل ہے اور زمانے میں بے نظیر ہے۔ اور کبھی ایسا سجع موازنہ ہوتا ہے کہ سب الفاظ نثر یا نظم میں متحد الوزن اور مختلف الروی مقابل واقع ہوتے ہیں اور یہ بمنزلہ ترصیع ہے جیسا قامت موزون رو بروے سرو روان ناچیز ہے۔ اور کاکل پیچان کے سامنے مشک ختن بے قدر ہے اور مثال نظم غالب

شعر اے شہنشاہ فلک منظر بے مثل و نظیر ؛ اے جہاندار کرم شیوہ و بے شبہ و عدیل ؛

ذوالقافیتین یا ذوالقوافی جس میں دو قافیے ہوں یا زیادہ لااعلم شعر غیر کے آنے میں گھر سے ہے نقصان ترا ؛ میں ترے واسطے کہتا ہوں کہا مان مرا ؛ اور اگر دو قافیے کے درمیان ردیف ہو اس کو ذوالقافیتین مع الحاجب کہتے ہیں میر شعر کہیں آنکھوں سے خون ہو کے بہا ؛ کہیں دل میں جنون ہو کے رہا

متلون یا ذوالبحرین اس نظم کو کہتے ہیں جو دو یا زیادہ بحروں میں پڑھا جاوے جیسے شرر بدایونی شعر ضعف سے پاؤں پہ سر آیا ہے آہ ؛ ہو گئے نالوں سے ہم اپنے تباہ ؛

یہ بیت بلکہ پوری اس کی غزل چار بحروں میں پڑھی جاتی ہے۔ اول بحر رمل مسدس فاعلاتن فاعلاتن فاعلات ؛ دوم رمل مسدس مخبون فاعلاتن فعلاتن فعلات ۔ سوم خفیف مخبون مقصور مشعث

فاعلاتن مفاعلن فعلان۔ چہارم سریع مطوی موقوف مفتعلن مفتعلن فاعلات متلون کی ایک قسم ہے محذوف و منقوص

محذوف

محذوف وہ شعر ہے کہ جس کا لفظ اول ہر مصرع کا دور کردیا جاے تو کسی دوسرے بحر میں ہوجاوے لا اعلم **شعر** مجھکو سوا نکرای آفتِ جاں بہرِ خدا ॥ بندہ تیرا ہوں میں کر رحم میاں بہرِ خدا ॥ اس میں کیا فائدہ مجھکو جو کیا تو نے قتل ॥ کچھ بھی انصاف کرای سرو رواں بہرِ خدا ॥ لفظ مجھکو و بندہ و اس میں و کچھ بھی ہر چہار مصرع سے دور کیجے تو بحر دوم ہوجاتی ہے اور معنی قائم

منقوص

منقوص لا اعلم **شعر** بے رحم جلا نہ جی کو میرے چپ رہ ॥ معلوم ہیں مجھکو مکر تیرے چپ رہ ॥ کس واسطے اس قدر تو بولے بس بس ॥ تو آوے گا ہاے میر تیرے چپ رہ ॥ لفظ چپ رہ تین مصرع سے اور مصرع سوم لفظ بس بس دور کرنے سے وزن دیگر ہوتا ہے اور معنی قائم۔

ترافق تواقع

ترافق جس کو **توافق** بھی کہتے ہیں چار مصرع اس طرح کے کہنا کہ جس مصرع کو چاہیں اول قرار دیں اور علی ہذا القیاس دوم سوم چہارم لا اعلم **شعر** مفتون ہوں میں اس شرم و حیا کا دل سے ॥ عاشق ہوں میں اس ناز و ادا کا دل سے ॥ شیدا ہوں میں اس زلفِ دوتا کا دل سے ॥ کشتہ ہوں میں اس طرزِ جفا کا دل سے ॥

نظم النثر

نظم النثر صنعت ایجاد امیر خسرو دہلوی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایسے اشعار کہے جاویں کہ نثر بھی پڑھے جاویں لیکن حالتِ نثر میں بندش اور نشست الفاظ کا درست ہونا اور صفاے کلام ضرور ہے کیونکہ بلا لحاظ اس قید کے ہر نظم کو نثر پڑھ سکتے ہیں **نظم** اجی صاحب سنو تو تم نے کل کیا کہا تھا اور آج کس لئے تن گئے اپنے کلام سے صاحب ॥ ایسی الفت بھی کچھ نہیں واجب ॥ ہم تو سر دینے تک بھی

حاضر تھے ؛ پر تمھارے تو دیکھے ڈھنگ نئے ؛ واہ جی واہ آپکے قربان ؛ ہو جئے کیا ہی نیچھنے اور
ناداں ؛ بن گئے ہو خدا سے ٹک تو ڈرو ؛ یاد تو کیجے قرار دن کو ؛

مُعرب یعنی اگر التزام فتحے کا کیا جائے تو کسرہ و ضمہ نہ آئے اور اگر التزام کسرے کا ہو تو فتحہ او ضمہ نہ آئے اور در حالتِ التزام ضمہ کسرہ او فتحہ نہ واقع ہو مثال فتحہ لمولفہ **شعر** کل کا وعدہ کر گیا ہے کل صنم ؛ گر نہ آیا آج تو بس ہے غضب ؛ مثال ضمہ از ہوشیار **شعر** صلصل و سنبل و گل و بلبل ؛ مجھکو جو ہوں حصول ضرب ہو یا لفظ یار میں فتحہ لسببِ التزام قافئے قصیدے کے ہے -

جامع الحروف وہ کہ جس میں سب حروفِ تہجی موجود ہوں **شعر** این جفاہا الغیاث ای کافر رسا لقب ؛ لذتِ صد حظ مریض عشقِ تو بر دار حطب ؛ اور اسی قسم سے ہے یہ قطعہ کہ ایک ایک جملہ حروف متشابہ میں سے بہ ترتیب او مقطع واقع ہوئے ہیں **قطعہ** جواب علاج ہو کچھ درد یاس کا ای کاش ؛ تو ہوئے حرص نشاط او سماع دف کا ذوق ؛ ہلاک ہوں کہ دل خام کار ناداں کو ؛ فغاں و آہ یہ لائے ہیں ہاے غم کے شوق ؛

توشیح وہ ہے کہ اگر ہر فقرہ یا ہر مصرعِ غزل یا رباعی یا مثنوی کے حرفِ اول کو جمع کریں تو کسی کا نام یا فقرہ یا مصرعہ یا بیت یا جو کچھ مقصود متکلم کا ہو حاصل آوے جیسے چھوٹے لعل کا نام اِس سے نکلتا ہے **شعر** چشم نے تیری مجھے لوٹ لیا ای دلدار ؛ ہے بُرا حال مرا دیکھ ادھر کو ای یار ؛ وعدہ وصل تو کسی روز تو پورا کردے ؛ ٹالے بالے میں گذاریگا کہاں تک ہر بار ؛ یا خدا کونسا جادو کیا مجھہ پر اُس نے ؛ لے گیا چھین کے مجھ سے خرد و صبر و قرار ؛ عشق میں تیرے ہوا ستمگر کا یہ حال زبوں ؛ لبِ شیریں سے نہ پوچھا کبھی حالِ دلِ زار ؛

جاننا چاہئے کہ کل بحریں بقول متاخرین انیس ہیں چنانچہ اُن کے نام اس قطعہ میں جمع ہیں قطعہ

رجز خفیف و رمل منسرح دگر مجتث
بسیط و وافر و کامل ہزج طویل و مدید
مشاکل و متقارب سریع و مقتضب است
مضارع و متدارک قریب نیز جدید

تمامی بحر اور وزن اصلی اُن کے تحت میں مفصل بیان کئے جاتے ہیں پس ان میں سے سات بحریں مفرد ہیں یعنے تکرار ایک رکن سے حاصل ہوتے ہیں اور بارہ بحریں مرکب ہیں یعنی تکرار دو رکن سے حاصل ہوتے ہیں۔

بحروں کے نام اور ان کے اصلی وزن

طویل	فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن	سریع	مستفعلن مستفعلن مفعولات
مدید	فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن	خفیف	فاعلاتن مستفعلن فاعلاتن
بسیط	مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن	مجتث	مستفعلن فاعلاتن مستفعلن فاعلات
کامل	متفاعلن متفاعلن متفاعلن	مقتضب	مفعولات مستفعلن مفعولات مستفعلن
وافر	مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن	متقارب	فعولن فعولن فعولن فعولن
رمل	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن	متدارک	فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن
ہزج	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن	قریب	مفاعیلن مفاعیلن فاعلاتن
رجز	مستفعلن مستفعلن مستفعلن	جدید	فاعلاتن فاعلاتن مستفعلن
منسرح	مستفعلن مفعولات مستفعلن مفعولات	مشاکل	فاعلاتن مفاعیلن مفاعیلن
مضارع	مفاعیلن فاعلاتن مفاعیلن فاعلات		

ف سُئے وزن جو بیان کئے گئے ہیں ایک مصرع کے ہیں اور جس بیت میں آٹھ رکن ہوتے ہیں اُس کو مثمن اور جس میں چھ ہوں اس کو مسدس کہتے ہیں اور یہی دو شعراء عجم استعمال کرتے ہیں اور بیت کے دو حصے ہوتے ہیں ہر حصے کو مصرع کہتے ہیں اور مصرع اول کے پہلے رکن کو صدر اور مصرع اول کے اخیر رکن کو عروض اور دوسرے مصرع کے پہلے رکن کو ابتدا و مطلع اور دوسرے مصرع کے اخیر رکن کو ضرب و عجز کہتے ہیں۔ اور دونوں مصرعوں کے بیچ کے رکنوں کو حشو کہتے ہیں اور جس بحر کے ارکان میں تغیر نہ ہو اُس کو سالم کہتے ہیں اور جس کے ارکان میں تغیر ہو اس کو مزاحف کہتے ہیں۔ اور اس تغیر کو زحاف نام رکھتے ہیں۔

دوسری فصل زحافات کے بیان میں

زحافات

واضح ہو وے کہ زحف کا معنی لغت میں اصل سے دور پڑنا جیسا تیر نشانہ سے دور گرنا اور اصطلاح میں اُن تغیرات کو کہتے ہیں جو ارکان میں ہوتے ہیں۔ اور بحر اُن تغیرات سے صورت اور لیتی ہے گویا اپنی اصل سے دور پڑی۔ وہ تغیرات تین قسم پر ہیں۔ اول کم کرنا اصل حروف سے۔ دوسری بڑھانا اُس پر تیسری ساکن کرنا حرف متحرک کا۔ اور تغیرات کئی قسم کے ہوتے ہیں چنانچہ تسبیغ تمام کرنا اور زیادہ کرنا الف کا بیچ سبب خفیف کے کہ آخر رکن میں ہو جیسے مفاعیلن سے مفاعیلان اور فاعلاتن سے فاعلاتان لیکن اس کو فاعلیان سے جو مستعمل لفظ ہے بدلتے ہیں اور فعولن سے فعولان ف قاعدہ عروضیوں کا ہے کہ جو کوئی رکن بسبب زحاف کے غیر مانوس ہو اُس کو ساتھ لفظِ مانوس و مستعمل کے کہ اُسی وزن پر ہو نقل کرتے ہیں۔

تسبیغ

قبض

قبض پکڑنا اور گرانا پانچویں حرف ساکن کا جیسے مفاعیلن سے مفاعلن اور فعولن سے فعول

مبادلة الراسین

مبادلة الراسین وہ کہ دو لفظ میں پہلا حرف بدل جاوے **شعر** اگر حق نے بخشی ہے عقلِ نجیب ؛ تو سُن مجھ سے یہہ ایک نقلِ عجیب ؛

براعة الاستہلال

براعة الاستہلال اول قصیدہ یا مثنوی یا کتاب وغیرہ میں ایسے الفاظ لانا کہ جس سے معلوم ہو جاوے کہ یہہ قصیدہ یا مثنوی یا کتاب وغیرہ فلانے مضمون یا احوال میں ہے جیسے تسنیم **شعر** پایا جو سفید چشمِ صفحا ؛ یوں میلِ قلم نے سرمہ کھینچا ؛

تضمن المزدوج

تضمن المزدوج وہ کہ کلام میں دو لفظ مُسجع لایا جاوے ـ تسنیم **شعر** وان پھانس چبھی ہے اُس کے غم کی ؛ یاں سانس نہیں ہے ایک دم کی ؛

اظہار مضمر

اظہار مضمر جیسے ع ہے لب دوست مخزن شکر **رباعی** ا عاشق سا مہر وار راز دل ار ۲ سو طرح کا زیور اور خال رخسار ۳ سب آؤ کرو غور نشان دو صبا ؛ ۴ مشتاق کا غم جان کر آخر کار اگر کوئی شخص ایک حرف مصرع بالا سے لے لے پس اُس سے پوچھے کہ رباعی کے کون کون مصرع میں وہ حرف واقع ہے جن میں بتلاوے اُنکے ہندسے جمع کرکے مصرع مذکور سے مطابق اُس کے شمار کرے وہی حرف ہوگا۔

معما

معما وہ کلام ہے کہ جس سے کوئی نام مرد کا بموجب اصول و قواعد معما کے نکلے جیسے اسم مہتاب رائے از حکیم مومن خان مومن **شعر** بنے کیونکر سبھی ہے کار اولٹا ؛ ہم اولٹے بات اولٹی یار اولٹا ؛ بعمل قلب نام مہتاب رائے مصرع دوم سے حاصل ہوتا ہے اگرچہ معما داخل علم بدیع ہے مگر بسکہ اُس کے شعب اور فروع بہت ہیں لہٰذا اسے ایک فن گنا جاتا ہے ۔

لغز

لغز وہ کلام ہے کہ جس سے باعتبار علامات اور خواص او صفات کے کوئی چیز معلوم کیجاوے

چیستان

اور اُس کو فارسی میں چیستان کہتے ہیں مثال فارسی ترازو شعر کی ایسی عجب دیدم کہ شش پا و دو دُم دارد عجائب ترازین بشنو میان پشت دُم دارد ؛ چیستان باسم کرسی از سید وارث علی سیفی تخلص شعر

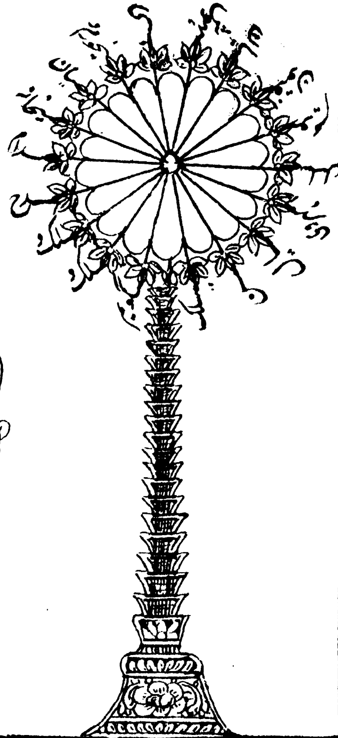
چیست آن چیزی کہ ہست اندر مکان ؛ چار پا دارد ولی نبود روان ؛ گاہ بالای فلک گہ بر زمیں ؛ آیتی باشد ز رب العلمین ؛ ہست زیبا در عمارات بلند ؛ بہر حسن خط ہم آمد دلپسند ؛ گرچہ در آغوش انسان را کشد ؛ میشود منسوب خاکش بنجرد ؛ از سلوک و فقر میباید اساس ؛ تا کہ باشد از پی سیفی لباس ؛

مشجر

مشجر وہ کلام کہ بصورت شجر لکھ کر پڑھتے ہیں آسکے مثال درخت تاڑ

درخت شمشاد





مدور

مدور وہ ہے کہ ارکان شعر کو دائرے میں لکھیں جس جگہ سے
چاہیں شروع کریں وزن اور معنی قائم رہے مثال مدور مصرع



مثلث

مثلث وہ ہے کہ رباعی کے تین مصرع کہے اور انہیں مصرعوں
کے بعض الفاظ سے مصرعہ چہارم بن جاوے رباعی تجھ سا نہیں پیارا کوئی ای رشک قمر
محبوب کوئی نہوگا تجھ سے بہتر ای دلبر نازنین تجھے کہتے ہیں سب تجھ سا نہیں محبوب کوئی ای دلبر

مربع

مربع وہ صنعت ہے کہ اشعار طول اور عرض میں یکسان پڑھے جاوین جیسے

کرون کیا	خفا ہے	الٰہی	وہ دلبر
عبث ہے	وہ مجھ سے	عبث کیوں	سمن بر
الٰہی	عبث کیون	خفا ہے	غضب ہے
وہ دلبر	سمن بر	غضب ہے	ستمگر

تاریخ

تاریخ وہ کلام جس کے کسی مصرع یا الفاظ خاص کے حروف سے باعتبار حساب جمل نہ کسی واقعے کے حاصل ہوتے ہوں جیسے طلوع مہر درخشان سدا مبارک ہو کبھی تاریخ میں بطور تعمیہ اشارہ کرتے ہیں
تدخلے یا تخرجے کی طرف یعنی کوئی حرف زائد یا کم کر دینے پر تخرجہ تاریخ تولد میں فال بد ہے

عروض

چھٹواں باب علم عروض میں

عروض وہ علم ہے کہ جس سے کلام موزون اور غیر موزون یعنے نظم و نثر میں تمیز ہو جاتی ہے
شعر اس کلام موزوں و مقفی کو کہتے ہیں جو قصد متکلم سے کہا گیا ہو۔ اور بعضوں نے قافیہ کو
تعریف شعر میں داخل نہیں کیا کیونکہ قافیہ ہونا ضروریات سے نہیں بلکہ امر عارضی ہے مثل مطلع غزل
و قصیدہ وغیرہ۔ اور واضع علم عروض کا خلیل بن احمد بصری ہے کہ کوبہ گاذر کی آواز سے
اس علم کو استخراج کیا۔ اور شعر اول آدم علیہ السلام نے زبان سریانی میں کہا۔ اور موجد شعر فارسی کا

بہرام گور بادشاہ ہے۔ اور بقول بعض ابوحفص حکیم سغدی ہے جو ۳۰۰ ہجری میں تھا اور اس کے بعد ۴۰۰ چارصد ہجری میں عنصری و عسجدی و فرخی نامی شاعر ہوے۔ اور پھر ۵۰۰ پانصدی میں فلکی وخاقانی شروانی و رودکی نامور ہوے۔ بعد ازان نظامی استاد وقت ہوے۔ اور اردو کی شعرگوئی شیخ سعدی اور امیرخسرو کے زمانے سے پائی جاتی ہے اور صاحب دیوان پہلے ولی شاعر ہوا

پہلی فصل ارکان اور بحور میں

واضح ہو کہ بقول متاخرین کل بحر انیس ہیں اور انکو چند الفاظ میں جن کو ارکان و اصول افاعیل و افاعیل و تفاعیل کہتے ہیں منتظم کئے ہیں وے آٹھ ہیں فَعُولُنْ فَاعِلُنْ مَفَاعِیلُنْ فَاعِلَاتُنْ مُسْتَفْعِلُنْ مَفَاعِلَتُنْ مُتَفَاعِلُنْ مَفْعُولَاتُ بضم تا۔ اس میں دو خماسی باقی سباعی۔ اور یے ارکان تین چیز سے مرکب ہیں اول **سبب** کلمہ دوحرفی کو کہتے ہیں پس اگر اول متحرک اور دوسرا ساکن ہو تو اُس کو **سبب خفیف** کہتے ہیں جیسے دل اگر دونوں متحرک ہوں تو اس کو **سبب ثقیل** کہتے ہیں جیسے دلِ بکسرہ اضافت۔ دوسرا **وتد** یعنے کلمہ سہ حرفی پس اگر آخر ساکن ہو تو **وتد مقرون یا مجموع** کہتے ہیں جیسے چمن۔ اور اگر وسط ساکن ہو تو **وتد مفروق** جیسے یارِ درحالتِ اضافت۔ سوم **فاصلہ** اس کے بھی دو قسمیں ہیں صغریٰ و کبریٰ۔ **فاصلہ صغریٰ** کلمہ چہار حرفی کو کہتے ہیں کہ تینوں حرف اول اُس کے متحرک ہوں۔ اور چوتھا ساکن جیسے صنما **فاصلہ کبریٰ** پنج حرفی کلمے کو کہتے ہیں چار حرف اول اُس کے متحرک ہوں اور پانچواں ساکن جیسے شکمش۔

بحروں کا بیان

شتر کٹ جانا اور گرانا پہلے حرف اور پانچویں حرفِ ساکن کا جیسے مفاعیلن سے فاعلن

خرب ویران کرنا اور گرانا پہلے اور ساتویں حرف کا جیسے مفاعیلن سے فاعیل اس کو مفعول سے بدلتے ہیں

کف باز رکھنا اور گرانا ساتویں حرفِ ساکن کا جیسے مفاعیلن سے مفاعیل اور فاعلاتن سے فاعلات

قصر حقوتاہ کرنا اور گرانا حرفِ ساکن کا سببِ خفیف سے جو آخر رکن میں ہو اور ساکن کرنا ماقبل کو اس کے جیسے مفاعیلن سے مفاعیل ساتھ سکون لام کے اور فاعلاتن سے فاعلاتْ ساتھ جزم کے اور فعولن سے فعولْ لام کے جزم سے۔

حذف دور کرنا اور گرانا سبب خفیف کا آخر رکن سے جیسے مفاعیلن سے مفاعی اس کو فعولن سے بدلتے ہیں اور فاعلاتن سے فاعلا اس کو فاعلن سے بدلتے ہیں اور فعلاتن سے فعلا اس کو فعلن سے بدلتے ہیں اور فعولن سے فعو اس کو فعَل سے بدلتے ہیں۔

خرم ناک کاٹنا اور گرانا حرف اول وتدِ مجموع کا جو اول رکن میں واقع ہو جیسے مفاعیلن سے فاعیلن اس کو مفعولن سے بدلتے ہیں۔

اذالہ دامن پھیلانا اور بڑھانا الف کا آگے ساکن کے بیچ وتدِ مجموع کے جو آخر رکن میں ہو جیسے مستفعلن سے مستفعلان

طی لپیٹنا اور گرانا چوتھے حرف ساکن کا جیسے مستفعلن سے مستعلن اس کو مفتعلن سے بدلتے ہیں اور مفعولات سے مفعلات اس کو فاعلان سے بدلتے ہیں اور مفعولات سے مفعلات اس کو فاعلات سے بدلتے ہیں اور مفعولن سے مفعلن اس کو فاعلن سے بدلتے ہیں۔

خبن دامن لپٹینا یا سینا اس کا اور گرانا دوسرے حرف ساکن کا جیسے مستفعلن سے متفعلن اس کو مفاعلن سے بدلتے ہیں اور فاعلاتن سے فعلاتن اور فاعلن سے فعلن اور مفعولن سے معولن اس کو فعولن سے بدلتے ہیں

شکل چار پائے کے پاؤں رسی سے باندھنا اور جمع ہونا خبن اور کف کا جیسے فاعلاتن سے فَعِلاتُ تا کے پیش سے اور مستفعلن سے مُتَفعِلُ لام کے پیش سے اس کو مفاعلُ سے بدلتے ہیں۔

قطع کاٹنا اور گرانا سبب خفیف کا اور حرف آخر وتد مجموع کا اور ساکن کرنا ماقبل اس حرف آخر کا ایک رکن سے جیسے فاعلاتن سے فاعلْ لام کے جزم اس کو فعْلن سے بدلتے ہیں اور غیر فاعلاتن میں گرانا حرف ساکن کا وتد مجموع سے اور اس کے ماقبل کے حرف متحرک کو ساکن کرنا جیسے مستفعلن سے مستفعلْ اس کو مفعولن سے بدلتے ہیں۔

وقف کھڑا ہونا اور ساکن کرنا تائے مفعولاتُ کا ضمّ تا سے بدل مفعولان سے ہوتا ہے۔

کسف باتری اونٹ کی کاٹنا اور گرانا ساتویں حرف متحرک کا جیسے مفعولاتُ سے مفعولا منقول بہ مفعولن۔

جدع ناک کان اور ہاتھ کاٹنا اور گرانا دونوں سبب خفیف مفعولاتُ کا اور ساکن کرنا تے کا پس لاتْ منقول بہ فاع رہتا ہے **نحر** گلا کاٹنا اور مفعولاتُ میں بعد جدع کے دور کرنا الف کا فاع میں سے فعْ رہا۔

ثلم سوراخ ہونا اور گرانا حرف اوّل کلمہ خماسی سالم کا اور رباعی مقبوض کا جیسے فعولن سے عولن منقول بہ فعْلن اور فعولُ سے عولُ منقول بہ فعْلُ

ہتم جڑ سے دانت توڑنا اور جمع ہونا حذف اور قصر کا جیسے مفاعیلن سے مفاعْ منقول بہ فعولْ۔

اضمار دبلا کر دینا گھوڑے کا اور ساکن کرنا تائے متفاعلن کا اس کو مستفعلن سے بدل کرتے ہیں

جب خصی کرنا اور گرانا دو سبب خفیف کا آخر مفاعیلن سے جیسے مفاعیلن سے مفاعْ اس کو فعَلْ سے بدلتے ہیں

بتر دم کاٹنا اور جمع ہونا ثلم و حذف کا فعولن کے رکن میں اور جمع ہونا قطع و حذف کا فاعلاتن میں اور جمع ہونا خرم و جب کا مفاعیلن میں جیسے فعولن میں فع اور فاعلاتن میں فعلن بدل فاعل سے اور مفاعیلن میں فع بدل فا سے۔

زلل بے گوشت ہونا ران کا اور جمع ہونا خرم و ثلم کا مفاعیلن میں جیسے مفاعیلن سے میم اور لن اور یہ معہ حرکت ماقبل دور ہو وے فاع رہتا ہے۔

تقطیع

تیسری فصل تقطیع کے بیان میں

تقطیع کا معنی لغت میں ٹکڑے کرنا اور اصطلاح عروض میں اجزاے شعر کو کسی بحر کے ہوا اجزاے ارکان سے برابر کرنے کو کہتے ہیں اس طرح سے کہ حرفِ متحرک مقابل متحرک کے اور حرفِ ساکن مقابل حرف ساکن کے پڑے اگرچہ ضمہ اور فتحہ اور کسرہ مختلف ہو مثلاً مرے دلبرا و سخن کہنا اور نہ چپ رہنا مفاعیلن کے وزن پر ہیں۔ اور تقطیع میں حروفِ ملفوظی معتبر ہیں جو پڑھنے میں آتے ہیں نہ کہ مکتوبی غیر ملفوظی کہ فقط لکھے جاتے ہیں اور پڑھنے میں نہیں آتے پس جو حروف کہ تلفظ میں آتے ہیں اور کتابت میں نہیں وہ چار ہیں

حروف ملفوظہ غیر مکتوبہ

اوّل الفِ ممدودہ کہ اس کو بجاے دو الف کے شمار کرتے ہیں جیسے آیا ہے مفعولن کے وزن پر اور زبان عربی کے الفاظ بھی حالتِ اشباع میں بجاے حرف کے شمار کئے جاتے ہیں جیسے الف رحمٰن کا اور اللہ اور سمٰوات اور طٰہٰ اور ہٰذا کا اور واو داود یا الفاظ لہٗ اور بہٖ میں **دوسرا** تنوین جیسے عمداً و علمٌ فعلن کے وزن پر **تیسرا** حرفِ مشدد بجاے دو حرف شمار کیا جاتا ہے جیسے فرّخ فعلن کے وزن پر **چوتھا** ہمزہ بھی ایک حرف گنا جاتا ہے جیسے جاؤ فعلن کے وزن پر۔ اور جو کتابت میں آتے ہیں اور تلفظ میں نہیں آتے ہیں

حروف مکتوبہ غیر ملفوظہ

اوّل الفِ وصل جیسے الف مثل اس اُس آب اک وغیرہ کا جب پڑھنے میں نہیں آتا ہے تو تقطیع میں گر جاتا ہے **دوسرا** یا بعض الفاظ کی بھی تلفظ میں نہیں آتی جیسے مجھے وغیرہ **تیسرا** واو بھی بعض جگہوں میں پڑھنے میں نہیں آتا ہے جیسے واو جو۔ تو وغیرہ کا اور واو معدولہ جیسے خود اور خویش کا تقطیع میں خدا اور خیش گنا جائیگا۔ اور واو عطف کا جیسے دل و جان

حرکت

فاعلن کے وزن پر چوتھا حرکت کہ بجاے حرف گنی جاتی ہے اگر اس کو کھینچ کر پڑہیں جیسے نکہتِ زلفِ مسلسل فاعلاتن فاعلاتن

حرف مخلوط التلفظ

پانچوان حرفِ مخلوط التلفظ جیسے کیا گھر کچھ مجھ منھ ہنسنا کہ تقطیع میں کا گر کچ مج مہ ہنسا گنا جاتا ہے چھٹا ہاے مختفی جو آخر لفظ میں ہوتی ہے کبھی نہیں گنی جاتی ہے۔ اگر مصرعہ کے اخیر میں ہو تو بجاے حرفِ ساکن کے شمار کرینگے جیسے توبہ بروزنِ فعلن اور یہہ ہے ہمزہ ہو کر تلفظ میں آوے تو نگر گی جیسے گریہ جان مفتعلان اور اگر کسرہ ہمزہ کا بڑہا وین بجاے دو حرف کے شمار کرینگے جیسے نالۂ دل فاعلاتن

نون غنہ

ساتوان نونِ غنہ بعد حرفِ علت جیسے کہان کہین کہون یون دون جہان زمین وغیرہ درمیان مصرعہ کے آوے گر پڑیگا اور اگر آخر مصرعہ کے آئیگا بجاے حرفِ ساکن کے گنا جائیگا جیسے بدگمان فاعلان۔ اور اگر دو حرف ساکن سوا نون غنہ بعد حرفِ علت کے وسطِ مصرع میں واقع ہوں تو تقطیع میں اول ساکن دوم متحرک ہوتا ہے جیسے کام نہیں مفتعلن میم کو متحرک کیا مگر آخرِ مصرع میں دونوں بحال ہتے ہین اور اگر تین ساکن جمع ہون پس اگر مصرعہ کے بیچ میں ہوں تو اول کو بحال دوسرے کو متحرک تیسرے کو ساقط کرتے ہین جیسے گوشت کھانا فاعلاتن کہ شین کو متحرک کیا اور تے کو گرا دیا۔ اور اگر آخرِ مصرعہ میں ہین تو ایک کو ساقط باقی کو بحال رکھتے ہین الحاصل تقطیع مین حروفِ ملفوظ معتبر اور غیر ملفوظ ساقط ہوتے ہین اب ایک شعر کی تقطیع بطورِ مثال لکھی جاتی ہے۔ میر حسن شعر کرون پہلے توحیدِ یزدان رقم ؛ جھکی جس کے سجدے مین اول قلم ۔ اُس کا وزن فعولن فعولن فعولن فعَل ہے اِس طرح کرو یہ فعولن لِتوحی فعولن دِ یزدا فعولن رقم فعل ؛ جُھکا جس فعولن کِ سجدے فعولن مِ اول فعولن قلم فعل

چوتھی فصل اوزان مستعملہ شعراے اردو میں

واضح ہو کہ بحور طویل و مدید و بسیط و وافر و مقتضب و کامل مستعمل شعراے عجم نہیں ور شاذ قابل اعتبار نہیں۔

	بحر ہزج مثمن سالم ع	مرآتیہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجران کا	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن	بحر ہزج
	مثمن مقبوض	بھلا ہو تیرا ساقیا پلا دے خم پچھوڑ کر	مفاعلن مفاعلن مفاعلن مفاعلن	
	مثمن اشتر	عشق میں تیرے مرا رنگ زعفرانی ہے	فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن	
	مثمن اخرب ع	بھولا ہوں میں عالم کو سر شار ہے کہتے ہیں	مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن	
	مثمن اخرب مکفوف مقصور ع	جھومر کا نظر سر پہ ترے آتا ہو پرا چاند	مفعول مفاعیل مفاعیل مفاعیل یا فعولن	
	مثمن اخرب مکفوف محذوف	دل لیتی ہے وہ زلف سیہ فام ہمارا	مفعول مفاعیل مفاعیل فعو لن	
	مثمن مقصور محذوف	تپ ہجر سے ای یار دل زار جلا ہے	مفاعیل مفاعیل مفاعیل فعو لن	
	مسدس مقصور ع	مرا دل ہے ترے گیسو سے ہمدوش	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل یا فعولن	
	مسدس اخرب مقبوض مقصور	خالق نے دئے تجھے چار فرزند	مفعول مفاعلن مفاعیل یا فعولن	
	مسدس اخرم اشتر محذوف	دانا عاقل ذکی خردمند	مفعولن فاعلن فعولن یا مفاعیل	
۲	بحر رجز مثمن سالم	زندان میں بھی کوچہ ترا ای یار آتا ہے نظر	مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن	بحر رجز
	مثمن مطوی مخبون ع	پھرتا ہوں تجھ بغیر میں ہو کے دیوانہ ہو بہو	مفتعلن مفاعلن مفتعلن مفاعلن	
۳	بحر رمل مثمن محذوف ع	اسطرح دلکو محبت تجھ سے ہی ای شعلہ رو	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن	بحر رمل
	مثمن مشکول ع	مجھے کیوں نہ آئے ساقی نظر آفتاب الٹا	فعلات فاعلاتن فعلات فاعلاتن	
	مثمن مخبون مقصور	شہر سے گاہ نکلجاتا ہوں صحرا کی طرف	فاعلاتن فعلاتن فعلاتن یا فعلن	
	مثمن مخبون اشتر	نہ کسی بحر لطافت پہ کرے چشم کو وا	فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن یا فعلان	

	مسدس مقصور یا محذوف	جان مشتاقوں کی لب پر آئیاں	فاعلاتن فاعلاتن فاعلات یا فاعلن
	مسدس مخبون مقصور یا محذوف	کچھ تو دے ای فلک نا انصاف	فاعلاتن فعلاتن فعلات یا فعلن
بحر سریع ۴	بحر سریع مطوی موقوف	ہم نے کیا تجھ پہ دل و جان نثار	مفتعلن مفتعلن فاعلان یا فاعلن
	مطوی مقطوع مجدوع	تو ہے سراپا حسن اور ناز	مفتعلن مفعولن فاع یا فع
بحر منسرح ۵	بحر منسرح مثمن مطوی موقوف	سننے سمجھنے کو بات حق نے دئے گوش و ہوش	مفتعلن فاعلاتن مفتعلن فاعلان یا فاعلن
	مثمن مطوی منحور	طاقت بیداد انتظار نہیں ہے	مفتعلن فاعلات مفتعلن فع یا فاع
بحر مضارع ۶	بحر مضارع مثمن اخرب	ہم ہیں غلام اُن کے جو ہیں وفا کے بندے	مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن
	مضارع مثمن اخرب مسبغ	مرتا نہیں ہوں کچھ میں اس سخت دل کے ہاتھوں	مفعول فاعلاتن مفعول فاعلیان
	مثمن اخرب مکفوف محذوف	کیوں جل گیا نہ تاب رخ یار دیکھ کر	مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن یا فاعلات
	مثمن مکفوف مقصور	اگر دل ہے صاف تو کیوں مجھ سے خفا ہے	مفاعیل فاعلات مفاعیل فاعلات
	مسدس اخرب مکفوف	وہ ماہ رو دکھائی جو ر و ہم کو	مفعول فاعلات مفاعیلن
بحر مجتث ۷	بحر مجتث مثمن مخبون	عجب نشاط سے جلاد کے چلے ہیں ہم آگے	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلاتن
	مجتث مثمن مخبون مقصور	فرشتے پوچھے مجھ سے جو کچھ مزار میں آئے	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلات
بحر خفیف ۸	بحر خفیف مسدس مخبون	سوز دل شرح گر کروں سر محفل	فاعلاتن مفاعلن فعلاتن
	خفیف مسدس مخبون و محذوف	کر شراب و کباب کی باتیں	فاعلاتن مفاعلن فعلن یا فعلان
بحر مقتضب ۹	بحر مقتضب مثمن مطوی	تجھ بغیر رشک پری کب خوش آئے سیر چمن	فاعلات مفتعلن فاعلات مفتعلن
	مقتضب مثمن مطوی مقطوع	تم کبھی ہیہات استغنا ہم سے مل نہیں سکتے	فاعلات مفعولن فاعلات مفعولن

١٠ بحر کامل مثمن سالم	جو چمن سے گذری تو اے صبا یہ کہیو بلبل زار سے	متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن	بحر کامل
بحر کامل مثمن مضمر	نہ دیا کرو تم گالیاں نہ کیا کرو مجھ پر جفا	متفاعلن مستفعلن متفاعلن مستفعلن	
١١ بحر بسیط مثمن سالم	مین نے کہا اے صنم اپنے نہ گھر جا صنم	مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن	بحر بسیط
بسیط مثمن مخبون	دکھا دے شکل ذرا صنم برای خدا	مفاعلن فعلن مفاعلن فعلن	
بسیط مسدس مطوی	دیکھ کے تجھکو پری اک ذری	مفتعلن فاعلن مفتعلن	
١٢ بحر وافر مثمن سالم	ذرا کے کہا بتلائے بہلا خفا جو ذرا ہوا وہ صنم	مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن	بحر وافر
١٣ بحر متقارب مثمن سالم	چھٹی تو افشان جو اے پری جبین سے	فعولن فعولن فعولن فعولن یا فعولان	بحر متقارب
متقارب مثمن مقطوع یا محذوف	کدھر ہے تو اے ساقی گلعذار	فعولن فعولن فعولن فعول یا فعل	
متقارب مثمن اثلم ع	اری وائے قسمت دیکھا نہ تجھکو	فعلن فعولن فعلن فعولن	
مثمن مقبوض اثلم مقصور	تڑپ رہا ہون ہین نیم بسمل	فعول فعلن فعول فعلن	
١٤ بحر متدارک مثمن سالم	کیا کرون مین گلہ یار نے کیا کیا	فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن	بحر متدارک
متدارک مثمن مخبون	تری آنکھ سے آنکھ لڑی جو صنم	فعلن فعلن فعلن فعلن	
متدارک مثمن مقطوع	دیکھی بس بس پری یار ری	فعلن فعلن فعلن فعلن	اوزان رباعی

اوزان رباعی

ف جاننا چاہئے کہ رباعی دو بیت کو کہتے ہیں جو متفق ہوں وزن اور قافیے میں لیکن مصرع سوم میں قافیہ شرط نہیں اور اس کے اوزان بحر ہزج سے مخصوص ہیں اس کے لئے دو شجرے مقرر کئے گئے ہیں ایک شجرۂ اخرب کہ پہلا رکن اسکا مفعول ہے۔ دوسرا شجرۂ اخرم کہ جس کا پہلا رکن مفعولن ہے

اور ہر ایک شجرہ کے بارا وزن ہین اور اگر ایک رباعی میں اوزانِ مختلف ان بارا
وزنون سے جمع ہون تو بلا کراہت جایز ہے ۔

شجرۂ اخرم	شجرۂ اخرب
مفعولن فاعلن مفاعیلن فعولن	مفعولن فاع مفاعلن مفاعیلن مفاعیل فعول

ساتوان باب علم قافیہ کے بیان میں

فصل پہلی حروف قافیہ کے بیان میں

جاننا چاہئے کہ قافیہ عبارت ہے ایک یا چند حروفِ معین سے جن کو آخرِ مصرع یا بیت میں الفاظ مختلفہ میں لاتے ہیں اور وہ نو حرف ہیں اوّل روی جو اصل قافیہ ہے اور قافیہ بغیر

روی

اس کے ثابت ہو نہیں سکتا جیسے حرف بے کا لفظ کیا اور لیا میں اور حرف رے کا لفظ غبار اور ہزار میں اور چار حرف یعنے ردف ۔ قید ۔ تاسیس دخیل روی کے آگے واقع ہوتے ہیں اور چار حرف یعنے وصل خروج ۔ نائرہ ۔ مزید روی کے بعد آتے ہیں پس ردف الف اور واو اور یائے ساکن کو کہتے ہیں جن کے ماقبل کی حرکت مطابق اُنکے ہو یعنے ماقبل الف کے فتحہ اور آگے واؤ کے ضمہ اور ماقبل یا کے کسرہ ہو اور روی کے آگے بفاصلہ حرف متحرک کے آتے ہیں جیسے جان اور جہان اور خون اور جیحون تیر اور شمشیر ۔ اور اگر درمیان ردف اور روی کے ایک ساکن واقع ہو تو بعض اس کو داخل ردف سمجھ کر ردف زائد یا مرکب کہتے ہیں اور محقق طوسی داخل روی سمجھ کر اس کو روی مضاعف لکھا ہے اور وہ چھ حرف ہیں س ش ر ف خ ن ۔ مثال س جیسے راست کاست دوست پوست زیست چیست ۔ اسیطرح باقی حروف جیسے گوشت کارد کوفت تاخت چاند ۔ اور قافیہ واو و یائے معروف و مجہول کا اردو میں جائز نہیں جیسے سودا سے کرتے اس کو لگے نہ ذرہ دیر ۱۵ مہر و مہ کو شکل ان و بہ نیر ۱۲ حرف قید وہ ہے کہ سوائے حروف علت کے اور کوئی حرف ساکن بے فاصلہ آگے حرف روی کے آوے جیسے ابر صبر ستر چتر نشر کثر اجر فجر بحر نحر بخت تخت صدر قدر جذب درد مرد و ... دست پست چشم پشم قصر نصر وضع رضع نطع قطع نظم کظم جعد رعد ہفت رفت عقل نقل ذکر فکر حلم علم امر ثمر بند نبد دور جور قہر زہر سیر خیر حرف تاسیس وہ الف ساکن ہے جو آگے روی کے آتا ہے اُس میں اور روی میں ایک حرف متحرک رہتا ہے اور اس متحرک کو دخیل کہتے ہیں جیسے کامل شامل حاور یا ور تساہل تجاہل کہ اُن میں الف حرف تاسیس ہے اور میم اور واو اور ہے حرف دخیل ہے رعایت حرف

قید

تاسیس

دخیل

تاسیس اور دخیل کی قافیہ میں ضرور نہیں اگر خاور کا قافیہ گوہر اور مائل کا قافیہ دل اور تساہل کا قافیہ بلبل لاوین جائز ہے اور اختلاف حرفِ ردف کا جائز نہیں اور اختلاف حرفِ قید کا بھی اگرچہ جائز نہیں مگر شعرائے فارسی بلحاظ قربِ مخرج کے ایسا قافیہ جائز رکھتے ہیں جیسا اس شعر میں ؎ امڈا ہے آنسوؤں کا مری آنکھ سے وہ بحر ہا ہیں جس کے آگے سات سمندر بھی ایک لہر ہا لیکن اردو میں جائز نہیں اور وہ چار حروف جو بعد روی کے آتے ہیں یہ ہیں۔

حرفِ وصل وہ جو بے فاصلہ بعد حرف روی کے آتا ہے اور اُس کو متحرک کر دیتا ہے جیسے الف لفظ کیا اور لیا کا کہ بعدی حرفِ روی کے ملا ہوا آیا اور روا و یار و اغیار کا اور ی زردی اور سردی کی اور اکثر ہائے نسبت اور یائے مصدری اور علامتِ جمع وغیرہ حرفِ وصل ہوتے ہیں۔

حرفِ خروج اُس حرف کو کہتے ہیں جو بعد حرف وصل کے آوے جیسے ی لفظ جلتی کی۔

حرفِ مزید وہ حرف ہے جو بعد حرف خروج کے آوے جیسے نون لفظ بے پروائیان کا۔

حرفِ نایرہ وہ حرف ہے کہ بعد حرف مزید کے آوے اور جو حرف بعد نایرہ کے آوے داخلِ نایرہ ہے اور حرفِ مزید اور نایرہ کا اکثر قافیہ اردو میں نہیں آتا مثال چار ون کی جیسے جلاویگا گلاویگا۔ اس میں لام حرفِ روی الفِ وصل واو خروج یا مزید کاف الف نائرہ ہے اور مختلف ہونا ان حرف کا ناجائز ہے **ف** حرف روی اور حرفِ وصل کی پہچانت یہ ہے کہ حرفِ وصل کے حذف کرنے سے معنی لفظ کا باقی رہتا ہے اور حذفِ روی سے لفظ بے معنی ہوتا ہے۔

فصل دوسری حرکات حروف قافیہ میں

اور وہ چھ ہیں رس اشباع۔ توجیہ۔ حذو۔ مجری۔ نفاذ۔ رس حرکت فتحہ کو حرف ما قبل تاسیس کو کہتے ہیں

اشباع

اور اشباع حرکتِ حرفِ دخیل کو جیسے شمایل اور کامل میں حرکت فتحۂ میم اور کاف کی زیر ہے اور حرکت کسرۂ یا اور میم کی اشباع ہے۔ اور حذو حرکتِ ما قبلِ ردف اور قید کو کہتے ہیں جیسے زنار اور بار میں [illegible] اور کاف کا فتحہ حذوِ ردف ہے اور درد اور سرد میں فتحۂ دال اور سین کا حذوِ قید ہے۔ اور توجیہ حرکتِ ماقبلِ روی کو کہتے ہیں بشرطیکہ روی ساکن ہو اور کوئی حرف حروفِ قافیہ سے اس کے ساتھ ہو جیسے دل اور گل میں دال اور گاف کی حرکت توجیہ ہے۔ اور مجریٰ حرکتِ حرفِ روی کو کہتے ہیں بشرطیکہ اس کے ساتھ حرفِ وصل ہو جیسے تے کی حرکت مستی اور پستی میں۔ اور نفاذ حرکتِ حرفِ وصل اور خروج اور مزید کو کہتے ہیں جیسے بقراریاں میں۔ اور اختلاف کسی حرکت کا اردو میں جایز نہیں مگر بعضوں کے نزدیک جبکہ حرفِ روی متحرک ہو یعنے مع حرفِ وصل ہو تو اختلافِ توجیہ و اشباع و حذو و قید کا جایز ہے جیسے آہستہ و دستہ سکندری و عنصری برابری و شاطری۔

توجیہ

مجری

نفاذ

اوصاف روی

فصل تیسری اوصاف روی میں

اگر روی ساکن ہو اُس کو مقید کہتے ہیں جیسے نونِ چمن اور سخن کا اور متحرک ہو اُس کو مطلق کہتے ہیں جیسے حرفِ رے کا لفظِ بقراریاں میں۔ اور ہر ایک اُن سے دو قسم پر ہے یعنے سوا روی کے کوئی دوسرا حرف قافئے میں نہو تو اسے مجردہ کہتے ہیں۔ اور اگر روی کے ساتھ کوئی دوسرا حرف ہو تو قافئے کو اُس سے منسوب کرتے ہیں مثلاً مقید مجردہ یا مردفہ یا موسسہ یا موصولہ اسیطرح مطلق مجردہ یا مردفہ یا موسسہ یا موصولہ۔ اور جاننا چاہئے کہ قافیہ اگر حرفِ قید کے ساتھ ہو اس کو بھی مردفہ کہتے ہیں۔ اور اگر خروج اور مزید اور نائرہ پر مشتمل ہو تو اُس کو بھی موصولہ کہتے ہیں۔

مجردہ

القاب قافیہ

فصل چوتھی القاب قافیہ میں

واضح ہو کہ القاب قافیے کے پانچ ہیں مترادف متواتر متدارک متراکب متکاوس

مترادف کہ آخر قافیے میں دو ساکن پے در پے آویں غالب ؎ نالہ جز حسن طلب اے ستم ایجاد نہیں ہے تقاضائے جفا شکوۂ بیداد نہیں **متواتر** کہ درمیان دو ساکن کے ایک حرف متحرک واقع ہو ؎ رہا گر کوئی تا قیامت سلامت ٭ پھر اک روز مرنا ہے حضرت سلامت ٭ **متدارک** کہ درمیان دو ساکن دو حرف متحرک ہوں درد ؎ سر رشتۂ نگاہ تغافل نہ توڑیو ٭ اے نازنیں اس طرف سے منہ اس کا نہ موڑیو ٭ **متراکب** درمیان دو ساکن کے تین حرف متحرک ہوں جیسے ؎ تیغ ابرو سے جو حذر نہ کرے ٭ اس کی آئی ہے موت کیوں نہ مرے ٭ **متکاوس** وہ کہ درمیان دو ساکن کے چار متحرک واقع ہوں اور یہ ثقیل ہے اور خاص عربی زبان میں ہے۔

فصل پانچویں عیوب قافیہ میں

اس کے کئی قسم ہیں ان میں سے جو واجب الترک ہیں لئے ہیں اول **غلو** یعنے روی کو ایک جگہ ساکن دوسری جگہ متحرک لانا جیسے ؎ نہ پوچھ مجھ سے کہ رکھتا ہے اضطراب جگر ٭ نہیں ہے مجھ کو خبر دل سے لیکے تا بہ جگر ٭ دوسری قسم **اکفا** حرف روی مختلف ہونا خواہ ایک حرف فارسی اور ایک عربی یا ہندی ہو جیسے سگ و شک لب و تپ مور و چھور وغیرہ یا مخرج دونوں کا قریب ہو جیسے صباح اور تباہ الغیاث اور التماس جیسے ؎ دل کو زبس تصور جاناں سے ربط ہے ٭ تصویر یار آئینۂ دل پہ ثبت ہے ٭ تیسری **سناد** مختلف ہونا حرف ردف کا جیسے قافیہ واو کا دود یا دید لانا۔ چوتھی **اقوا** یعنی مختلف ہونا توجیہ و حذو قید کا مثلاً قافیہ دِرا دَر دُر کا اور مست اور سُست کا۔ پانچویں **اختلاف حرف قید** خواہ بعید المخرج ہو خواہ قریب المخرج جیسے عمر و شعر بحر و شہر چھٹویں **اختلاف اشباع** جیسے تجاہل

ریکیک

اور کامل۔ آٹھوان ایطا یعنے قافئے مین دونون جا ایک ہی معنی کے لفظ کو مکرر لانا اگر جا معنی جدے ہون عیب نہیں بلکہ صنعت ہے۔ ؔدہ دو قسم پر ہے خفی اور جلی خفی وہ کہ تکرار قافئے کی بادی النظر مین ظاہر نہو جیسے [illegible] دانا اور بینا۔ اور جلی وہ کہ تکرار ظاہر ہو جیسے دردمند حاجتمند اور سیمین زرین۔ چلو رہو۔ بران مرغان شالون مین زواید یعنے علامت جمع یا تانیث یا کوئی علامت کسی صیغے کے آخر سے دور کیئے جائیے تو قافیہ درست نہین رہتا مثلاً درد اور حاجت اور سیم و زر اور چل اور رہ کا قافیہ جائز نہین ہوسکتا اور ایطاء خفی متقدمین نے غزل اور قطعہ میں بعد سات بیت کے اور قصیدے مین بعد چودہ بیت کے جایز رکھا ہے اور متاخرین کے نزدیک بعد بیس یا تیس بیت کے جایز ہے۔ ایطا کو فارسی مین شایگان کہتے ہین نوین تغیر یعنے قافیہ کو ایک ہی غزل یا قصیدے مین بدلانا مثلاً قافیہ جم نم وغیرہ کا ہے بعد چند شعر کے جام نام قافیہ کر دین۔

قافیہ شایگان

فصل چھٹوین ردیف کے بیان میں

ردیف

ردیف ایک کلمہ مستقل یا زیادہ کو کہتے ہین جو آخر مصرع یا بیت مین لاتے ہین اور ضرور ہے کہ وہ لفظ مستقل سب جگہہ ایک ہی معنی سے آوے۔ اور جایز ہے کہ تمام مصرع مشتمل قافئے اور ردیف پر ہو۔ طالب

کہہ [illegible] کہ یار پاس آئے مرے ہاز رہا پاس نہیں کہ یار پاس آئے مرے ؎ اور جب ردیف درمیان دو قافیہ کے واقع ہو اُس کو حاجب کہتے ہین۔ تیر سے کہین انکھون سے خون ہو کے بہا کہین دل مین جنون ہو کے رہا ؎

حاجب

باب آٹھوان اقسام نثر و نظم کے بیان میں

اقسام نظم

فصل پہلی نثر کے اقسام میں

واضح ہو کہ نثر کے تین قسمیں ہین مسجع ۔ مرجز ۔ عاری ۔

مسجع وہ کلام ہے کہ اواخر دو فقرون کے مقفیٰ ہون جیسے حرف ہین یا کافور کے قرص ہین مشک کے دانے پڑے ہیں ۔ لفظ ہیں یا ہیرے کی تختی پر نیلم کے نگین پر جڑے ۔ مسجع

مرجز وہ عبارت ہے کہ کلمے دونون فقرون کے اکثر جا ہے ہموزن ہون اور قافیہ نہو جیسے قامت موزون کے روبرو سرو روان ناچیز اور کاکل پیچان کے سامنے مشک ختن بقدر ہے ۔ نثر مرجز قلیل الاستعمال ہے ۔ مرجز

عاری وہ کہ نہ وزن رکھے نہ قافیہ جیسے کوئی اوروں کی بات میں بن پوچھے بولے اسواسطے کہ لوگ فضل و کمال اُسکا جانیں یہ گمان اسکا غلط ہے بلکہ نادان اسکو سمجھینگے ۔ اور ہر ایک ان تین قسموں سے تین تین قسم پر ہے ۔ سلیس ۔ دقیق ۔ رنگین ۔ عاری

سلیس وہ کہ الفاظ مروج و مانوس الاستعمال ہون ۔ سلیس

دقیق وہ کہ متانت اور دقت زیادہ ہو اور مضمون اُس کا بغور معلوم ہو ۔ دقیق

رنگین وہ کہ تلازم اور مناسبات ہون جیسا تلازم باغ مین گل و بلبل و غنچہ و شگوفہ و شاخ و باد وغیرہ لکھیں اور پھر تینوں کے تین قسم ہین عالمانہ ۔ شاعرانہ ۔ منشیانہ ۔ رنگین

عالمانہ وہ کہ دقایق لفظی و معنوی از قسم لغات و استعارات کے ہون ۔ عالمانہ

شاعرانہ وہ کہ جس میں تشبیہات اور تخیلات ہون ۔ شاعرانہ

منشیانہ وہ ہے جس میں موافق محاورہ روزمرہ کے ساتھ درستگی و شستگی عبارت کے ادائے مطلب ہو ۔ منشیانہ

فصیح وہ کلام ہے جو قواعد نحو اور مطابق محاورہ اہل زبان کے ہو اور اُس میں ثقالت حروف کی اور تقدیم و تاخیر الفاظ کی اور حصول معنی کے واسطے ضرورت لغت کی ہو ۔ فصیح

بلیغ وہ ہے کہ کلام فصیح مناسب مقام ہو اور پاک عیوب سے ہو پس فصاحت لفظ کے ساتھ علاقہ رکھتی ہے اور بلاغت معنے کے ساتھ متعلق ہے اس لئے کہتے ہیں کہ لفظ فصیح ہے اور معنے بلیغ ۔ بلیغ

حسن ذاتی وہ کہ الفاظ فصیح اور معانی بلیغ سے حاصل ہو ۔ حسن ذاتی

حسن عرضی وہ کہ تمام صنایع اور بدایع آراستہ ہو ۔ حسن عرضی

فصل دوسری اقسام نظم میں

اقسام نظم

جاننا چاہیے کہ نظم دس قسم پر ہے فرد۔ غزل۔ قصیدہ۔ رباعی۔ قطعہ۔ مثنوی۔ مسمط۔ مستزاد۔ ترجیع بند۔ ترکیب بند

فرد

[illegible] زون ہے جس کے فقط دو مصرع ہوں قافیہ رکھے یا نہ رکھے بعضوں کے نزدیک بے قافیہ ہونا اس کا ضرور ہے

غزل

غزل ان اشعار متفق الوزن والقوافی کو کہتے ہیں جو شعر اول کے دونوں مصرعوں میں قافیہ ہو باقی اشعار کے مصرع دوم میں قافیہ ہو۔ مصرع اول میں ضرور نہیں اور اس میں بیان حسن و عشق و صفت خط و خال معشوق و ذکر وصال و ہجر و جور و جفائے یار و ذکر شراب و گل وغیرہ ہو۔ اور غزل کے ابیات متاخرین کے نزدیک زیادہ پندرہ سے اور کم پانچ سے ہونا جائز نہیں

قصیدہ

قصیدہ مانند غزل کے ہے مگر غزل میں مضمون خاص ہوتا ہے اور قصیدہ میں عام ہے خواہ حمد خواہ نعت خواہ مدح خواہ ہجو خواہ حکایت وغیرہ ہو اور شرط ہے کہ بارہ بیت سے زیادہ ہو اور حد قصیدے کی نہیں لیکن متاخرین ایک سو بیس مقرر کی ہے۔ اور اس کے دو قسم ہیں مشبب۔ و مجرد۔

مشبب

مشبب وہ کہ آغاز اس کا کسی دوسرے مضمون پر ہو یعنے ذکر ایام شباب و شراب و کباب و شاہد و مستی و صحبت یار و موسم بہار و باران و گلزار وغیرہ ہو پھر اس سے شاعر طرف مدح ممدوح یا تعریف معشوق کی طرف رجوع کرے

تشبیب

مخلص و گریز

ان مضمون کو **تشبیب** کہتے ہیں اور اس رجوع کو **مخلص** اور **گریز** کہتے ہیں۔ اور اکثر قصیدے کو دعا پر ختم کرتے ہیں تو اس کو [illegible] کہتے ہیں اور قصیدہ میں دو تین مطلع لانا جائز ہے بلکہ یہ محسنات قصیدے سے ہے ف

مطلع و حسن مطلع

قصیدہ اور غزل کی پہلی بیت کو جس کے دونوں مصرعوں میں قافیہ ہو اس کو **مطلع** کہتے ہیں اور دوسری بیت کو **حسن مطلع**

مقطع

اور بیت اخیر کو جس میں اکثر شاعر تخلص اپنا داخل کرتے ہیں **مقطع** کہتے ہیں اور درمیان کے بیتوں کو **بیت الغزل** و **بیت القصیدہ** نام رکھتے ہیں

رباعی

رباعی جس کو ترانہ اور دوبیتی اور چار مصراعی کہتے ہیں عبارت ہے دو بیت سے کہ متفق وزن اور قافیہ میں ہوں لیکن مصرع سوم میں قافیہ شرط نہیں جیسے **رباعی**

مدت ہوئی ہم کو جانفشانی کرتے ؎ کیا ہو جاتا جو مہربانی کرتے ؎ لخت جگر و کباب دل تھے طیار ؎ گر
آتے تو ہم بھی میہمانی کرتے ؎ **قطعہ** دو یا زیادہ ابیات کو کہتے ہیں جو قافیہ اور وزن میں متحد ہوں اور
مطلع نہو جیسے ؎ جس کو ظاہر میں متقی دیکھے ؎ اُس کے تقویٰ کا تو نکر انکار ؎ کھوج
باطن کا ؎ محتسب را درون خانہ چہ کار ؎ **مثنوی** ابیاتِ متفق الوزن کہ ہر بیت کے مصرع باہم مقفّی
ہوں جیسے میر تقی **مثنوی عشق** سے ؎ تازہ کار و تازہ خیال ؎ ہر جگہ اُسکی اک نئی ہے چال ؎ کہیں آنکھوں سے
خون ہو کے بہا ؎ کہیں سر میں جنون ہو کے رہا ؎ گہہ نمک اُس کو داغ کا پایا ؎ گہہ پتنگا چراغ کا پایا ؎ اور اُسکے
مخصوص سات وزن ہیں **ایک** فعولن فعولن فعولن فعول یا فعل **دوسرا** مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل یا فعولن
تیسرا مفعول مفاعلن فعولن یا مفاعیل - اور مفعولن فاعلن فعولن یا مفاعیل **چوتھا** فاعلاتن مفاعلن فعلان
یا فعلن **پانچواں** فاعلاتن فاعلاتن فاعلات یا فاعلن **چھٹواں** فعلاتن فعلاتن فعلان **ساتواں**
مفتعلن مفتعلن فاعلن **ترجیع بند** اگر چند اشعار متفق الوزن و القوافی مثل قصیدے و غزل کے بعد ایک شعر
متفق الوزن و مختلف القوافی کے لائیں اُس کو بند کہتے ہیں اور اگر تھوڑے بند اسیطرح جمع کئے جائیں
بشرطیکہ شعر مختلف القافیہ ہر بند میں ایک ہی واقع ہو اُس کو **ترجیع بند** کہتے ہیں اور اگر وہ شعر بعد ہر بند کے
لائیں اس کو **ترکیب بند** کہتے ہیں اور ہر بند کم پانچ بیت سے اور زیادہ گیارہ بیت سے ... سات قسم ہیں
مربع - مخمس - مسدس - مسبع - مثمن - متسع - معشر - اور یہ نام باعتبار ہر بند کے مصرعوں کے شمار کے ہیں
اور ضرور ہے کہ ہر قسم کے بندِ اول کے سب مصرع مقفّی ہوں آیندہ ہر بند کا قافیہ جدا مگر آخر مصرع اصل قافیہ
بندِ اول کی طرف راجع ہو - اور واضح ہو کہ سوائے مخمس باقی اقسام قدما میں رائج تھے اب کم مستعمل ہیں اور شعرائے
زبانِ ریختہ نے آٹھویں قسم یعنے مثلث کو بھی ایجاد کیا ہے **مستزاد** اصل میں ایک جزو وزن رباعی کا بعد

قطعہ | مثنوی | اوزان مثنوی | ترجیع بند | ترکیب بند | مسمط | مستزاد

مصراع رباعی کے لاتا ہے اور خوبی مستزاد کی یہہ ہے کہ مضمون شعر کا اُس فقرے پر منحصر نہو اُس کو مستزاد عارض کہتے ہیں اور اگر معنی فقرے پر منحصر ہوں اُس کو مستزاد التزام جیسے رباعی ہے

تجھ سے جُدائی پیارے۔ ہے حال تباہ ؛؛ غم سے ہے جان لب پہ آئی پیارے۔ انا للہ۔

ای [illegible] جو جانتا یہہ مین پہلے سے۔ ہوگا یہہ حال ؛؛ کرتا نہ ہرگز آشنائی پیارے۔ خالق ہے گواہ

کبھی مصرع دوم میں فقرۂ مستزاد لاتے ہیں۔

فصل تیسری عیوب کلام میں

اُس کے کئی اقسام ہیں اول تنافر الکلمات یعنے لانا حُرفِ قریب المخارج کا کلمات میں کہ تلفظ میں کراہت معلوم ہو جیسے ع اک کشش سے شیر شو کرلے شکار ؛؛ دوسری اثقال یعنے ایک حرف جو کلمہ اول کے آخر میں ہے دوسرے کلمے کے اول میں آنا جیسے نفع علم ایسے مقام میں دفع ثقالت کے لئے نفع العلم لکھنا چاہیے۔ تیسری حروف مشدد الآخر بلا اضافت و عطف کے واقع ہونا جیسے فلان کس ممد ہے اور ضدِ کرتا ہے۔ چوتھی تتابع یعنے توالی اضافت جیسے ع جنبش ابروے شوخ دشمنِ جانِ حزین پانچوین ضعف تالیف یعنے ترکیب کلام کی خلاف استعمال فصحا کے جیسے ع دلبر بے مہر جانِ عاشق [illegible] ؛؛ لفظِ جان و سوز مین فصل ہونا ضعفِ تالیف ہے۔ چھٹوین غرابت ایسے لغات اور الفاظ کو [illegible] لانا جو غیر مروج ہو اور اکثر لوگ اُس کو جانتے نہوں اور حاجت لغت کی پہنچے جیسے ملماس بمعنی قلم و نیر جان بمعنی بھیر یا لکھند۔ ساتوان مخالفت ایسا لفظ لانا جو قیاس لغوی اور قاعدہ صرف کے خلاف ہو جیسے تسیم سہ مصئون وہ قضا اِس قدر ہے ؛؛ اِس شہر کا نام امر نگر ہے ؛؛ یہان لفظ مصئون غلط ہے مصون بلا ہمزہ صحیح ہے۔ اور فکِّ اضافت یا زیادہ آنا اضافت کا جیسے امانت سہ

مستزاد عارض
مستزاد التزام
تنافر الکلمات
اثقال
حروف مشدد الآخر
تتابع
ضعف تالیف
غرابت
مخالفت لغت

اسپہ راضی ہو تو قرآن اوٹھالاؤن مین ؛ رکھ تو ای مصحف رو ہاتھ قسم کھاؤن مین لفظ مصحف مین اضافت غلط ہے ۱۸
تکلف — اٹھوین تکلف کہ الفاظ مصنوعی غیر جایز لادین جسکو فصحا استعمال نہیں کرتے جیسے مکتب تجاہل البا
تکرار — سر ترش بجاے تراشیدہ ۔ نوین۹ تکرار کوئی لفظ ایک ہی معنی سے کئی جگہہ لانا جیسے ؎ کامیاب
رشک ہے ؛ اس سبب مجھ پر ستم کرتا ہے ہر دم آسمان ؛ مصرع اول مین آسمان زاید ہے ۔ دسوین تسبیع
تسبیع — وزن نامطبوع و ناخوش اور ارکان ثقیل مین شعر لکھنا ۔ گیارہوین۱۱ تغییر لفظ کو بدل کر استعمال کرنا جیسے آتش عشق
تغییر — در دور ماندے المضاف ہوا ۔ لفظ المضاعف کی جاے مین المضاف لکھا ۔ بارہوان۱۲ حشو فقط حشو
حشو — قبیح معیوب ہے جیسے مصرع جفا معشوق اور محبوب کی سہتے ہین سب عاشق ؛ بعض الفاظ مین حشو فصحا
استعمال کرتے ہین جیسے مکتب خانہ ۔ حرم گاہ ۔ تیرہوین۱۳ کسی خبر کیلیے ایسی صفت لکھنا کہ اُس مین نہو جیسے
تعقید — شراب شیرین چودہوین۱۴ تعقید اُس کے دو قسم ہین لفظی اور معنوی لفظی وہ کہ بسبب تقدیم و تاخیر کے
معنی صاف معلوم نہو جیسے سودا ؎ بار آب رواں عکس ہجوم گل کے ؛ لوٹے ہے سبزہ پہ ازبسکہ ہوا سے
بیکل ؛ اصل عبارت یون ہے کہ عکس ہجوم گل کے بار سے آب رواں لوٹے ہے تعقید لفظی جو
تعقید معنوی — مخل فہم معنی ہو تو عیب ہے تعقید معنوی یا اغلاق وہ کہ بسبب کثرت لوازم وغیرہ کے معنے کلام کے بعید
ہون ؎ تصویر یار بہر نکیرین پاس ہے ؛ رکھ دینا میری قبر مین شیشہ گلاب ہے
جب نکیرین مجھ سے حال عشق کا پوچھینگے اور انکو مین تصویر معشوق کی کھلاؤنگا وہ غش کر جائینگے انکو ہوش مین
سرقہ — لانیکے لئے شیشہ گلاب کا میری قبر مین رکھ دینا ۔ پندرہوین۱۵ سرقہ وہ ہے کہ دوسرے شاعر کا کلام چرالیوے
خواہ فقط الفاظ خواہ معانی خواہ دونون ۔ اور سرقہ اُس وقت کہلائیگا جب ایک شاعر دوسرے شاعر کے کلام
توارد — سے واقف ہو ورنہ توارد ہوگا جیسے محمد یار بیگ سائل ؎ شاخ کو مل ہلاوے تو ثمر جھڑتے ہین اپنی ہر

جنبشِ مژگان سے گہر جھڑتے ہیں رنگیں ع یون سرِ شکِ مژہ اشام وسحر جھڑتے ہیں شاخ پر میوہ سے
جس طرح ثمر جھڑتے ہیں ۔ اور سرقہ کے کئی اقسام ہیں بسبب طوالت کے نہیں لکھے گئے۔

خاتمہ تصرفات شاعری کے بیان میں

[تصرفات شاعری] جاننا چاہئے کہ شاعرون کو صحتِ وزن اور درستی قافیہ کے واسطے چند تصرفات جائز ہیں از انجملہ ہیں
[وصل] وصل۔ قطع۔ تحریک۔ اسکان۔ قصر۔ مد۔ تشدید۔ تخفیف **وصل** زیادہ کر دینا کسی حرف کا لفظ میں جیسے
الفِ آہا و آہے وآبرمین آور وا و برومند و تنومند مین آور ہا ے ہوز جیسے سودا کے شعر میں ع بسجودِ درسے
[قطع] تیرے بہرہ ور ہون اہل زمین ۔ ہے رکوع مین تا قامتِ سپہر دوتا ۔ اور **قطع** کوئی اصلی حرف حروف میں سے ساقط کر دینا
[تحریک] سودا ع کس طرح شہر کا نہو یہہ حال ۔ سدی کا فورسا جو ہو گتوال ۔ **تحریک** حرفِ ساکن کو متحرک کر دینا
[اسکان] یہہ بھی اکثر ہے **اِسکان** حرفِ متحرک کو ساکن کر دینا ۔ امانت ع شدتِ جوشِ جنون کے با مری نس
[قصر] نس میں فصدین کھلوائیں مری دیکھے لہو کی قسمین ۔ لفظ قسم سین کے زبر سے ہے شاعر بسکونِ سین لکھا
[مد] **قصر** الفِ ممدودہ کو مقصورہ لانا **مد** مقصورہ کو ممدودہ لانا جیسے آستر و آبرہ **تشدید** یعنی مخفف کو
[تشدید] مشدد لانا جیسے زرّ و پرّ وغیرہ اکثر مشدد آیا ہے **تخفیف** حرف
[تخفیف] مشدد کو مخفف لانا جیسے لفظ تنور و غم و صف وغیرہ کو
کہ اصل میں مشدد ہیں اکثر مخفف استعمال کرتے ہیں

تمت ۶۹۰

فہرست

فہرست کتب مولفہ جناب رورند یدورڈ سیل صاحب بی - ڈی

کتب فارسی

مجموعہ سلیبس فارسی پانچوین سٹانڈرڈ اور فسٹ فارم کیلئے ۴ر
منتخبات فارسی نمبرا چھٹوین سٹانڈرڈ اور سکنڈ فارم کیلئے ۶ر
ایضاً نمبر۲ تھرڈ فارم کے لئے ۸ر
ایضاً نمبر۳ - فورتھ فارم کیلئے دو سال تک کام آتی ہے ۱۲ر
ایضاً نمبر۴ ففتھ فارم کے لئے ۸ر
محاورات فارسی معہ ترجمہ انگریزی حصہ اول سکستھ اور سیونتھ اسٹانڈرڈ اور تھرڈ فارم سے سکستھ فارم تک مفید ہے اور متری کیولیشن کیلئے بھی کارآمد ہے ۸ر
ایضاً حصہ دوم ۸ر
زبدۃ القوانین سکستھ اور سیونتھ سٹانڈرڈ اور فسٹ سکنڈ اور تھرڈ فارم کے لئے ۸ر
مناظر القواعد اپر سکنڈری کیلئے مقرر ہے فورتھ فارم سے سکستھ فارم تک مقبول ہے اور متری کیولیشن کے امتحان کیلئے تک کارآمد ہے ۶ روپیہ
حکایت یوسف شاہ سراج ففتھ اور سکستھ فارم کیلئے ۸ر
وزیر لنکران - ایضاً - ایضاً ۸ر
حکایت حکیم نباتات - ایضاً - ایضاً ۸ر

کتب اردو

تعلیم الاطفال انفنٹ سٹانڈرڈ اور پہلی اسٹانڈرڈ اور فسٹ کلاس کے لئے مقبول ہے ۱۰ر
کتاب سلیبس دوسری اسٹانڈرڈ اور سکنڈ کلاس کیلئے مقبول ہے ۲ر
گلستان عجیب تیسری اسٹانڈرڈ اور تھرڈ کلاس کیلئے مقبول ہے ۳ر
منتخبات اردو نمبرا چوتھے سٹانڈرڈ اور فورتھ کلاس کیلئے مقبول ہے ۵ر
ایضاً نمبر۲ - پانچوین سٹانڈرڈ اور فسٹ فارم کیلئے ۷ر
ایضاً نمبر۳ - چھٹوین سٹانڈرڈ اور سکنڈ فارم کیلئے ۸ر
ایضاً نمبر۴ - ساتوین سٹانڈرڈ اور تھرڈ فارم کیلئے ۹ر
ایضاً نمبر۵ - چوتھے فارم کے لئے مقبول ہے ۵ر
ایضاً نمبر۶ - پانچوین فارم کیلئے مقبول ہے ۸ر
جامع الاشعار پانچوین سٹانڈرڈ سے فسٹ فارم سے تھرڈ تک مقبول ہے ر
خلاصۃ القوانین پرمری اور لوئر سیکنڈری کلاسون کے لئے مقبول ہے ۴ر
جامع القوانین اپر سکنڈری کیلئے مقرر ہے اور فورتھ فارم سے تمامی امتحانات یونیورسٹی کو مفید ہے ۶ روپیہ
مختصر تاریخ برٹش انڈیا ۲ر
مجمل تاریخ ہند چوتھے سٹانڈرڈ اور فورتھ کلاس کو مقبول ہے ۳ر
تاریخ ہند اورنگزیب کے وفات تک پانچوین سٹانڈرڈ تک کیلئے ہے اور فسٹ فارم کیلئے بھی مقبول ہے ۳ر